بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝

گیارھویں شریف

مکتبہ نوریہ رضویہ

۱۱۔ گنج بخش روڈ ۝ لاہور

یا رسول اللہ

یا غوث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَاِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

شانِ غوثِ اعظم

جلد دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس ناچیز خدمت کو ماوائے کونین ملجائے دارین غوث الثقلین۔ غیاث الملوین۔ فرزندِ مصطفٰےؐ۔ دلبندِ مرتضٰےؓ جگر پارۂ فاطمۃ الزہراؓ۔ حضور پُر نور۔ محبوب سبحانی۔ قطبِ صمدانی۔ شہباز لامکانی۔ حضرت شیخ۔ سیّد۔ پیر۔ عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی البغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہُ عنا کے نام نامی و اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں۔

؎ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را۔

ہیچمداں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ

گیارہویں شریف

جلد دوم

حمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شانِ غوثِ اعظم

بیاں ہو کس طرح رتبہ ترا محبوب سبحانی
بسیرت ہمچوں پیغمبر بصورت مرتضیٰ ثانی

علیمِ علمِ ربانی امامِ راز یزدانی
شہنشاہِ ولایت قبلۂ حاجاتِ روحانی

خدائے پاک کے پیارے رسول اللہ کے جانی
مزاجِ فاطمہ زہرا علی کے ماہِ تابانی

تمہارے دوش اقدس پر قدم محبوب اکرم کا
قدم ولیوں کے کاندھے پر تمہارا شاہ جیلانی

کوئی ہو نقشبندی۔ قادری۔ چشتی۔ سہروردی
تمہیں سے فیض سب پاتے ہیں اے محبوب صمدانی

تمہارے در پہ کوئی چور آ گیا تھا بے چوری کو
بنا دیتے ہو اس کو اک نظر سے قطبِ ربانی

بلائیں گر دور والا یہ ہمدم کو شہ جیلانی
میں سمجھوں گا کہ مجھ کو مل گئی دنیا کی سلطانی

ہمدم

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا رسول اللہ

مالکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیاتہ مؤمنین

گیارہویں عرس و فاتحہ خوانی

من

آیاتِ کتابِ رحمانی

از تصنیفات

حضرت۔ مولنا۔ حافظ۔ قاری۔ ابوالمعانی۔ عبدالمصطفےٰ محمد خانصاحب ہمدم۔ نقشبندی۔ قادری۔ توکلی۔ مرتضائی۔ پٹیالوی۔ فاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور خطیب و مدرس دارالعلوم جامعہ عربیہ حنفیہ تجوید القرآن جامع مسجد چھانگا مانگا ضلع لاہور۔

ناشر

مکتبہ ہمدم منڈی چھانگا مانگا تحصیل چونیاں

ضلع لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باعثِ تالیف

میں نے اور مولانا محمد دین صاحب قادری ناظم مدرسہ جامعہ عربیہ تجویدالقرآن ہوشیارپور عالم نبیل فاضل جلیل حضرت مولانا۔ حافظ۔ قاری۔ صوفی۔ ابوالمعانی عبدالمصطفےٰ مہر محمد خان صاحب ہمدم نقشبندی۔ قادری۔ پٹیالوی۔ فاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے کئی بار مخلصانہ گذارش کی کہ آپ مشہور ترین مذہبی مسائل پر ایک کتاب ایسی تالیف فرمائیں۔ جو نہایت ہی احسن طریقہ پر قلمبند ہو۔ طرزِ تحریر اس قدر دلکش اور وجد آور ہو۔ کہ پڑھنے والا اگر ایک بار شروع کر دے۔ تو اس کو بغیر ختم کئے محبوب سے جدائی اختیار کرنے کے مترادف ہو۔ دلائل اس قدر قوی ہوں کہ مخالف بھی انکار نہ کر سکے۔ سوالات کے جوابات اس قدر احسن طریقہ پر قلمبند ہوں کہ مخالف بھی آپ کے محققانہ انداز کا اعتراف کرے طرزِ تحریر اس قدر آسان ہو کہ حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام کے علاوہ معمولی لکھے پڑھے حضرات بھی اس کو پڑھ کر حق و باطل کا فیصلہ کر سکیں۔ مگر حضرت مولانا موصوف ازراہِ کسرِ نفسی

یہی معذرت فرماتے رہے کہ آپ حضرات کے سامنے مذہبی مسائل پر قلم اٹھانا سورج کے سامنے چراغ جلانا ہے اکابر کے سامنے ایک طفلِ مکتب کا تحریر یا تقریر کرنا باعثِ ندامت ہی نہیں بلکہ سوءِ ادب بھی ہے۔ حضرت مولانا عارف رومی ارشاد فرماتے ہیں ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

الغرض۔ آپ نے ہماری مخلصانہ گذارشات کو قبول فرما کر کتاب لکھنے کا وعدہ فرما لیا اور کتاب کا نام نورِ ہدایت رکھا گیا ۹ ماہ کے بعد حضرت مولانا ممدوح نے کتاب "نورِ ہدایت" کو تالیف فرما کر مجھے دکھایا۔ جو ذیل کے گیارہ حصوں پر مشتمل تھی۔ کتاب ہذا کے گیارہ حصوں کی ترتیب ملاحظہ ہو۔

(۱) تفسیر نورانی من آیات قرآنی
(۲) معراجِ جسمانی من آیات فرقانی
(۳) مختارِ سلطنت ربانی من آیاتِ کتاب حقانی
(۴) علمِ غیب نبیِ رحمانی من آیات کتاب لاثانی
(۵) شاہدِ سلطنت سبحانی من آیات کتاب نورانی
(۶) عصمتِ انبیائے ربانی من آیاتِ کتاب حقانی

(۷) میلادِ رسول رحمانی من آیات کتاب ربانی
(۸) وسیلۂ اولیائے ربانی من آیات کتاب سبحانی
(۹) تقلید آئمۂ سبحانی من آیات کتب رحمانی
(۱۰) حیاتِ انبیائے رحمانی من آیات کتب ربانی
(۱۱) گیارہویں عرس و فاتحہ خوانی از اقوال اولیائے رحمانی

میں یہ ترتیب رسائل دیکھ کر بہت مسرور ہوا بالغور مطالعہ کیا تو کتاب اسرارِ معرفت کی طرح اس کو بھی نہایت دلکش اور وجد آور اور عام فہم پایا ہر رسالہ ایک مقدمہ اور چار ابواب پر تقریباً مشتمل پایا۔ حضرت نے یہ کتاب مذہبی جذبات سے بالاتر ہو کر نہایت ہی محققانہ اور منصفانہ طریقہ پر لکھی ہے۔ ہر رسالہ بے شمار خوبیوں کا حامل ہے۔ آگے بھی مذکورہ بالا مسائل پر گرچہ بہت سے رسائل تصنیف ہو چکے ہیں مگر ان کو عموماً حضرت علمائے کرام و مشائخ عظام یا اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات ہی کما حقہٗ سمجھ سکتے ہیں۔ اور یہ کتاب انوارِ مہر ہدایت جہاں حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام اور اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کے لئے ایک نیاز مندانہ ہدیہ و تحفہ ہے وہاں معمولی پڑھے لکھے حضرات کے لئے معلمِ اعتقادیات اور مشعلِ ہدایت بھی ہے۔

اس سے مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کلام خود کلیم کی تفسیر

ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب معظم اور صحابہ و اہلبیت محتشم اور اولیائے محترم کے طفیل نافع و مقبول فرمائے اور حضرت مؤلف کے لئے ذریعہ نجات بنائے آمین ثم آمین یا ارحم الراحمین۔

سیدنا ور علی شاہ خطیب جامع مسجد ہوشیارپور

۲۸ شوال ۱۳۶۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عذرِ مؤلف

مجھے حضرت مولانا سید میر نادر علی شاہ صاحب نقشبندی قبلہ خطیب جامع مسجد ہوشیارپور اور حضرت مولانا محمد دین صاحب قادری ناظم مدرسہ جامعہ عربیہ تجویدالقرآن ہوشیارپور نے ارشاد فرمایا کہ آپ بارہ مشہور مذہبی مسائل پر ایک کتاب نہایت ہی دلکش اور عام فہم طریقہ پر قلمبند کریں احقر نے اپنے ممدوحان سے دست بستہ عرض کیا کہ آپ حضرات کے سامنے میرا قلم اٹھانا گویا سورج کے سامنے چراغ جلانا ہے۔ اور اکابر کے سامنے طفلِ مکتب کا تحریر یا تقریر کرنا باعثِ ندامت ہی نہیں۔ بلکہ سوئے ادب بھی ہے۔ مگر ممدوحان نے مجھے اس قدر مجبور کیا کہ الامر فوق الادب کے ماتحت کچھ لکھنا ہی پڑا۔ کتاب ھذا کو انوارِ مظہرِ ہدایت کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور بارہ مضمونوں پر مشتمل کیا۔ حضرات علمائے کرام اور مشائخ عظام سے نہایت ہی پرخلوص گذارش ہے۔ کہ کتاب ہذا میں جہاں جہاں اغلاط ملاحظہ فرمائیں۔ کمترین کو فوراً مطلع فرمائیں تاکہ بعد شکریہ

اصلاح کر دی جائے۔ دعا فرمایئں اللہ رب العزت اپنے محبوب اکرم اور صحابہ و اہلبیت و اولیائے معظم کے طفیل نافع و مقبول فرمائے آمین یا ارحم الراحمین :-

ھمدم

طبع بارِ اول ۱۳۶۶ھ

طبع بارِ دوم ۱۳۶۸ھ

طبع بارِ سوم ۱۳۸۰ھ

طبع بارِ چہارم ۱۳۸۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گیارھویں شریف کا تعارف

حضرت اقدس۔ افصح الفصحاءؒ۔ تاج الشعراء استاذ العلماءؒ
شیخ العرفاءؒ۔ رومی زماں۔ جامی دوراں مظہر حسان استاذ
شعرائے ہند و پاکستان۔ سیدی و سندی۔ مولائی و ملجائی
حضرت استاذی المعظم۔ ذو المجد والکرم جناب مولانا
الحاج علامہ محمد یعقوب حسین شاہ صاحب
ضیائی القادری البدایونی دامت برکاتہم العالیہ۔ جوہر آباد کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

مکرم و معظم حضرت مولانا حافظ قاری محمد خان
صاحب ھدمدم۔ جس طرح مشہور عالم و فاضل و خطیب
ہیں۔ اسی طرح ناظم و شاعر و ادیب بھی ہیں۔ آپ کثیر تصانیف

اہل قلم ہیں۔ آپ کا ذخیرہ تالیفات اگر ایک طرف شعر و ادب کا مخزن ہے تو دوسری جانب تاریخی۔ ادبی۔ مذہبی نثر نگاری کا معدن ہے۔ آپ کے شاعرانہ افکار بھی بلاغتِ سخن سے مرصّع ہیں۔ آپ کی محققانہ قلم کاریاں بھی معلومات کا مرقع ہیں۔ ان تمام فاضلانہ خوبیوں کے ساتھ ساتھ آپ بلند پایہ عارف و صوفی بھی ہیں آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے شیخ طریقت اور صاحب درس بھی ہیں۔ مذہب حقہ اہلسنت کی تبلیغ آپ کا مشرب و مسلک ہے۔ پاکستان کے علماء و مشائخ آپ کے معترف ہیں۔ فقیر ضیا القادری کے لئے یہ آپ کی محبت باعث صد ناز و افتخار ہے کہ آپ نے شاعرانہ حیثیت سے حمد و نعت و مناقب میں اس فقیر سے رشتہ تلمذ قائم کر کے ضیائی شعراء میں شرکت قبول فرمائی۔ آپ نے نظم و نثر میں کتب ذیل تصانیف فرمائی ہیں۔ (۱) شاہنامہ اسلام جدید چار جلد۔ (۲) انوار المصابیح دو جلد (۳) شانِ مصطفےٰ (۴) شانِ نورِ مصطفےٰ (۵) شانِ قرآن (۶) شانِ اسلام (۷) شانِ امتِ مصطفےٰ (۸) معجزاتِ مصطفےٰ (۹) معجزاتِ انبیاء (۱۰) شانِ صدیق (۱۱) شانِ فاروق (۱۲) شانِ عثمان (۱۳) شانِ علی (۱۴) شانِ فاطمہ (۱۵) شانِ حسن (۱۶) مظلومِ کربلا (۱۷) شہیدِ کربلا (۱۸) تفسیر

نورانی (۱۹) معراجِ جسمانی (۲۰) مختارِ سلطنت ربانی (۲۱) علمِ غیب انبیائے رحمانی (۲۲) شاہدِ مملکت سبحانی (۲۳) عصمتِ انبیاء ربانی (۲۴) میلادِ رسول رحمانی (۲۵) وسیلہ اولیائے ربانی (۲۶) تقلیدِ ائمہ سبحانی (۲۷) حیاتِ انبیائے رحمانی (۲۸) گیارہویں عرس و فاتحہ خوانی (۲۹) اسرارِ معرفت (۳۰) شیخ کامل (۳۱) تسہیل البیان (۳۲) مصحفِ منہدم دو جلد (۳۳) معراج نامہ اسلام (۳۴) مناظرہ ہوشیارپور۔

آپ کی بکثرت تالیفات میں گیارھویں شریف بہت مشہور کتاب ہے۔ میں نے کتاب گیارھویں شریف کو اول سے آخیر تک پڑھا۔ اندازِ بیان نہایت ہی عمدہ ہے۔ اور جاذبیت اس قدر ہے۔ اگر ایک مرتبہ شروع کر دیا جائے تو بغیر ختم کئے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔

یہ کتاب مولانا موصوف نے جابات سے بالا تر ہوکر تصنیف فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کا فیضِ خطابت و کتابت وسیع سے وسیع تر فرمائے۔ اور آپ کی ہر تصنیف اہلِ علم و اہلِ ذوق میں مقبول ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

دعاگو۔ فقیر ضیاء القادری غفرلہٗ جوہر آباد کراچی ۲۳-۱۲-۱۹۰

(۲)

حضرتِ عمر محمد ذی وقار — عالم و فاضل خطیب و شیخ و پیر
بو المعانی نقشبندی قادری — عارفِ حق صوفی روشن ضمیر
شاعرِ بے مثل و ناثر لاجواب — ماہرِ اصنافِ شعر و نظم گیر
خوش زبان حلقۂ اہلِ قلم — صاحبِ تالیف و تصنیف کثیر
آپ کے حسنِ بیاں کے معترف — عارف و محمود مولانا بشیر
آپکے واصفِ شہِ فیض الحسن — ہیں مناقب خواں معین الدین مدیر
آپ کے مداح احمد یار خاں — کاظمی واز ہری روشن ضمیر
شاہنامہ نیز تشہیل البیان — نیز تفسیر نورانی نیز انوارِ منیر
مصحف و اسرار و شانِ ناظمہ — الغرض شانِ حسن ہے بے نظیر
ذوقِ تصنیف آپکا ہے لاجواب — آپ اپنے فن کے ہیں مہرِ منیر
تا ابد فیض آپ کا جاری رہے — آپ پہ ہو رحمتِ ربِّ قدیر
ہوں تصانیف آپکی مقبول سب — ہوں بیانات آپکے سب شہد و شیر
قادریت ہو مبارک آپ کی — آپ کے حامی ہوں پیر دستگیر
مجھ سے نسبت آپ کی میں کیا کہوں — آپ عالی منزلت میں اک فقیر

ہے یہ شانِ غوثِ اعظم بے مثال
ہو غلی افزا شاہنامہ بے تغیر

۱۹ ہمع ۶۲

ہمدمؔ خوش بیاں کی ہر تصنیف ۔۔۔ ہے عجب بے مثال اے دل لکھ
بہترین شانِ غوثِ اعظم ہے ۔۔۔ شاہنامہ ضیائے محفل لکھ

۶۲ — ۱۲ — ۱۹

دعاگو۔ فقیر ضیاءالقادری بدایونی غفرلہٗ جوہرآباد کراچی

تعارف (۲)

حضرت مولانا سید بشارت علی شاہ صاحب

قادری پٹیالوی زید فیوضہم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْم۔

ناچیز نے حضرت مولانا حافظ قاری نصر محمد خان صاحب ہمدمؔ نقشبندی ۔ قادری ۔ پٹیالوی ۔ فاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی تالیف کردہ کتاب اول سے آخر تک نہایت ذوق وشوق سے پڑھی ۔ حضرت موصوف نے کتاب ھذا کو گیارہ حصّوں پر مشتمل فرمایا اور ہر حصّے کو ایک مقدمہ اور چہار ابواب سے مزین فرمایا اور ہر حصّے کے مقدمہ کو ضروری مباحث سے مرتب فرما کر کتاب ھذا کے حسن و جمال کو دوبالا فرما دیا ہے۔ ہر باب اوّل کو قرآنی آیات سے

مفصّل فرمایا۔ ہر باب دوم کو احادیث سے مکمل کیا۔ ہر باب سوم کو تذاکیر سے اکمل کیا گیا۔ ہر باب چہارم کو اقوال سے مطوّل کیا گیا ہے ہر رسالہ کا مقدمہ اس قدر جاذب ہے کہ پڑھنے والا لعبد ذوق جستجو میں لگتا ہے اردو اسقدر عام فہم ہے کہ معمولی لکھا پڑھا بھی بے تکلف پڑھ سکتا ہے۔ انداز تحریر اتنا بہترین ہے کہ منکر بھی کتاب ہذا کی تعریف کرنے لگتا ہے۔ انداز بیان اتنا محققانہ ہے کہ کوئی منکر بھی اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ غرضیکہ کتاب ہذا تمام محاسن سے مالا مال ہے۔ حضراتِ علماء کرام اور مشائخ عظام اور عوام اہلسنت کے لئے بہترین ہدیہ و تحفہ ہے۔ اللہ کریم اس کو نافع و مقبول فرمائے اور حضرتِ مؤلف کے لئے ذریعہ نجات بنائے آمین یا ارحم الراحمین۔

سیّد بشارت علی پیلی بھیتی غفرلہٗ ۱۲ شوال ۱۳۷۶ھ

تعارف

مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ دین صاحب

قادری ہوشیاری

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ فقیر نے
کتاب انوار ہدایت کو بغور پڑھا جو گیارہ مسائل کا مجموعہ
ہے۔ ہر رسالہ ایک مقدمہ اور چند ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر
رسالہ بے شمار خوبیوں کا حامل ہے۔ ہر رسالہ کو دلائل قرآن و
حدیث اور تفاسیر و اقوال سے مزین و مُحلّٰی کیا گیا ہے۔ ہر رسالہ
کو اسقدر دلائل کے ذریعہ سے مفصل تحریر فرمایا۔ حضرت مؤلف
کو خداداد ملکہ ہے۔ طرز تحریر اتنا بے نظیر ہے کہ پڑھنے والا وجد
کرتا نظر آتا ہے۔ نثر کے ساتھ ساتھ نظم کو شامل فرما کر
اور بھی جاذبیت پیدا فرما دی گئی ہے۔ بعض بعض مقامات پر
اپنے اشعار کو بھی تحریر فرما کر مزین فرمایا گیا ہے۔ طرز بیان
اس قدر انوکھا ہے۔ کہ منکر بھی مؤلف کی خداداد قابلیت کا
اعتراف کرنے لگتا ہے۔ اور اپنے خیالات فاسدہ سے رجوع
کرنا ہی نجات اخروی سمجھتا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں

پڑھنے اور اغیار کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا احکم الحاکمین۔

احقر اللہ دین ہوشیارپوری در شوال ۱۳۶۶ھ

تعارف الہم

حضرت مولانا محمد دین صاحب قادری

ناظم مدرسہ جامعہ عربیہ تجوید القرآن ہوشیارپور

حامِداً مُصَلِّیاً۔ اما بعد۔ فقیر نے کتاب انوارِ حدیث کو دیکھا۔ جو بارہ حصوں پر قلمبند ہے۔ ہر مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے۔ ہر رسالہ کے شروع میں ایک مستقل مستند اور دلکش مقدمہ ہے پھر اس کے بعد چار ابواب ہیں۔ ہر چہار ابواب میں قرآن وحدیث تفاسیر و اقوال سے بحث کی گئی ہے۔ ہر رسالہ خاص و عام کے لئے بے حد مفید ہے ہر رسالہ اتنا جاذب ہے کہ پڑھنے والے پر ایک کیف طاری ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو مقبول فرمائے اور اہلسنت کے لئے نفع بخش ہو اور حضرت مولانا مصنف صاحب قبلہ کے لئے وسیلہ نجات ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

فقیر محمد دین ہوشیارپوری ۱۲ر شوال سنہ ۳۶۶ھ

تعارف

حضرت مولانا پیر نادر علی شاہ صاحب

نقشبندی خطیب جامع مسجد ہوشیارپور

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ اَمّا بعد
ناچیز نے کتاب انوار مہر ہدایت کا بغور مطالعہ کیا۔ جو دلائل
قرآن و حدیث تفاسیر و اقوال سے مدلل ہے۔ یہ کتاب
گیارہ مذہبی مسائل پر لکھی گئی ہے فی زمانہ اس کتاب کی بڑی
ضرورت تھی۔ جس کو حضرت مولانا مہر محمد خان صاحب
ہمدم پنڈوی فاضل دارالعلوم حزب الاحناف نے کسی حد
تک پورا فرما کر افراد ملت پر بہت بڑا احسان اور عند اللہ
اجر عظیم حاصل کیا ہے۔ اس سے قبل اسقدر اہم اور جاذب
و جامع میرے پڑھنے میں کوئی کتاب معمولی لکھے پڑھے حضرات
کے لئے دیکھنے میں نہیں آئی ہے۔ جب فقیر نے اس کتاب کو
پڑھنا شروع کیا تو حصہ اول تفسیر نورانی من آیات قرآنی کے
مقدمہ نے مجھے اسقدر محو کیا کہ آنکھوں سے اشکباری شروع ہو

گئی اور مستانہ وار وجد کرنے لگے۔ ہر رسالہ میں ہی دلکشی اور
جاذبیت پائی گئی ہے۔ اِس کتاب کے مطالعہ نے مجھے اس
قدر مسرور کیا جو بیان سے باہر ہے۔ الحمد للہ فقیر کے
نزدیک یہ ایک بہت بڑی کمی تھی جو پوری ہو گئی ہے یہ
کتاب خواص کے لئے باعثِ مسرت اور عوام کے لئے موجب
فرحت مخالفین کے لئے مشعلِ ہدایت ہے۔ اللہ جل مجدہٗ
اِس کو نافع و مقبول فرمائے آمین آمین یارب العٰلمین۔

سیّد نادر علی شاہ خطیب جامع مسجد ہوشیارپور

۲۸ شوال ۱۳۴۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مقدمہ

سوال - کیا اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں - اور اپنے زائرین سے کلام فرماتے ہیں اور انہیں جانتے اور پہچانتے ہیں اور اپنے احباب سے ملاقات فرماتے ہیں اور اپنے نیازمندوں کی امداد فرماتے ہیں - اور انہیں دشمنوں کی ہلاکت سے بچاتے ہیں - جہاں چاہیں باذن اللہ آتے جاتے ہیں - اور نیازمندوں کی حاجت روائی - مشکل کشائی فرماتے ہیں بعض مولوی کہتے ہیں کہ تمام انبیاء و اولیاء مر کر مٹی میں مل گئے ہیں تفصیل سے جواب ارشاد فرمائیں -

جواب اس مسئلہ پر ہم اپنی کتاب حیات النبی ﷺ اور حیات شہداء میں تفصیل سے بحث کر گئے ہیں - وہاں ملاحظہ فرمائیں - نیز اپنی کتاب شانِ غوث اعظم کی جلد اول میں بھی ہم کافی دلائل پیش کر آئے ہیں - منگوا کر مطالعہ فرمالیں - یہاں پر بطور مقدمہ اولیاء اللہ کے چند واقعات بحوالہ کتب عرض کرتے ہیں - ربّ العزت اپنے محبوب مکرم ﷺ اور

دین و معظم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا ربّ العالمین۔

حضرت عمیر کی شہیدوں سے ملاقات

عمیر بن سمی فرماتے ہیں کہ مجھے اور میرے آٹھ ساتھیوں کو رومی فوج نے گرفتار کر لیا۔

شاہ روم نے ہمیں آکر بہت کچھ ڈرایا اور دھمکایا کہ اے مسلمانو تمہیں سولی دے دیا جائے گا۔ تمہیں شکنجوں میں کس جائے گا۔ تمہیں سنگسار کرا دیا جائے گا۔ تمہیں بد سے بدتر قتل کرایا جائے گا۔ اگر تم نے ہمارا عیسائی مذہب قبول فرما لیا تو تمہیں بڑے بڑے عہدوں پر فائز المرام کر دیا جائے گا تمہیں بہت کچھ انعام و اکرام دیا جائے گا۔ ہماری حسینان روم سے حسب منشا شادیاں کر دی جائیں گی۔ تاکہ تمہیں اپنی ازواج کا خیال نہ آئے۔ غرضیکہ تمہارے قدموں پر سلطنت رومیہ کی ہر اک دولت نثار کر دی جائے گی۔ مگر ہم نے روم کی ہر نعمت اور دولت کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اس پر انہوں نے میرے آٹھ ساتھیوں کو شہید کرا دیا اور مجھے مخاطب کر کے بادشاہ نے یوں کہا۔

بادشاہ۔ اے عمیر دیکھو تمہارے سامنے تمہارے تمام ساتھیوں کو طرح طرح کی سزائیں دے کر شہید کرا دیا گیا ہے۔ اب یا تو تم فوراً عیسائی ہو جاؤ۔ ورنہ تمہیں بھی بے جگری سے شہید کرا دیا جائے گا۔ یہ سن کر ایک امیر نے بادشاہ سے آگے بڑھ کر یہ عرض کیا۔

امیر۔ اے شاہِ روم آپ عمیر کو میرے سپرد فرما دیں تاکہ میں اسے اپنے تدبر سے راہِ ہدایت پر لا سکوں۔ اے شہنشاہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ مسلمان لوگ عاشقانِ رسول ہیں موت کو حیاتِ ابدی خیال کرتے ہیں۔ آپ عمیر کی جوانی پر رحم فرماؤ اور میرے حوالہ کر دو تاکہ انہیں میں ہدایت کر دوں۔

بادشاہ۔ اے امیر اچھا میں عمیر کو تیرے حوالہ کرتا ہوں جس طرح بھی ہو سکے تم ان کو عیسائی بناؤ۔

امیر۔ اے عمیر آج سے میں تمہارا ہوں اور تم ہمارے ہو یہ گھر بار یہ باغات یہ مال و زر یہ غلام و کنیزیں سب کچھ تمہاری ہیں تم جس طرح چاہو انہیں تصرف میں لاؤ۔

عمیر۔ اے امیر یہ سب کچھ دولتِ دنیا ہے اور ہم طالبِ دنیا نہیں ہیں۔ ہم تو طالبِ مولیٰ ہیں۔ ہم عاشقانِ رسول دولتِ دنیا کو نظر اٹھا کر بھی کبھی نہیں دیکھتے ہیں۔ اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُھَا کِلَابٌ۔

امیر۔ اے بیٹی میں نے عمیر کے سامنے مال وزر باغات اور غلام اور کنیزیں سب کچھ پیش کیا مگر وہ انہیں نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے ہیں۔ اے بیٹی آج سے میں تجھے عمیر کی نذر کرتا ہوں تو خود قیمتی پارچات و زیورات سے آراستہ ہو کر عمیر کی خدمت میں جلد اپنا نذرانہ حسن پیش کر دے۔ شاید یہ تیرے حسن و جمال پہ فریفتہ ہو کر عیسائی مذہب قبول کر لے ٹھیک ہے نا۔

لڑکی۔ ابا جان میں آج آپ کے حکم کی تعمیل کرتی ہوئی اور اپنے حسن و جمال کا ان کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتی ہوں دیکھوں کہ وہ رد کرتے ہیں یا قبول فرماتے ہیں۔

عمیر۔ اے امیرزادی خیر تو ہے آج تو نے خوب ہی اعلےٰ کپڑے اور اعلیٰ زیورات پہن رکھے ہیں۔ آج کیا کوئی میلہ ہے۔

لڑکی۔ اے عمیر آج اس سے بڑھ کر اور کوئی کیا بڑا میلہ ہو سکتا ہے۔ میں اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں شادی کے لئے پیش کرتی ہوں آپ میری جوانی پہ رحم فرمائیں اور آپ مجھے قبول فرمائیں ؎

بہ کریماں کارہا دشوار نیست

عمیر۔ اے امیرزادی تو کیا اور تیری دولت کیا اور تیرے باغات کیا ہیں تو اپنے ایمان کو تمام دنیا کی شہنشاہی کے بدلہ بھی نہیں فروخت کر سکتا ہوں۔ تو اور تیرا حسن کیا چیز ہے

ہم طالب زن نہیں ہیں بلکہ ہم تو طالب مشتاقِ ہیں۔
لڑکی۔ اے عمیر اچھا اگر تم مجھے قبول نہیں فرماتے تو اس کا نتیجہ تمہاری موت ہے۔ میں نہیں چاہتی ہوں کہ آپ کو ناحق شہید کیا جائے۔ رات کا وقت ہے۔ آپ اپنے وطن میں چلے جائیں۔ یہ سن کر عمیر گھر سے نکلے اور مدینہ شریف کا راستہ لیا رات کو سفر کرتے دن کو چھپ جاتے آپ یہ سفر اسی طرح طے فرماتے رہے۔ ایک رات آپ کو چند آدمی گھوڑوں پر سوار آتے ہوئے نظر آئے۔ یہ سمجھے کہیں رومی فوج آگئی ہے
عمیر۔ اے سوارو میں نے تمہارا کیا نقصان کیا ہے جو تم مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہو۔ آخر قصہ کیا ہے۔
شہدا۔ اے عمیر تم نے ہمیں پہچانا نہیں ہے۔ ہم تو تیرے وہ آٹھ مجاہد بھائی ہیں جنہیں شاہِ روم نے تیرے سامنے ہمیں شہید کیا تھا ہم زندہ ہیں آج امیرالمؤمنین عمرو بن عبدالعزیز کا وصال ہو گیا ہے ان کا جنازہ پڑھنے جا رہے ہیں۔
عمیر۔ واہ بھئی تم تو واقعی وہی میرے مجاہد بھائی ہو جنہیں شاہِ روم نے شہید کر دیا تھا۔ اب میں نے تم حضرات کو خوب پہچان لیا ہے
شہید۔ اے عمیر اب باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔ ہم نے امیرالمؤمنین عمرو بن عبدالعزیز کے جنازہ میں شرکت کرنی ہے

جلدی کرو۔ اور آؤ میرے پیچھے تم بھی سوار ہو جاؤ تاکہ تمہیں تمہارے مکان پر پہنچا دیا جائے یہ سن کر میں ایک شہید کے گھوڑے پر پیچھے سوار ہو گیا۔ مجھے ایک جگہ پر گھوڑے سے نیچے گرا دیا گیا۔ جب میں نے دیکھا تو میں اپنے مکان کے باہر نزدیک ہی موجود تھا۔ (ابن عساکر)

معلوم ہوا کہ شہدائے کرام زندہ ہیں۔ خدا کے حکم سے عالم میں سیر کرتے ہیں۔ جنازے پڑھتے ہیں۔ حبیب کی ضروریات پوری فرماتے ہیں۔ اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا اسی پر صادق ہے۔

دورِ قرآن

ایک مرید اپنے شیخ طریقت کے ساتھ قرآن شریف کا ہمیشہ دور کیا کرتا تھا جب ان کا وصال شریف ہو گیا تو ہمیشہ جس وقت دور ہوتا تھا وہ مرید اپنے شیخ کی قبر پر گیا اور حسب معمول دس آیات پڑھ کر اپنے شیخ کو سنائیں۔ جب دس آیات پوری ہو گئیں۔ تو وہی دس آیات حسب معمول شیخ نے پڑھیں۔ پھر مرید نے دس آیات شیخ کو سنائیں پھر شیخ نے قبر سے دس آیات سنائیں۔ غرضیکہ یہ دور مرید و شیخ دیر تک

جاری رہا۔

یک روز مرید نے اپنے شیخ کامل کی اس کرامت کا کسی سے ذکر کیا پھر جب وہ مرید قبر پر دور کرنے گیا تو شیخ نے دور ترک فرما دیا۔ (منتہی الحق جلد ۲ ص۲۹)

یہ واقعہ اس حدیث کی تائید کرتا ہے۔ جس میں آیا ہے کہ صحابی نے سورۂ ملک کی آواز صاحب قبر سے سنی پھر حضور سے عرض کیا حضور نے تائید فرمائی۔ معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور بلند آواز سے قرآن بھی پڑھتے ہیں اپنے مریدوں کا دور بھی کرا سکتے ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے شکم مادر میں نصف قرآن حفظ کر لیا تھا۔ جب قاضی حمید الدین ناگوری نے پوچھا کہ اسے قطب الدین آگے کچھ قرآن شریف پڑھا ہے۔ تو فرمایا کہ ہاں نصف قرآن شکم مادر ہی میں اپنی والدہ سے سن کر یاد کر لیا ہے۔ آپ وہ سن لیں۔ باقی نصف آپ پڑھا دیں حضرت عیسےٰ علیہ السلام شکم مادر سے حافظ انجیل پیدا ہوئے حضرت مریم فرمایا کرتی تھیں کہ جب حضرت عیسےٰ میرے شکم میں انجیل پڑھتے تو میں ان کی آواز سنا کرتی تھی ان واقعات کے لئے دیکھو (سیر العارفین اور مثنوی)

فرزند کی بشارت

ایک بار شاہ عبدالرحیم صاحب محدّث دہلوی خواجہ قطب الدین صاحب علیہ الرحمتہ کے مزار پر زیارت کے لئے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ اے عبدالرحیم تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ شاید یہ مطلب ہو کہ پوتا پیدا ہوگا کیونکہ بیوی عمر رسیدہ ہو گئی ہے۔ خواجہ صاحب نے دوبارہ فرمایا اے عبدالرحیم نہیں پوتا مراد نہیں ہے۔ بلکہ خود تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا یہ بات شاہ عبدالرحیم صاحب کو بھول گئی۔ لڑکا پیدا ہوا آپ نے ولی اللہ نام رکھا۔ جب وہ بشارت یاد آئی دوبارہ نام قطب الدین احمد نام رکھا۔

(انفاس العارفین ص۲۵)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ زندہ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں آئندہ واقعات کا بھی باذن اللہ علم ہوتا ہے اور نام بھی خود ہی تجویز فرمایا کہ لڑکے کا نام قطب الدین احمد رکھنا مولانا فرماتے ہیں۔

گفتۂ او گفتۂ از اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

شیخ سعدی سے ملاقات

ایک بار حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب محدّث دہلوی تشریف لا رہے تھے اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی یہ رباعی پڑھ رہے تھے

جز یاد دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است
جز سرّ عشق ہرچہ بخوانی لبطالت است
سعدی بشو لوح دل از نقش غیر حق
علمیکہ راہ حق ننماید جہالت است

آپ رباعی کا چوتھا مصرعہ بھول گئے ایک بزرگ ظاہر ہوئے فرمایا اے شیخ عبدالرحیم چوتھا مصرعہ یہ ہے یہ سن کر آپ نے اس بزرگ کا شکریہ ادا کیا آپ نے اس بزرگ کی خدمت میں پان پیش کیا مگر آپ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ شاہ صاحب نے فرمایا آپ کیوں نہیں کھاتے فرمایا کہ کیا آپ مصرعہ بتانے کا اجر دیتے ہیں۔ عرض کیا نہیں یہ تو ہدیہ شکرانہ ہے۔ جب وہ چلنے لگے تو پوچھا کہ آپ کا اسم شریف کیا ہے۔ تاکہ آپ کے نام کی

فاتحہ دلا دیا کروں - آپ نے جاتے ہوئے فرمایا میرا ہی نام فقیر سعدی ہے یہ کہہ کر غائب ہو گئے - (انفاس العارفین ص ۱۷۰)
معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنے مزاروں میں مقید نہیں ہیں وہ جہاں چاہیں سیر فرما سکتے ہیں - یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ جہاں سے چاہیں باذن اللہ آوازیں سن سکتے ہیں، وہ حاجتیں پوری فرما سکتے ہیں -

شاہ عبدالرحیم سے ملاقات

والد - اے بیٹا عبدالرحیم تمہاری بھتیجی کریمہ بی بی سخت بیمار ہے - میں اُسے ملنے آیا ہوں گھر میں کریمہ بی بی کے پاس عورتیں بیٹھی ہیں انہیں اٹھا دو تاکہ میں کریمہ بی بی سے ملاقات کر لوں -

عبدالرحیم - یہ سن کر اٹھے عورتوں کو تو وہاں سے اٹھانا دشوار تھا - کریمہ اور عورتوں کے درمیان ایک پردہ کر دیا گیا تاکہ ادھر نظر نہ پڑسکے اور ابا جی شہید علیہ الرحمتہ کریمہ سے پوری طرح ملاقات کر سکیں اس کے بعد ابا جی علیہ الرحمتہ کریمہ کے پاس تشریف لائے - انہیں میرے اور کریمہ کے سوا کوئی نہ دیکھ سکتا تھا -

والد۔ اے کریمہ بی بی سناؤ اب کیا حال ہے۔

کریمہ بی بی۔ سبحان اللہ داداجی آپ کو تو لوگ شہید کہتے ہیں آپ تو زندہ ہیں۔

والد۔ اے کریمہ بیٹی کل تو فجر کے وقت شغلے کا ملہ یا جائے گی یہ فرما کر آپ دروازے کی طرف بڑھے۔ میں بھی ابا جی کے پیچھے پیچھے چلا۔

والد۔ اے بیٹا عبدالرحیم اب تم یہاں ہی ٹھہرو۔ یہ فرما کر آپ نظروں سے غائب ہو گئے۔ جب فجر ہوئی تو کریمہ بی بی فوت ہو گئی۔ (انفاس العارفین ص۳۴)

قبر سے آواز

شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں۔ میں اکبرآباد میں تھا۔ ایک دوست کو لے کر سید عبداللہ شاہ کی قبر پر گیا مجھے دوست نے دوسری قبر کا اشارہ کی۔ میں نے وہاں بیٹھ کر قرآن شروع کیا تو مجھے پشت کی طرف سے آواز آئی کہ میری قبر تو یہ ہے آپ تلاوت کریں یہ ختم پڑھ کر صاحب قبر کو ایصال ثواب کر کے میری قبر پہ آیا ہوں۔ ایصال کے بعد میں نے اپنے اسی دوست سے

پوچھا، حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب علیہ رحمۃ کی قبر
یہی ہے یا کوئی اور ہے اس نے بھی بتایا کہ یہ قبر نہیں ہے
بلکہ مجھے مغالطہ ہوا ہے۔ وہ قبر تو آپ کی پشت کے پیچھے
ہے۔ پھر میں سید عبداللہ شاہ کی قبر پر گیا اور قرآن پڑھنا
شروع کیا۔ پریشانی کے حال میں مجھ سے کچھ قرآنی قواعد رہ گئے
سید عبداللہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ فلاں فلاں مقام پر
آپ نے غلطی کی ہے قرآن کے بارے میں جزم سے کام لینا چاہیئے

(انفاس العارفین ص ۲۱)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور زائرین کو
فیض پہنچاتے ہیں اور ان سے کلام بھی فرمانے پر قادر ہیں۔ اگر
زائرین قرآن پڑھنے میں غلطیاں کریں تو انہیں غلطیوں سے
مطلع بھی فرمانے پر قادر ہیں۔

مریدہ کو پانی پلانا

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب محدث دہلوی کے نانا جان
کے چچا اعلیٰ محمد شاہ صاحب نے وصال فرمایا ان کی مریدنی
میں ایک بڑھیا تھی۔ خدا کی شان وہ سخت بیمار ہو گئی۔ تپ

والد۔ اے کریمہ بی بی سنو اب کیا حال ہے۔
کریمہ بی بی۔ سبحان اللہ داداجی آپ کو تو لوگ شہید کہتے ہیں آپ تو زندہ ہیں۔
والد۔ اے کریمہ بیٹی کل تو فجر کے وقت شفائے کاملہ پا جائے گی یہ فرما کر آپ دروازے کی طرف بڑھے۔ میں بھی ابّا جی کے پیچھے پیچھے چلا۔
والد۔ اے بیٹا عبدالرحیم اب تم یہاں ہی ٹھہرو۔ یہ فرما کر آپ نظروں سے غائب ہو گئے۔ جب فجر ہوئی تو کریمہ بی بی فوت ہو گئی۔ (انفاس العارفین صـ۱۲)

قبر سے آواز

شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں۔ میں اکبر آباد میں تھا۔ ایک دوست کو لے کر سیّد عبداللہ شاہ کی قبر پہ گیا مجھے دوست نے دوسری قبر کا اشارہ کیا۔ میں نے وہاں بیٹھ کر قرآن شروع کیا تو مجھے پشت کی طرف سے آواز آئی کہ میری قبر تو یہ ہے آپ تلاوت کر لیں یہ ختم پڑھ کر صاحب قبر کو ایصالِ ثواب کر کے میری قبر پہ آجائیں۔ ایصال کے بعد میں نے اپنے اِسی دوست سے

پوچھا کہ حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی قبر یہی ہے یا کوئی اور ہے۔ اس نے بھی بتایا کہ یہ قبر نہیں ہے بلکہ مجھے مغالطہ ہوگیا ہے۔ وہ قبر تو آپ کی پشت کے پیچھے ہے۔ پھر میں سید عبداللہ شاہ کی قبر پر گیا اور قرآن پڑھنا شروع کیا۔ پریشانی کے حال میں مجھ سے کچھ قرآنی قواعد رہ گئے سید عبداللہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ فلاں فلاں مقام پر آپ نے غلطی کی ہے قرآن کے بارے میں جزم سے کام لینا چاہیے

(انفاس العارفین ص۳۰)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور زائرین کو فیض پہنچاتے ہیں اور ان سے کلام بھی فرمانے پر قادر ہیں۔ اگر زائرین قرآن پڑھنے میں غلطیاں کریں تو انہیں غلطیوں سے مطلع بھی فرمانے پر قادر ہیں۔

مریدہ کو پانی پلانا

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب محدث دہلوی کے نانا جان کے چچا شیخ محمد شاہ صاحب نے بیان فرمایا ان کی مریدات میں ایک بڑھیا تھی۔ خدا کی شان وہ سخت بیمار ہو گئی۔ تپ

لہٰذہ کا اس قدر زور ہوا کہ وہ اس سے سخت پریشان ہوئی۔ گھر میں اسے کوئی پانی پلانے والا اور لحاف اوڑھنے والا بھی نہ تھا کہ اسے کوئی آدمی آ کر پانی پلاتا اور لحاف اوڑھاتا حضرت محمد شاہ صاحب علیہ الرحمتہ طبری جسم سے تشریف لائے اس مریدہ کو پانی بھی آپ نے پلایا اور اُسے لحاف بھی اوڑھایا پھر آپ غائب ہو گئے۔

(انفاس العارفین صفحہ ۱۸۳)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ دنیا کے حالات سے مطلع ہیں اور خصوصًا اپنے مریدوں کے حالات کو خوب جانتے ہیں ان کی حاجتیں پوری فرماتے ہیں اِنہیں پانی پلاتے ہیں کھانا کھلاتے ہیں۔ لحاف اوڑھاتے ہیں اور نہ بری جسم سے تشریف لاکر زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔

دعوتِ طعام

حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی ایک بار قصبہ ڈاسنہ میں حضور مخدوم اللہ دیا کے مزار پر تشریف لے گئے جب آپ فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر اٹھنے لگے تو حضور مخدوم

یا حضرت میرا شوہر آج ہی پردیس سے آیا ہے میں نے اسی
وقت کھانا تیار کیا اور حضور کے مزار پر لے کر حاضر ہوئی ہوں
آپ فاتحہ خوانی فرمائیں۔ حضور نے ایسا ہی فرما کر کھانا تناول فرمایا
یہ کھانا حضور مخدوم کی نذر ہے (انفاس العارفین فارسی صفحہ)
معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور سچے
زائرین کی دعوتیں قبول فرماتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ
کی نیاز دینی اور کھانی جائز ہے۔ اگر نیاز ناجائز ہوتی تو شاہ
عبدالرحیم اسے نہ کھاتے اور مخدوم اللہ دیا اس نیاز سے
دعوت نہ فرماتے یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کو حسب مراتب
عالم کا علم ہوتا ہے۔

پیر کی نیاز

حضور عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم صاحب فرزند
امام ربانی حضور مجدد الف ثانی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ایک روز آپ اپنی خانقاہ میں تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ کے ہاتھ
مبارک اور آپ کی آستین پانی سے تر ہو گئے حاضرین نے تعجب
سے یہ عرض کیا۔

حاضرین ۔ یا حضرت یہ آپ کا دستِ اقدس اور آستین اقدس کیوں تر ہے ۔

خواجہ محمد معصوم ۔ بھئی ہمارا ایک مرید جہاز میں سفر کر رہا تھا قریب تھا کہ جہاز گرداب میں غرق ہو جائے اس مرید نے ہمیں مدد کے لئے پکارا یا مخدوم محمد معصوم امداد ہم نے اپنے ہاتھ سے اس جہاز کو گرداب سے نکال کر فوراً کنارے پر لگا دیا ہے ۔

سوداگر ۔ یا حضرت مخدوم حضور کی یہ نذر ہے جو میں نے مانی تھی ۔ حضور اسے قبول فرمائیں ۔

مخدوم محمد معصوم ۔ اے خادم اس نذر کو خزانہ میں ڈال دو

حاضرین ۔ اے سوداگر بھئی ہمیں بھی تو کچھ پتہ چلے کہ یہ کیسی نذر مانی تھی تمہاری کیا مراد تھی جو پوری ہو گئی ہے جو تم نذر لے کر آئے ہو ۔

سوداگر ۔ بھئی ایک دفعہ میں جہاز میں سفر کر رہا تھا اچانک ہمارا جہاز گرداب میں آ گیا قریب تھا کہ غرق ہو جاتا میں نے فوراً پیر و مرشد حضور عروۃ الوثقی محمد معصوم شاہ صاحب کی نذر مانی اور یا مخدوم محمد معصوم امداد کا نعرہ لگایا اچانک ایک دستِ اقدس غیب سے ظاہر ہوا اور ہمارے جہاز کو دھکا دے کر گرداب سے نکال کر کنارے پر پہنچا دیا

یہ وہی نذر ہے جو آج لے کر حاضر ہوا ہوں (جواہر معصومیہ ص۳۰)

دشمن کی ہلاکت

ایک شخص نے ۔ یا حضرت فلاں شخص شیعہ ہے وہ صحابہ کرام کو بہت برائی سے یاد کرتا ہے۔ ان کی شان میں نازیبا الفاظ بکتا ہے ۔

مخدوم محمد معصوم ۔ جبکہ وہ بہت سنتا رہے جو حضور کے جانثاروں کو برا کہتا ہے ۔ آپ اسی وقت جلال میں لئے ایک چھری لے کر فرمایا لو ہم آج اس کا سر کاٹتے ہیں آپ جس چھری سے خربوزہ کاٹ کر کھا رہے تھے اسی چھری نے خربوزے کو کاٹ دیا وہ شیعہ اسی روز مر گیا۔

(جواہر معصومیہ ص۳۱)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اپنے نیازمندوں مریدوں کو بچاتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک فرماتے ہیں ۔

مطلق آں آواز از اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

مخدوم صابر کی نماز

جب حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کا وصال شریف ہوا تو انہیں حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی نے غسل دیا اور کفن پہنایا جب جنازہ تیار ہو گیا تو غیب سے ہزاروں بزرگ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لائے۔ ایک نقاب پوش گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور آکر اس نقاب پوش نے جنازہ پڑھایا اور چلدیئے۔ حضرت خواجہ شمس الدین نے آگے ہو کر عرض کیا کہ حضور نے میرے شیخ طریقت حضور خواجہ مخدوم علی احمد صابر کلیری کا جنازہ پڑھایا ہے۔ میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر کل مجھ سے کسی نے پوچھا کہ تیرے شیخ کا جنازہ کس نے پڑھایا تھا تو میں کیا بتاؤں گا۔ نقاب پوش نے چہرہ سے نقاب اٹھا کر فرمایا کہ اے شمس الدین فقیر کو چاہیئے کہ وہ اس قابل ہو کہ اپنا جنازہ خود پڑھ سکے یعنی آپ خود ہی مخدوم صابر علیہ الرحمۃ تھے۔ تھوڑی دور تک جاتے نظر آئے پھر نظروں سے غائب ہو گئے۔ (جلال صابر ص۱۵)

فقیر کی شان

حاجی - یا شیخ موسیٰ سہروردی آپ میرے حال پر رحم فرمائیں - اور مجھے حج کرا دیں میں ایک غریب آدمی ہوں
شیخ موسیٰ - اے حاجی آبادی سے باہر فلاں مقام پر جائیں - وہاں ویرانہ میں ایک فقیر بیٹھا ہوا ہے اُسے میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ تجھے شیخ موسیٰ سہروردی نے فرمایا ہے کہ تمہارے اس نیازمند کو حج کرا دے -
حاجی - اے فقیر میں حضور موسیٰ سہروردی کی خدمت میں حج کی درخواست لے کر گیا تھا - حج ہونے والا ہی ہے آپ مجھے مکہ معظمہ میں پہنچا دیں تاکہ میں حج میں شریک ہو جاؤں مگر انہوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ سلام فرماتے ہیں اور حج کرانے کا حکم فرماتے ہیں -
فقیر - اے حاجی وعلیکم السلام اچھا تمہیں ہمارے قطب نے بھیجا ہے - اچھا تم میرے قدموں پر اپنے قدم رکھو - آنکھیں بند کر لو - حاجی نے قدموں پر قدم رکھ کر آنکھیں بند کر لیں تھوڑی دیر کے بعد فقیر نے فرمایا کہ آنکھیں کھولو جب آنکھیں کھولیں

تو فرمایا کہ لو اب تم مکہ معظمہ میں آ گئے ہو۔ حاجی لوگ طواف
کر رہے ہیں۔ جاؤ طواف کرو اور حج ادا کرو۔ حج سے فارغ ہو کر
پھر اسی جگہ آ جانا تمہیں یہاں پہنچا دیا جائے گا۔ کیونکہ تم
میرے قطب کی ماتحت ہو۔ حاجی نے حج کیا روضہ منورہ کی
حاضری دی وہ حاجی پھر اسی جگہ آ گیا۔

فقیر: اے حاجی تم حج سے فارغ ہو گئے ہو۔

حاجی: اے فقیر میں حج سے فارغ ہو گیا ہوں اب مجھے پھر
آپ ادھر پہنچا دیں۔

فقیر: اے حاجی اچھا میرے قدموں پر اسی طرح قدم رکھو
جس طرح کہ پہلے رکھے تھے تھوڑی دیر کے بعد فقیر نے فرمایا
آنکھیں کھولو۔ اُدھر آ پہنچے۔ ٹھیک سُنے نا۔ اے حاجی اچھا میرے
میرے قطب حضور شیخ موسیٰ سہروردی کو نیازمندانہ سلام مسنون
عرض کرنا۔ اور یہ بھی عرض کرنا کہ میں نے حضور علیہ السلام کے حکم
سے آپ کی خدمت میں جگہ پیدا کر لی ہے اب لوگ مجھے تنگ کریں
گے۔ میں جا رہا ہوں۔ تھوڑی دور تک وہ فقیر جاتا نظر آیا پھر
حاجی کی نظر سے غائب ہو گیا۔ حاجی نے آ کر یہ تمام قصہ اپنے شیخ
موسیٰ سے عرض کیا۔ (مناقب موسوی صفحہ ۶۰)

حضرت سلطان باہو کی بیعت

سلطان العارفین ۔ برہان الواصلین ۔ دُرِّ دریائے ملکوت شہباز جبروت ۔ حضور سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ جب جوان ہوئے ۔ تو آپ کو ایک دن شور کوٹ کے باہر ایک شہسوار ملے انہوں نے آپ کو اپنے گھوڑے پر سوار فرما لیا یہ دیکھ کر سلطان العارفین نے اس شہسوار سے یہ عرض کیا ۔
سلطان باہو ۔ یا حضرت آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے آپ کون ہیں اور آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں ارشاد فرمائیں تاکہ اطمینان ہو ۔
شہسوار ۔ اے سلطان باہو میرا نام علی مرتضیٰ شیرِ خدا ہے میں حضور علیہ السلام کے حکم سے تمہیں بارگاہِ رسالت میں لے جا رہا ہوں ۔ حضور رحمتہ للعالمین ۔ خاتم المرسلین تمہیں یاد فرماتے ہیں ۔ لو چلو ، تو وہ ۔ حضور کا دربار گوہر بار آ گیا ہے ۔ حضرت علی مرتضیٰ نے دربارِ رسالت میں حاضر کر دیا عرض کیا کہ حضور آپکا محمد باہو آ گیا ہے ۔ حضور کی بارگاہ میں حضور کے خلفائے راشدین کرام اور اہلبیت عظام بھی موجود تھے پہلے آپ

کو حضرتِ صدیقِ اکبرؓ نے زیارت سے مشرف فرمایا
پھر حضرتِ فاروقِ اعظمؓ نے پھر حضرتِ عثمانِ غنیؓ نے پھر
حضورؐ نے مجھے اپنی بیعت سے فیضیاب فرمایا میرے دونوں
ہاتھ جب حضورؐ نے اپنے مقدس ہاتھوں میں لئے اسی وقت
میرے تمام مقامات اور درجات طے ہو گئے کوئی حجاب باقی
نہ رہا لوحِ محفوظ کے حجابات اٹھ گئے ظاہر و باطن ایک ہو گیا
پھر حضورؐ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ نے مجھے فرمایا کہ اے باہو
تو میرا روحانی بیٹا ہے۔ پھر میں حضراتِ امامین سیدنا امام حسن
و حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے قدموں پر جا گرا اور ان کے
قدموں کو بوسے دیئے تھا۔ پھر حضورؐ نے مجھے حضورِ غوثِ
اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سپرد فرمایا۔
غوثِ اعظم۔ اے بیٹا سلطان باہو آؤ میں تمہیں اسرارِ الٰہی
کی تلقین کرتا ہوں۔ پھر آپ نے اسرارِ حق کی تلقین کے بعد ارشاد
فرمایا کہ خدا کی مخلوق کو رشد و ہدایت کیا کرو خدا و رسول کا
فیض لوگوں تک پہنچایا کرو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ
السلام کی مجلسِ ظاہری میں جسم سے حاضر ہوا۔ جو کچھ میں نے
اپنے کانوں سے سنا وہ ظاہری کانوں سے سنا ہے۔ جو کچھ میں نے
دیکھا ہے۔ وہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جو میرے
سر میں موجود ہیں۔ (مناقب سلطانی و سوانح حیات ص۹)

معلوم ہوا کہ حضور اپنے جس امتی کو چاہیں در بدر بلا کر
فیض پہنچائیں۔ جس امتی کو چاہیں خود تشریف لے جا کر فیض
پہنچائیں۔ معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء ہزاروں میل کی مسافت آن
واحد میں طے فرما لیتے ہیں۔ ان واقعات پر "اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ
قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ" شاہد ہے۔

مرید کی امداد

حضرت سلطان العارفین۔ برہان الواصلین۔ قطب وقت
خواجہ پیر توکل شاہ صاحب انبالوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں
ایک مرید حاضر ہوا۔ عرض کرنے لگا حضور میں ہلاک ہو گیا۔ میں
مارا گیا میری جو امداد قیامت میں کرنی ہے۔ وہ ابھی فرما دیں
میرے باپ کو پھانسی کا حکم ہو گیا ہے۔ دس دن میعاد کے رہتے
ہیں۔ میں حضور کے در سے نہ اٹھوں گا۔ جب تک آپ یہ حکم عدالت
سے منسوخ نہ کرا دیں۔ حضور ہی کا نوکر رہنے والا ہوں میرا
باپ ڈپٹی تھا۔ میں اور میرا باپ دونوں ہی حضور کے مرید ہیں
آپ ہمارے حال پر مہربانی فرمائیں ؎

بہ کریماں کارہا دشوار نیست

حضور۔ اے لڑکے شور مچانے کی ضرورت نہیں ہے جب ہم پچھلی رات کو شہر سے باہر نکلیں تو ہمارے ساتھ ہو لینا۔ جب حضور پچھلی رات چند درویشوں کو ساتھ لے کر باہر نکلے۔ یہ بھی حضور کے ہمراہ چلدیا۔ حضور مغربی تالاب پر پہنچے۔ حضور نے اِس مغربی تالاب میں جو کہ انبالہ شہر میں ہے ایک غوطہ لگایا دیر تک تالاب ہی میں حبسِ دم کرتے رہے یہ دیکھ کر درویش گھبرا گئے۔

مریدین۔ بھئی خدا خیر کرے حضور شاہ صاحب قبلہ کو کافی دیر ہو گئی ہے۔ باہر تشریف نہیں لائے ہیں۔ کہیں ڈوب ہی نہ گئے ہوں۔ بھئی اس تالاب کا پانی بہت گہرا ہے۔ خدا خیر کرے۔

درویش۔ اے دوستو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ دیکھو حضور خدا کے فضل سے کنارے پر سلامت کھڑے ہیں۔ یہ سن کر تمام مریدین حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے اس کانپوری کو فرمایا۔

حضور۔ اے لڑکے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تمہارا باپ بری ہو گیا ہے۔ جاؤ کانپور جاؤ کچھ دنوں کے بعد وہ دونوں باپ بیٹا حضور کے دربار انبالہ شریف میں نذرانہ لے کر حاضر ہوئے۔ نہایت ادب سے سلام عرض کیا۔ قدم بوسی کی

انہیں دیکھ کر حضور نے فرمایا۔
حضور۔ بھئی تمہارا بھی کوئی اعتبار نہیں ہے۔ ارے لڑکے تم تو کہتے تھے میرے باپ کو پھانسی کا حکم ہو گیا یہ پھانسی سے چھوٹ کر انبالہ کیسے آ گیا ہے۔
ڈپٹی۔ حضور مجھے پھانسی کا حکم تو واقعی ضرور ہو گیا تھا۔ مگر جس روز حضور کا غلام کا پور پہنچا ہے سیشن جج نے میری مثل دیکھی جہاں پر پھانسی لکھا ہوا تھا۔ وہاں پر مجھے بری لکھا ہوا ہے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ مجھے بلا کر کہا میں نے ناحق تجھے قید کی تو معافی نامہ لکھ کر پیش کر دے میں نے معافی نامہ لکھ کر سیشن جج کے ہاں پیش کر دیا اس نے مجھے مقررہ تاریخ پر بری کر دیا
(ذکر خیر ص۲۰۷)
معلوم ہوا کہ اولیا اللہ اپنے مریدوں کی امداد فرماتے ہیں حاضرانہ اور غائبانہ ان کی اعانت فرماتے ہیں انہیں پھانسی سے بچاتے ہیں سہ

اولیا را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

حضرت امام کی نیاز

ایک درویش ہمیشہ بروز دسویں محرم شریف کو حضرت امام حسین اور شہیدان کربلا کے نام پر لوگوں کو شربت پلایا کرتا تھا اور کھانا کھلایا کرتا تھا اتفاقًا اسے سفر پیش آگیا۔ ایک وسیع جنگل میں پہنچ کر وہ راستہ بھول گیا اسے دور سے ایک لشکر آتا ہوا نظر آیا۔ جب سالار لشکر قریب تشریف لائے تو سلام عرض کیا۔ سالار لشکر نے اسے ارشاد فرمایا۔

سالار۔ اے درویش تمہیں اس قدر حیران اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کوئی بات نہیں ہے۔ آخر مسافر راستہ بھول ہی جایا کرتے ہیں۔ آؤ میں تمہیں راستہ بتاتا ہوں یہ فرما کر اس درویش کو ساتھ لیا اور اس کو سیدھے راستہ پر ڈال دیا۔ فرمایا یہی سیدھا راستہ ہے جاؤ۔

درویش۔ اے سالار لشکر آپ کا بہت کرم ہے۔ آپ کون ہیں آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ آپ مجھے کب سے جانتے ہیں آپ نے مجھ پر بہت احسان کیا ہے۔

سالار۔ میرا نام نامی۔ سمجھ رہی امام حسین ہے۔ میں فرزند رسول۔ جگر پارۂ بتول۔ شہید کربلا ہوں۔ اور یہ سب میرا ہی لشکر ہے

تو ہمیشہ دس محرم الحرام کو بہاری نیاز دلاتا ہے۔ ہمارے ہاں سے تربت بیڑا ہے۔ کھانے کھلاتا ہے۔ اس کا ثواب ہمیں پہنچتا رہتا ہے۔ ذکر خیر ص ۲۱۳۔

؎ در نوائے زندگی سوز از حسین
اہل حق حریت آموز از حسین

اب ہم اس مختصر سے مقدمہ کو ختم کرکے اصل کتاب کو شروع کرتے ہیں۔ اور رب العزت اپنے حبیب کریم و صحابہ و اہل بیت معظم اور اولیاء عظام کے طفیل تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین آمین بحرمۃ سید المرسلین و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

پہلا باب

خیرات وصدقات کا قرآن کریم سے ثبوت

سوال — یوم عید میلاد النبی ۔ یوم صدیق ۔ یوم فاروق
یوم عثمان ۔ یوم علی ۔ یوم فاطمہ ۔ یوم حسن ۔ یوم حسین یعنی یوم
عاشورہ ۔ یوم امام زین العابدین ۔ یوم امام باقر ۔ یوم امام جعفر
صادق ۔ یوم امام کاظم ۔ یوم علی رضا ۔ یوم تقی ۔ یوم نقی ۔ یوم
غوث اعظم یعنی گیارہویں ۔ یوم امام اعظم ۔ یعنی عرس امام اعظم ۔ عرس
بزرگان دین ۔ فاتحہ ۔ تیجہ ۔ دسواں ۔ بیسواں ۔ چہلم ۔ سہ ماہی ۔
شش ماہی ۔ برسی وغیرہ کرنا اور ان ایام میں خیرات وصدقات

کرنا خالصاً لوجہ اللہ شرعی طریق سے بکرے چھترے ۔ دنبے ۔ گائیں ذبح کرنا ۔ گوشت پکانا ۔ زردہ پلاؤ ۔ گوشت روٹی کھیر حلوہ ۔ دودھ ۔ دہی ۔ چائے ۔ لسی شربت پر ختم قرآن پڑھنا درود شریف پڑھ کر بزرگوں کے نام ایصالِ ثواب کرنا ۔ شرعاً کیسا ہے ۔ بعض مولوی جن کا نام لینا مناسب نہیں ہے ۔ اسے حرام ۔ نجس العین ناپاک کہتے ہیں ۔ آپ قرآن و احادیث ۔ تفسیر واقوال سے ثبوت پیش فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں ۔

جواب ۔ عبادت تین قسم پر ہے ۔ عبادتِ قولی ۔ عبادتِ فعلی ۔ عبادتِ بدنی ۔ پھر بعض عبادات انفرادی ہیں ۔ اور بعض عباداتِ مشترکہ ۔

(۱) عبادتِ قولی ۔ مثلاً کلمہ شریف پڑھنا ۔ درود شریف پڑھنا ۔ قرآن شریف تلاوت کرنا ۔ دیگر وظائف واذکار کرنا یعنی جو عبادت زبان سے کیجاتی ہے ۔ اسے عبادت قولی کہتے ہیں ۔

۱۔ عبادتِ بدنی مثلاً قیام کرنا۔ رکوع کرنا۔ سجدہ کرنا قعدہ کرنا۔ طوافِ کعبہ۔ طوافِ صفا و مروہ۔ وقوفِ عرفات یعنی جو عبادت بدن سے کی جاتی ہے۔ اسے عبادت بدنی کہتے ہیں۔ نماز عبادتِ قولی اور عبادتِ بدنی دونوں ہی کا مجموعہ ہے

۳۔ عبادتِ مالی۔ مثلاً مسجد بنانا۔ دینی مدرسہ بنانا۔ کسی بزرگ کا مزار بنانا جیسا کہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کے مزارات بنے ہوئے ہیں۔ کنواں لگانا۔ سڑک بنانا۔ پل بنانا۔ کھانا کھلانا۔ کپڑے پہنانا۔ دودھ۔ لسی۔ چائے۔ شربت۔ ٹھنڈا پانی پلانا۔ یعنی جو عبادت مال سے کی جاتی ہے اسے عبادت مالی کہتے ہیں۔ حج۔ عبادتِ قولی۔ فعلی۔ مالی۔ تینوں عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں زبان سے ذکر کیا جاتا ہے۔ اعضاء سے فعلی جیسا کہ طوافِ کعبہ سعی صفا و مروہ کی جاتی ہے۔ مال سے حاجی۔ کرایہ گاڑی۔ کرایہ جہاز۔ قربانی اور دیگر اخراجات پورے کرتا ہے۔

۵۔ عبادت کا ثواب خود عابد کو بھی ملتا ہے۔ جیسا کہ نمازی کو

نماز کا ثواب اور حاجی کو حج کا ثواب۔ صائم کو روزہ کا ثواب
مصدّق کو خیرات وصدقات کا ثواب ملتا ہے۔ اگر عابد اپنی
عبادتِ قولی۔ فعلی۔ مالی کا ثواب کسی مومن کو ایصال کرنا
چاہے تو اس مومن کو بھی ثواب مل جائے گا۔ اور خود عابد
کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام
اپنی طرف سے اور اپنی آل اور امت کی طرف سے قربانی فرمایا
کرتے تھے۔ اور موتیٰ کے لئے ایصالِ ثواب کا حکم فرمایا کرتے تھے
اور حضور علیہ السلام موتیٰ کی نماز جنازہ پڑھا کرتے تھے اور ان
کے حق میں دعائے مغفرت فرمایا کرتے تھے اور آج اسی حکم کے
ماتحت ہم بھی اپنے موتیٰ کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں اور دعا مغ
مغفرت کرتے ہیں۔ نماز جنازہ قولی فعلی دونوں عبادتوں کا مجموعہ
ہے۔ قربانی قولی۔ مالی دونوں عبادتوں کا مجموعہ ہے اسی طرح
حج اپنی طرف سے بھی ہوتا ہے دوسرے کی طرف سے بھی کیا جا
سکتا ہے۔ مذکورہ بالا ایام میں مومنین جو خیرات وصدقات۔
اذکار و اشغال۔ مذاکرہ و مواعظ کرتے ہیں خالصًا لوجہ اللہ

نبیا و اولیا صلحا و شہدا اور اپنے تمام جسمانی و روحانی آباء و اجداد کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ انبیا و اولیا صلحا و شہدا کے ایام ولادت۔ ایامِ بعثت۔ ایامِ وفات باعثِ برکت موجبِ رحمت۔ سببِ سلامتی و رافت ہوتے ہیں وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا اسی پر دلیل ہے۔ خود حضور علیہ السلام نے اپنے زمانہ کو بہتر زمانہ فرمایا۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ۔ یعنی میرا زمانہ تمام زمانوں سے بہتر ہے۔ جن مسلمانوں نے وہ زمانہ پایا اور ایمانی نگاہ سے حضور کی زیارت کی یا صحبت حاصل کی وہ صحابہ کرام ہوئے ان کی مثل کوئی قیامت تک مسلمان نہیں ہو سکتا ہے۔ ہمیں ان حضرت کے ایام ولادت۔ ایامِ بعثت ایامِ وفات دیکھنے تو نصیب نہ ہوئے۔ اور نہ ان اصلی ایام کی خیر و برکت رافت و رحمت حاصل ہوئیں۔ جب سال میں وہ مقدس ایام تشریف لاتے ہیں۔ تو ان ایام کو بحکم الٰہی وَذَکِّرْهُمْ بِاَیَّامِ اللّٰہِ خیر و برکت والے سمجھتے ہیں۔ اور ان حضرت کے حالاتِ زندگی

کو جمع ہو کر سنتے سناتے ہیں اور ان حضرات کے لئے خالصاً لوجہ اللہ خیرات کرتے ہیں۔ اور ان حضرات کی ارواحِ طیبات کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ ایصالِ ثواب خواہ بلا تعیین ایام ہو خواہ تعیین ایام سے ہو۔ ہر طرح جائز و مستحسن اور باعثِ رحمت اور موجبِ خیر و برکت ہے۔

سوال یوم میلاد النبی۔ یوم صدیق۔ یوم فاروق یوم عثمان۔ یوم علی۔ یوم فاطمہ۔ یوم حسن۔ یوم حسین۔ یوم غوثِ اعظم یعنی گیارہویں۔ یوم امام اعظم یعنی عرس امام اعظم۔ عرس بزرگان دین ان تمام ایام کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہو گئی۔ جس چیز کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہو جائے گی تو وہ حرام ہو گی۔ خدا فرماتا ہے وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جو حلال چیز غیر اللہ کے نام سے پکاری گئی۔ وہ حرام ہے۔ لہذا عید میلاد النبی اور یوم صدیق۔ یوم فاروق۔ یوم عثمان۔ یوم علی یوم فاطمہ۔ یوم حسن۔ یوم عاشورا۔ گیارہویں۔ عرس بزرگانِ دین کے تمام تبرکات حرام ہوئے۔

جواب ۱ ۔ اگر کسی چیز کی غیر اللہ کیطرف نسبت کرنے سے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے ۔ پھر تو آپ کوئی چیز بھی حلال ثابت نہیں کر سکتے ۔ مثلاً نماز فجر ۔ نماز ظہر ۔ نماز عصر ۔ نماز مغرب نماز عشا ۔ نماز عید ۔ نماز جنازہ ۔ نماز شب قدر ۔ نماز شب برات ۔ مسجد نبوی ۔ مسجد صدیق ۔ مسجد عمر ۔ مسجد عثمان ۔ مسجد علی ۔ مسجد فاطمہ ۔ مسجد شاہی ۔ مسجد وزیر خاں مسجد اہلحدیث ۔ جامعہ محمدیہ ۔ جامعہ رشیدیہ ۔ جامعہ اشرفیہ جامعہ قاسمیہ ۔ تفسیر محمدی ۔ تفسیر ثنائی ۔ تفسیر ستاری فتاوی ثنائیہ ۔ فتاوی ستاریہ ۔ تاریخ محمدی ۔ اخبار اہلحدیث صحیفہ اہلحدیث ۔ غرضیکہ نہ تو کوئی مسجد حلال رہے گی نہ کوئی مدرسہ نہ کوئی نماز ہی پڑھنی حلال رہے گی نہ کوئی تفسیر نہ کوئی فتاوی نہ کوئی مدرسہ اور مسجد کے صدقات حلال رہیں گے ۔ مذکورہ بالا تمام چیزوں کی نسبت غیر اللہ کیطرف ہو گئی ہے ۔ **ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند**

وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کا جو ترجمہ سائل نے سوال میں

کیا ہے۔ وہ صریح قرآن و حدیث و تمام آثار و تفسیر کے
خلاف ہے۔ اصل ترجمہ یہ ہے۔ وہ حلال جانور جس پر ذبح کے
وقت غیراللہ کا نام پکارا جائے حرام ہے ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

انبیاء و اولیاء کے حالاتِ ولادت۔ و حالاتِ زندگی اور
حالاتِ وفات بیان کرنا اور سننا اور سنانا موجب جذوب
باعثِ برکت و رحمت ہیں۔ قرآنِ کریم نے خود انبیاء و اولیاء کے
حالاتِ ولادت اور حالاتِ زندگی اور حالاتِ وفات بیان فرمائے
اور خود ربِّ عزت نے حضور کو اور حضور کی امت کو حکم دیا کہ
انبیاء و اولیاء کے حالاتِ ولادت و حالاتِ زندگی۔ حالاتِ وفات
بیان کیا کرو۔ حضرت آدم۔ حضرتِ ادریس۔ حضرتِ ہود حضرت
صالح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرتِ اسحاق۔ اور حضرتِ اسماعیل اور
حضرت یعقوب اور حضرتِ یوسف۔ حضرت موسیٰ۔ حضرتِ داؤد
حضرتِ سلیمان۔ حضرت زکریا۔ حضرتِ یحییٰ۔ حضرتِ عیسےٰ۔ حضرت

مزید۔ ور حضور رحمۃ للعلمین۔ خاتم المرسلین کے حالات تفصیل
سے بیان فرمائے۔ نیز صحابہ کرام اور اہلبیت عظام۔ اولیائے کرام
کے فضائل و محاسن بیان فرمائے۔ پھر حضور کی سیرت اقدس و
صحابہ کرام اور اہلبیت عظام نے خوب تفصیل سے بیان کی۔ اولیاء
کرام کے حالات کو بھی بعد کے دیگر علمائے کرام قلمبند کرتے
آئے۔ خود اس فرقہ دیوبندیہ وہابیہ نے اپنے بڑوں کی سیرتیں
قلمبند کیں۔ ان کے حالات اپنے جلسوں اور مسجدوں میں تو دن
بیان کرتے ہیں۔ بزرگوں کے عرسوں سے بھی بڑھ چڑھ کر اپنے
مدارس کے سالانہ جلسوں پر لوگوں سے چندہ مانگتے ہیں۔ طالب
علموں اور استادوں کے نام سے روپے۔ پیسے۔ چاندی سونے
کے زیور کپڑے دانے وغیرہ خوب بٹورتے ہیں۔ مدرسوں اور
جلسوں کے لئے تمام خیرات و صدقات حلال۔ مگر جہاں عید میلاد
النبی کا موقع آیا۔ گیارھویں کا مہینہ آیا۔ یوم عاشورا الشریف
لایا۔ یوم امام جعفر صادق آیا۔ تمام خیرات و صدقات حرام ہو گئے
ناپاک و نجس العین ہو گئے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

ع الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اب ہم چند فضائل صدقات اور فوائد خیرات عرض کرتے ہیں۔ تاکہ قارئین اندازہ لگا لیں۔ کہ خیرات و صدقات فرمانے والے اور اپنے بزرگوں کے نام خالصًا لوجہ اللہ ایصالِ ثواب کرنے والوں کے کیا کیا فضائل ہیں۔ اور انہیں دنیا و آخرت میں کیا کیا فوائد عطا ہوتے ہیں۔ اور انہیں کن کن مراتب و مدارج سے نوازا جاتا ہے۔ اور ان خیرات و صدقات سے کیسی مشکلات حل ہوتی ہیں اور کتنی بڑی بڑی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔ ملاحظہ ہوں

فضائلِ خیرات۔ فوائدِ اذکار

(۱) صدقہ سے رب العزت خوش ہوتا ہے۔ بخل سے ناخوش

۲۔ صدقہ شیطان کو دفع فرماتا اس کی قوت کو توڑتا ہے۔

۳۔ صدقہ دل سے تفکرات کو دور فرماتا ہے۔ رحمت کے نزول

کا سبب ہے۔

(۴)۔ صدقہ دل اور بدن کو قوت بخشتا ہے۔ بخل دل کو سیاہ کرتا ہے۔

(۵)۔ صدقہ دل اور چہرہ کو روشن فرماتا ہے۔

(۶)۔ صدقہ رزق کو بڑھاتا ہے۔ مال و اولاد میں برکت ہوتی ہے

(۷)۔ صدقہ اپنے مستحق کے رعب کو بڑھاتا ہے یعنی اسے لوگ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

(۸)۔ صدقہ خدا کی محبت دل میں پیدا فرماتا ہے۔ یاد رہے محبت خدا و رسول پر ہی دار و مدار نجات ہے۔ محبت ہی ایمانی و عرفانی مدارج کا مرکز ہے۔ اگر محبت نہ ہو تو ایمان و اعمال دونوں بے روح ہیں۔

(۹) ذکر حق خدا کی معرفت کا دروازہ کھولتا ہے خدا کی ہیبت دل میں پیدا کرتا ہے۔ خدا کی حضوری عطا فرماتا ہے۔

(۱۰)۔ ذکر دل کو زندہ رکھتا ہے۔ جسطرح پانی مچھلی کو زندہ رکھتا ہے۔

(۱۱) ذکر دل اور روح کی غذا ہے۔ اسے صوفیہ خوب جانتے ہیں۔

(۱۲) ذکر دل سے زنگ کو صاف فرماتا ہے۔

(۱۳)۔ ذکر خطاؤں کو مٹاتا ہے وحشت کو دور فرماتا ہے۔

(۱۴)۔ بندہ جو ذکر کرتا ہے وہ ذکر عرش کے چہار طرف اس بندہ کا ذکر کرتا رہتا ہے۔

(۱۵) جو بندہ خدا کا ذکر راحت میں کرتا ہے۔ خدا اُسے مصیبت میں یاد فرماتا ہے۔ خدا اسے عذاب سے نجات دیتا ہے

(۱۶) ذاکر جب ذکر کرتا ہے۔ رحمت حق کے فرشتے گھیر لیتے ہیں

(۱۷) ذکر کی برکت سے زبان بدگوئی۔ غیبت۔ چغلخوری سے محفوظ رہتی ہے۔

(۱۸) ذکر کے حلقے فرشتوں کے حلقے ہیں۔ لغویات کی مجالس شیطانی مجلسیں ہیں

خرید اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

(۱۹) ذکر کی برکت سے ذاکر اور ذکر سننے والے دونوں پہ

خدا کی رحمت ہوتی ہے۔ دونوں شریکِ ثواب ہوتے ہیں۔
نعوذ مجلس میں شریک ہونے والا اور اس کا ساتھی دونوں
ہی بدبخت ہوتے ہیں ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

(۲۰) ذکر کے ساتھ رونے والا بروزِ حشر گرمیِ محشر
سے محفوظ رہے گا۔

(۲۱) ذکر کو دنا کرنے والوں سے زیادہ اعلیٰ ہوتا ہے

(۲۲) جو شخص لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہُ
الملکُ ولہُ الحمدُ وھو علیٰ کلِّ شیءٍ قدیر سو
بار پڑھتا ہے۔ اسے ۱۰ غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے
سو نیکیاں اس کے دفترِ عمل میں لکھی جاتی ہیں۔ سو برائیاں اس
کی معاف کر دی جاتی ہیں۔ شام تک شیطان سے محفوظ رہتا
ہے۔ یہ شخص افضل الاعمال ہوتا ہے۔

(۲۳)۔ علمِ دین کا نصف خوفِ خدا ہے۔ نصفِ علم کرنا [illegible]

اسے یاد کرنا تسبیح ہے۔ اس میں بحث کرنا جہاد ہے۔ اس کا پڑھنا صدقہ ہے۔ اسے اہل پر صرف کرنا قربت ہے۔ راہِ جنت کا نشان ہے۔ وحشت میں جی بہلانے والا۔ سفر کا ساتھی ہے۔ تنہائی میں انیس ہے۔ رنج و غم میں دلیل ہے۔ دشمنوں پہ ہتھیار ہے۔

(۲۴) ذکر ہر وقت ترقی کا باعث ہے۔ بستر پہ وہ بازار میں۔ صحت اور بیماری میں۔ لذتوں اور مصیبتوں میں۔ خواب اور بیداری میں۔ غرضیکہ ذاکر کے مراتب ہر وقت بڑھتے رہتے ہیں۔

(۲۵) ذکر کا نور۔ ذاکر کے ساتھ ہر وقت رہے گا۔ قبر میں بھی اور حشر میں بھی اور پل صراط پہ بھی آگے آگے چلے گا۔

(۲۶) ذکر اصلِ اصول ہے۔ صوفیہ کے ہر اک سلسلہ میں رائج ہے۔ اذکار و اشغال کی پوری بحث ہماری کتاب اسرارِ معرفت میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۷) ذکر ایک درخت ہے۔ جس پر معارف کے پھل لگتے ہیں۔

(۲۸) ذکر غلام کے آزاد کرنے کے برابر ہے۔ اور مال خیرات کرنے کے برابر ہے۔ راہِ حق میں جہاد کے برابر ہے۔

(۲۹) ذکر شکر کی جڑ ہے یعنی جو ذکر نہیں کرتا ہے وہ شکر بھی نہیں کرتا ہے۔

(۳۰) خدا کے پرہیزگار بندوں میں زیادہ متقی وہ لوگ ہیں۔ جو ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔ کیونکہ ذکر کا منتہیٰ محبّتِ حق ہے

(۳۱) ذکر قلبی بیماریوں کا علاج ہے۔ ذکر خدا کی محبت کی جڑ ہے

(۳۲) ذاکر پر خدا کی اور ملائکہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

(۳۳) ذکر کی برکت سے ہر تکلیف دور ہوجاتی ہے۔ ہر مشکل آسان ہوجاتی ہے۔

(۳۴) ذکر کی برکت سے دل اور روح میں ایک ایسی قوت پیدا ہوجاتی ہے۔ جس سے مومن وہ کام کرتا ہے۔ جو دوسروں کو حیرت میں ڈالتا ہے۔ جیسا کہ اولیائے کرام کی صدہا کرامتیں۔

(۳۵) ذکر جہنم کے لئے آڑ ہے۔ اگر ذاکر کسی وجہ سے جہنم کا مستحق ہوجائے۔ تو وہ ذکر اسے جہنم سے بچانے کے لئے آڑ بن جاتا ہے۔

(۳۶) ذاکر جس جگہ ذکر کرتا ہے وہ جگہ دوسری جگہ پر فخر کرتی ہے
(۳۷) ذاکر کے چہرہ پر دنیا و آخرت میں نور ہو گا۔
(۳۸) ذاکر کا ذکر جو چیز بھی سنتی ہے وہ بروز حشر اس کی گواہی دے گی۔ کہ یہ ذکر کیا کرتا تھا ہم سنا کرتے تھے۔

یاد رہے۔ ذکر ذاکر کا فعل ہے۔ صدقہ مصدق کا فعل ہے خیر مخیرؔ کا فعل ہے۔ جب ذاکر و مصدق کے اعمال صالحہ اور افعال صالحہ دافع البلا اور حاجت روا ہو سکتے ہیں۔ تو انبیا و اولیا مسلمانوں کے لئے مصائب و آلام میں بطریق اولی مشکل کشا حاجت روا ہو سکتے ہیں۔ انبیا و اولیا اپنی حیات ظاہری و باطنی میں لوگوں کی دور اور نزدیک سے لاکھوں مصیبتیں دور فرماتے ہیں۔ اور اکرامات و انعامات سے نوازتے ہیں۔ ذاکرین کے قلوب کو انوار و برکات سے منور فرماتے اور آلام و مصائب کو باذن اللہ دفع فرماتے ہیں ؎

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

اب ہم قرآن و احادیث کے تیرہ قولوں سے ہر ایک باب میں تفصیل وار فضائل خیرات و فوائد صدقات نقل کرتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ مساجد و مدارس۔ مجالس مفید و اغراض میں صرف کرنے والے اور انبیا و دین کے لئے خالص لوجہ اللہ اپنے ثواب پانے والے کن کن مراتب و مدارج۔ نعمات و برکات کے دین و دنیا میں مستحق ہوتے ہیں تیرہ وار دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

(البقرۃ ع ۲۴)

اور تم لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں نہ ڈالو اور خرچ وغیرہ کو اچھی طرح کیا کرو بیشک حق تعالےٰ نیکوں کو محبوب رکھتا ہے۔

(۲) وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ

(البقرۃ ع ۲۷)

لوگ آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ خیرات میں کتنا خرچ کریں آپ فرما دیجئے کہ جتنا ضرورت سے زائد ہو۔

(۳) مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (البقرہ ۳۲)

کون ہے ایسا شخص جو اللہ جل شانہ کو قرضہ دے اچھی طرح قرض دینا پھر اللہ تعالیٰ اسکو بڑھا کر بہت زیادہ کردے (اور خرچ کرنے سے تنگی کا خوف نہ کرو) کہ اللہ جل شانہ ہی تنگی اور فراخی کرتا ہے (یہ اسی کے قبضہ میں ہے) اسی کی طرف (مرنے کے بعد) لوٹائے جاوگے۔

(۴) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ (بقرہ ع ۳۴)

اے ایمان والو خرچ کرو ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ خرید و فروخت ہو سکتی ہے نہ دوستی ہوگی نہ کسی کی اللہ کی اجازت بغیر سفارش ہوگی

(۵) مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

جو لوگ اللہ کے راستے میں یعنی خیر کے کاموں میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔

كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

(البقرہ ع ۳۵)

ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک دانہ ہو جس میں سات بالیں اگی ہوں اور ہر بال میں سو دانے ہوں (ایک دانہ سے سات سو دانے مل گئے) اور اللہ جل شانہ جس کو چاہے زیادہ عطا فرماتا ہے اللہ جل شانہ بڑی وسعت والا ہے (اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں) اور جاننے والا ہے (کہ خرچ کرنے والے کی نیت کیسی ہے) اس کو خوب معلوم ہے۔

(۲) اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

(البقرہ ع ۳۶)

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر نہ تو جس کو دیا ہے اس پر احسان جتاتے ہیں اور نہ کسی طرح اس کو اذیت پہنچاتے ہیں تو ان کے لئے ان کے رب کے پاس ہے

ثواب ہے۔ اور ان پر نہ تو کسی قسم کا خوف ہو گا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(٧) إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ (البقرہ ع ٣٧)

صدقات کو اگر تم ظاہر کر کے دو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر تم ان کو چھپا کے فقیروں کو دے دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور حق تعالیٰ شانہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل سے خبردار ہے

(٨) يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ (البقرہ ع ٣٨)

حق تعالیٰ شانہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے

(٩) لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (آل عمران ع ١٠)

اے مسلمانو تم ہرگز نیکی کو حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اس چیز کو خرچ نہ کرو جو تم کو (خوب) محبوب ہو۔

(۱۰) وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران ع ۱۴)

اور دوڑو اس بخشش کیطرف جو تمہارے رب کیطرف سے ہے اور دوڑو اس جنت کیطرف جس کا پھیلاؤ سارے آسمان اور زمین ہیں جو تیار کی گئی ہے ایسے متقی لوگوں کے لیے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں فراخی میں بھی اور تنگی میں بھی اور غصہ کو ضبط کرنے والے اور لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ جل شانہ محبوب رکھتے ہیں احسان کرنے والوں کو۔

(۱۱) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ

بس ایمان والے تو وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ جل شانہ کا ذکر آتا ہے تو اس کی عظمت سے ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ

يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ
وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝
(انفال ع ۱)

جل شانہ کی آیتیں ان کے
سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ
ان کے ایمان کو زیادہ مضبوط کر
دیتی ہیں، اور وہ لوگ اپنے رب ہی
پر توکل کرتے ہیں۔ اور نماز قائم
کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا
ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں)
خرچ کرتے ہیں بس یہی سچے ایمان
والے ان کے لئے بڑے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس
اور ان کے لئے مغفرت ہے اور ان کے لئے عزت کی روزی ہے۔

(۲) وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ
اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ
(انفال ۸)

اور جو کچھ تم اللہ کے راستے میں خرچ
کروگے اسکا ثواب تم کو پورا پورا
دیا جائے گا۔ اور تم پر کسی قسم
کا ظلم نہ کیا جائے گا۔

(۳) قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِيْنَ

جو میرے خاص ایمان والے بندے ہیں

آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ۝ (ابراہیم ع ۵)

ان سے کہہ دیجئے کہ وہ نماز کو قائم رکھیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کریں پوشیدہ طور سے بھی اور علانیہ بھی ایسے دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی۔

(۲۰) وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ (حج - ع ۵)

آپ خوشخبری دیجئے ان عاجزی کرنے والے مسلمانوں کو جو ایسے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو مصیبتیں ان پر پڑتی ہیں ان پر صبر کرتے ہیں اور نماز کو قائم رکھنے والے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(۲۱) وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ

اور جو لوگ (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور اس پر بھی ان

أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۝ (مومنون ع)

کے دل اس سے ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ اللہ کے پاس جانے والے ہیں یہی لوگ ہیں جو نیکیوں میں دوڑنے والے ہیں اور یہی ہیں وہ لوگ جو نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں

(۲) وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (نور ع ۳)

اور جو لوگ تم میں دین کے اعتبار سے بزرگی والے اور دنیا کے اعتبار سے وسعت والے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ اہل قرابت کو اور مسکینوں کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیں گے اور ان کو چاہیئے کہ وہ معاف کر دیں اور در گذر کر دیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو معاف کر دے (پس تم بھی اپنے قصورواروں کو معاف کر دو)
(بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے)

(۷) قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

(سبا ع ۵)

آپ کہہ دیجیے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے روزی کی وسعت عنایت کرتا ہے اور جس کو چاہے روزی کی تنگی دیتا ہے اور جو کچھ تم اللہ کے رستے میں خرچ کرو گے۔ اللہ تعالےٰ اس کا بدل عطا کرے گا۔ اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

(۸) اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ

(فاطر ع ۴)

جو لوگ قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں گھاٹا نہیں ہے اور یہ اس واسطے کہ حق تعالےٰ شانہ ان کو ان کے اعمال کے ثواب بھی پورے پورے عطا کرے۔

اور بس کے عد وہ اپنے فضل سے (انہیں انعام کے) اور زیادہ عطا کرے
بے شک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے

(۱۹) وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ (شوریٰ ع ۴)

اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز کو قائم کیا اور ان کا امر باہم مشورہ سے ہوتا ہے۔ اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ ایسے

لوگوں کے لئے حق تعالیٰ کے یہاں جو نعمتیں ہیں وہ دنیا کے سازو سامان سے بدرجہا بہتر اور پائیدار ہیں۔

(۲۰) وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ (ذاریات ع ۱)

اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور سوال نہ کرنے والے کا حق ہے۔

(۲۱) اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ ؕ

تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جس مال میں تم کو دوسروں کا قائم مقام بنایا ہے اس

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ
اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ
(حدید ع ۱)

(۲۲) وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ
مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ
مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ
اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ
الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ
بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ
اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَ اللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝
(حدید ع ۱)

میں سے (اس کی راہ میں) خرچ
کرو۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے
اور انہوں نے اللہ کی راہ میں) خرچ
کیا ان کیلئے بہت بڑا اجر ہے۔
اور تمہیں کیا ہو گیا کیوں نہیں خرچ
کرتے اللہ کے راستے میں حالانکہ سب
آسمان زمین آخر اللہ ہی کی میراث
ہے جو لوگ (مکہ مکرمہ کے فتح ہونے
سے پہلے اللہ کے راستے میں خرچ کر
چکے ہیں۔ اور جہاد کر چکے ہیں وہ برابر
نہیں ہو سکتے (ان لوگوں کے جنکا ذکر
آگے ہے) بلکہ وہ بڑھے ہوئے ہیں
درجہ میں ان لوگوں سے جنہوں نے فتح
مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا اور
اللہ تعالیٰ نے ثواب کا وعدہ تو سب

ہی سے کر رکھا ہے۔ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ اور جہاد کیا ہو یا بعد میں۔ اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے۔

(۲۳) مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗ اَجْرٌ كَرِيْمٌ۔
(بقرہ ۳۲)

کون شخص ہے جو اللہ جل شانہٗ کو قرض حسنہ دے پھر اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو اس کے لئے بڑھاتا چلا جائے۔

(۲۴) اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ
(حدید ع ۲)

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور یہ صدقہ دینے والے اللہ جل شانہٗ کو قرضہ حسنہ دے رہے ہیں ان کا ثواب بڑھا دیا جائیگا اور ان کے لئے نفیس اجر ہے۔

(۲۵) وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ

(اور) ان لوگوں کا بھی حق ہے جو لوگ دار السلام میں (یعنی مدینہ منورہ

مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا
يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ
حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ
عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ
بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ
يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

پیچھے سے (مدینے میں) تھے اور ایمان میں (ن
(مہاجرین کے آنے) سے پہلے سے قرار
پکڑے ہوئے تھے (یعنی ان مہاجرین
کے آنے سے پہلے ہی وہ ایمان لے آئے
تھے) اور یہ ایسی خوبی کے لوگ ہیں
کہ) جو لوگ ان کے پاس ہجرت کرکے
آتے ہیں ان سے یہ لوگ (یعنی انصار)
محبت کرتے ہیں - اور مہاجرین کو جو کچھ
ملتا ہے اس سے یہ اپنے دلوں میں کوئی

(تشریح)

غرض نہیں پاتے (کہ اس کو لینا چاہیں یا اس پہ رشک کریں) ورنہ مہاجرین
کو اپنے سے بہتر سمجھتے ہیں چاہے خود ان پر فاقہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور
(حق یہ ہے کہ) جو شخص اپنی طبیعت کے لالچ سے محفوظ رہے وہی
لوگ مراد پانے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ

اے ایمان والو تمہارے مال اور
تمہاری اولاد تمہیں خدا کی یاد سے غافل نہ کریں

أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ
يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا
مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ
اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ
وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ
وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا
جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (المنافقون ع ٢)

دیں۔ اور جو ایسا کریگا ایسے ہی لوگ
خسارے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے تم
کو دیا ہے اس میں سے اس سے پہلے
ہی خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کو موت
آجائے اور کہنے لگے اے میرے
رب مجھ کو تھوڑے دن کی اور مہلت
کیوں نہ دیدی کہ میں خیرات کر دیتا
اور نیک لوگوں میں ہو جاتا۔ اور اللہ
ہرگز کسی شخص کو بھی جب اس کی
موت کا وقت آجائے ہرگز مہلت
نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کو سب کاموں
کی خبر ہے۔

(٢٧) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ
لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو
اور ہر شخص یہ غور کرے کہ اس نے کل
آگے بھیجا ہے کل کے دن کے واسطے کیا چیز

خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ

آگے بھیجدی ہے اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالے کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جنہوں نے اللہ تعالے کو بھلا دیا پس (اس کی سزا میں) اللہ تعالے نے خود ان کو ان کی جان سے بھلا دیا یہی

هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ (حشر ع ۳) لوگ فاسق ہیں (اور یاد رکھو) جنت والے اور دوزخ والے برابر نہیں ہوسکتے جنت والے ہی کامیاب ہیں (حقیقی کامیابی صرف جنت والوں ہی کی ہے۔

(۲) إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ

اس کے سوا دوسری بات نہیں کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے ایک آزمائش کی چیز ہے (پس جو شخص ان میں پڑ کر بھی اللہ کو یاد رکھے تو اس کے لئے اللہ کے پاس بڑا اجر ہے پس جہاں تک ہوسکے اللہ سے ڈرتے رہو

نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(التغابن ع ۲)

اور اس کی بات سنو اور مانو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہوگا اور جو شخص اپنے نفس کے یعنی بخل سے محفوظ رہا بس یہی لوگ فلاح کو پہنچنے والے ہیں۔

(۲۹) اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(التغابن ع ۲)

اگر تم اللہ جل شانہ کو اچھی طرح یعنی اخلاص سے قرض دیگے تو وہ اس کو بڑھاتا چلا جائیگا۔ اور تمہارے گناہ بخشدیگا اور اللہ جل شانہ بڑی قدر کرنیوالے ہیں کہ تھوڑے سے عمل کو بھی قبول کر لیتے ہیں اور بردبار ہیں کہ بڑے سے بڑے گناہ پر بھی عذاب میں جلدی نہیں فرماتا پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے زبردست حکمت والا ہے۔

(۳۰) وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا

اللہ جل شانہ کو قرض حسنہ دیتے

مُخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ
حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا
مَّنْثُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَیْتَ
ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ
مُلْکًا کَبِیْرًا ۝ عٰلِیَهُمْ
ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ
وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّ
حُلُّوْا اَسَاوِرَ
مِنْ فِضَّةٍ وَّسَقٰهُمْ
رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا
اِنَّ هٰذَا کَانَ لَکُمْ
جَزَآءً وَّکَانَ سَعْیُکُمْ
مَّشْکُوْرًا ۝

ہوں گے نہ وہاں گرمی کی تپش پائیں گے
نہ سردی (یعنی معتدل موسم ہوگا) اور
درختوں کے سائے ان لوگوں پر جھکے
ہوئے ہوں گے اور ان کے میوے ان کے
بس میں ہوں گے (کہ جس وقت جی چاہیں
توڑ لیں گے وہ قریب آجائیں گے) اور
ان کے پاس رکھنے کے لئے چاندی
کے برتن اور شیشے کے آبخورے لائے
جاتے ہیں گے شیشے جو چاندی کے
ہوں گے یعنی وہ شیشے بجائے کانچ
کے چاندی کے ہوں گے تو اس قدر
ہیں اور شیشہ نہیں اور ان کو بھرنے
والوں نے ٹھیک اندازہ سے بھرا ہوگا
(کہ نہ ضرورت سے کم نہ زیادہ) اور وہاں
ان کو ایسی شراب کے (جام) سے بھی

الدھر ع

شراب بھی پلائی جائیں گے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی (جیسا کہ عرب کی عادت
ہی ہوتا ہے) یہ ایسے چشمے سے بھرے جائیں گے جس کا نام سلسبیل ہے
کہ وہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور سونٹھ گرم۔ غرض یہ کہ دونوں مختلف
مزاج شربت ہیں۔ اور اس کو ایسے لڑکے لئے ہوئے آتے جاتے رہیں

گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے اور (ایسے حسین) کہ اگر تو ان کو دیکھے تو یہ گمان کرے کہ یہ موتی ہیں جو بکھرے ہوئے ہیں۔ (اور جو چیزیں اوپر ذکر کی گئیں ہیں فقط وہی نہیں ہیں) جب تو اس جگہ کو دیکھے گا تو وہاں بڑی بڑی نعمتیں اور بہت بڑی سلطنت نظر آئے گی۔ اور ان لوگوں پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے اور موٹے ریشم کے۔ (غرض مختلف نوع کے لباس سب پر ہوں گے) اور ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور حق تعالیٰ ان کو پینے کی شراب پلائے گا۔ جو نہایت پاکیزہ ہوگی۔ کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے۔ اور تم نے جو کوشش دنیا میں کی تھی وہ قابل قدر ہے۔

(۲۲) فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝ (سورۂ بقرہ رکوع ۱۸)

پس تم میری یاد کرو، میں (بھی) تم کو یاد رکھوں گا۔ اور میری شکر گزاری کرتے رہو۔ اور میری ناشکری نہ کرو۔

(۲۳) فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۝

(سورۂ بقرہ، ع ۲۵)

پھر جب تم عرفات سے واپس آنے لگو تو مزدلفہ میں ٹھہر کر خدا کو یاد کرو اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے۔ درحقیقت تم اس سے پہلے محض ناواقف تھے۔

فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ
أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۚ فَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا
آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي
الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ
مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا
حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ أُولٰئِكَ
لَهُمْ نَصِيبٌ مِمَّا كَسَبُوا ۚ
وَاللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

(سورہ بقرہ ع ۲۵)

پھر جب تم حج کے ارکان پورے کر چکو
تو اللہ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے
آبا و اجداد کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ
ان کی تعریفوں میں رطب اللسان
ہوتے تھے بلکہ اللہ کا ذکر اس سے
بھی بڑھ کر ہونا چاہئے پھر جو
لوگ اللہ کو یاد بھی کرتے ہیں)
ان میں بعض تو ایسے ہیں جو اپنی
دعاؤں میں یوں کہتے ہیں اے پروردگار
ہمیں تو دنیا ہی میں دیدے ایسوں
کو جو ملنا ہوگا دنیا ہی میں مل جائے
گا۔ اور ان کے لئے آخرت میں کوئی
حصہ نہیں اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار
ہم کو دنیا میں بھی بہتری عطا فرما اور آخرت میں بھی بہتری عطا فرما
اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا سو یہی ہیں جن کو ان کے عمل کی
وجہ سے دونوں جہان میں حصہ ملیگا اور اللہ جلدی حساب لینے
والا ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِي
أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ ۚ

ایام تشریق کے زمانہ میں منیٰ میں بھی
تکبیر (کی صورت میں) اللہ کو یاد

(سورۂ بقرہ رکوع ۲۰)

یکسوئی سے ذکر رب بہ کثرت سے اپنے رب کو یاد کیجئے اور صبح شام تسبیح کیا کیجئے)

(۲۶) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ

اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کیجئے اور صبح و شام تسبیح کیا کیجئے۔

(سورۂ آل عمران ع۴)

(۳۰) اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

جیسے عقلمند (کہ ذکر کرتے) وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب آپ نے یہ سب بیکار تو پیدا نہیں کیا ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے۔

(سورۂ آل عمران ع ۲۰)

(۳۸) فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ

جب تم نماز (خوف) ادا کر چکو تو اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ۔ کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی، یعنی ہر حال میں

(سورۂ نساء رکوع ۱۵)

اس کی یاد سے اور اس کے ذکر سے غافل نہ ہو۔

ہونے کی اجازت ہے۔ لیکن اس میں بھی اللہ تعالے کا ذکر کثرت سے کرتے رہو تاکہ تم فلاح کو پہنچ جاؤ۔

---

(۲۰) وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا (سورہ جن رکوع ۱)

اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی اور اعراض کرے گا اللہ تعالے اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا

(۲۱) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيلًا وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا (سورہ دہر رکوع ۲)

اور اپنے رب کا صبح و شام نام لیا کیجئے اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اس کو سجدہ کیا کیجئے اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح کیا کیجئے (مراد اس سے تہجد کی نماز ہے) یہ لوگ (جو آپ کے مخالف

ہیں۔ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے (آنے والے) ایک جاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔

(۱۰) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ؕ (سورۃ اعلیٰ رکوع ۱)

بیشک بامراد ہو گیا وہ شخص جو (برے اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

قارئین کرام مذکورہ بالا آیات کو بار بار پڑھ کر خیرات و صدقات۔ ذاکرین و نمازیوں کے فضائل و محاسن پر غور کریں۔ کہ رب العزت نے ذاکرین و صدقین کو کن کن انعامات و اکرامات سے نوازا ہے۔ اور جگہ جگہ خیرات و صدقات کرنے کا اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے۔ صدقاتِ واجبہ کے علاوہ صدقاتِ نافلہ اور عباداتِ مستحبہ پر بے حد ثواب عظیم دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جو حضرات یوم عید میلاد النبی اور یوم صدیق۔ یوم فاروق۔ یوم عثمان و یوم علی اور دیگر ایام پر خیرات و صدقات کرتے ہیں۔ درود و وظائف پڑھتے ہیں۔ اور ذکر کرتے ہیں۔ وہ ان تمام نعمتِ الٰہیہ کے حق دار ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خیرات وصدقات کا احادیث سے ثبوت

(۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے، اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے

تقربت منه باعا وان اتاني يمشي اتيته هرولة رواه احمد والبخاري ومسلم والترمذي والنسائي۔

تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بے گناہ ہیں) تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔

(۲) عن عبد الله بن بسر ان رجلا قال يا رسول الله ان شرائع الاسلام قد كثرت علي فاخبرني بشيء استن به قال لا يزال لسانك رطبا من ذكر الله اخرجه ابن ابي شيبة واحمد والترمذي وحسنه وابن ماجه وابن حبان في صحيحه والحاكم وصححه والبيهقي كذا في

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ احکام تو شریعت کے بہت سے ہیں۔ مجھے ایک چیز ایسی بتا دیجئے جس کو میں اپنا دستور اور اپنا مشغلہ بنا لوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا اللہ کے ذکر سے تو ہر وقت رطب اللسان رہے۔ ایک اور حدیث میں ہے حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ جدائی کے وقت آخری گفتگو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

احمد وفي المشكوة برواية الترمذي وابن ماجة

ہوں وہ یہ تھی میں نے دریافت کیا کہ سب اعمال میں محبوب ترین عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس حال میں تیری موت آوے کہ اللہ کے ذکر میں رطب اللسان ہو۔

(۳) عن ابي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا انبئكم بخير اعمالكم وازكاها عند مليككم وارفعها في درجاتكم وخير لكم من انفاق الذهب والورق وخير لكم من ان تلقوا عدوكم فتضربوا اعناقهم ويضربوا اعناقكم قالوا بلى قال ذكر الله اخرجه احمد والترمذي وابن ماجة وابن ابي الدنيا والحاكم وصححه والبيهقي كذا في الحصن الحصين

ترجمہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور جہاد میں تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ صحابہ نے عرض کیا

ضرورت ہو ہیں آپ نے ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔

(۴) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیذکرن اللہ اقوام فی الدنیا علی الفرش الممھدۃ یدخلھم اللہ فی الدرجات العلی اخرجہ ابن حبان کذا فی الدر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ شانہ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ جنت کے اعلیٰ درجوں میں ان کو پہنچا دیتا ہے

(۵) عن ابی موسیٰ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہ مثل الحی والمیت اخرجہ البخاری ومسلم والبیھقی کذا فی المشکوۃ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔

(۶) عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان رجلا فی حجرہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور

دَرَاهِمُ يُقَسِّمُهَا وَالْآخَرُ يَذْكُرُ اللّٰهَ لَكَانَ الذَّاكِرُ لِلّٰهِ أَفْضَلَ۔ أَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ كَذَا فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَرِجَالُهُ وُثِّقُوْا۔

وہ ان کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے۔

(۵) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهَا أَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ كَذَا فِي الدُّرِّ وَفِي الْجَامِعِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی افسوس نہ ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گذر گئی ہو۔

(۶) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ

قال لا يقعد قوم يذكرون
الله الا حفتهم الملائكة
وغشيتهم الرحمة و
نزلت عليهم السكينة
وذكرهم الله فيمن عنده
اخرجه ابن ابي شيبة واحمد
ومسلم والترمذي وابن
ماجة والبيهقي كذا في الحصن
الحصين والمشكوة وفي
حديث طويل لابي ذر اوصيك
بتقوى الله فانه راس الامر
كله وعليك بتلاوة القرآن
وذكر الله فانه ذكر لك
في السماء ونور لك في
الارض الحديث ذكره في
الجامع الصغير برواية
الطبراني وعبد بن حميد
في تفسيره ورقم له
بالحسن۔

علیہ وسلم سے ارشاد فرماتے
تھے کہ جو جماعت اللہ کے
ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس
جماعت کو سب طرف سے گھیر
لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانک
لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل
ہوتی ہے اور اللہ جل شانہٗ
ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں تفاخر
کے طور پر فرماتا ہے۔

حضرت ابوذر نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں
کہ میں تجھے اللہ کے تقوای کی
وصیت کرتا ہوں کہ تمام چیزوں
کی جڑ ہے اور قرآن شریف کی
تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام
کر کہ اس سے آسمانوں میں تیرا ذکر
ہوگا اور زمین میں نور کا سبب
بنے گا۔ اکثر اوقات چپ رہا
کر کہ بجز بھلائی کے کوئی کلام نہ ہو

یہ بات شیطان کو دور کرتی ہے اور دین کے کاموں میں مددگار ہوتی ہے۔ زیادہ ہنسی سے بھی بچنا۔ اس سے دل مر جاتا ہے اور چہرہ کا نور جاتا رہتا ہے۔ جہاد کرتے رہنا کہ میری امت کی فقیری یہی ہے۔ مسکینوں سے محبت رکھنا ان کے پاس اکثر بیٹھتے رہنا۔ اور اپنے سے کم حیثیت لوگوں پر نگاہ رکھنا اور اپنے سے اونچے لوگوں پر نگاہ نہ کرنا۔ کہ اس سے اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری پیدا ہوتی ہے۔ جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہیں۔ قرابت والوں سے تعلقات جوڑنے کی فکر رکھنا۔ وہ اگرچہ تجھ سے تعلقات توڑ دیں۔ حق بات کہنے میں تردد نہ کرنا اگرچہ کسی کو کڑوی لگے۔ اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ تجھے اپنی عیب بینی دوسروں کے عیوب پر نظر نہ کرنے دے۔ اور جس عیب میں خود مبتلا ہو۔ اس میں دوسرے پر غصہ نہ کرنا۔ اے ابوذر حسن تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقلمندی نہیں اور ناجائز امور سے بچنا بہترین پرہیزگاری ہے اور خوش خلقی کے برابر کوئی شرافت نہیں۔

(۹) عن معاویۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج علی حلقۃ من صحابہ فقال ما اجلسکم قالوا جلسنا نذکر اللہ ونحمدہ علی ما

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھا رکھا ہے عرض

هدانا للاسلام ومن به علينا قال آلله ما اجلسكم الا ذاك قالوا والله ما اجلسنا الا ذاك قال اما اني لم استحلفكم تهمة لكم ولكن اتاني جبرئيل فاخبرني ان الله يباهي بكم الملائكة اخرجه ابن ابي شيبة واحمد ومسلم والترمذي والنسائي كذا في الدر والمشكوة

گیا کہ اللہ جل شانہٗ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد و ثنا کر رہے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا یہ اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا خدا کی قسم اسی وجہ سے بیٹھے ہو صحابہ نے عرض کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بدگمانی کی وجہ سے میں نے تم لوگوں کو قسم نہیں دی۔ بلکہ جبرئیل میرے پاس ابھی آئے تھے اور یہ خبر سنا گئے کہ اللہ جل شانہٗ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہا ہے

(٢) عن انس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من قوم اجتمعوا يذكرون الله لا يريدون بذلك الا وجهه الا ناداهم مناد من السماء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذکر کے لئے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ

ان قوموا مغفورا لكم قد
بدلت سيئاتكم حسنات
اخرجه احمد والبزار
وابو يعلى والطبراني واخرجه
الطبراني عن سهل بن الحنظلية
ايضا واخرجه البيهقي عن
عبد الله بن مغفل ونحوه
ما من قوم اجتمعوا في مجلس
فتفرقوا ولم يذكروا الله
الا كان ذلك عليهم حسرة
يوم القيمة كذا في الترغيب و
قال المنذري رواه الطبراني
في الكبير والاوسط ورواته
محتج بهم في الصحيح وفي
الباب عن ابي هريرة عند
احمد وابن حبان وغيرهما
وصححه الحاكم على شرط
مسلم في موضع وعلى شرط
البخاري في موضع آخر وغيره

کہتا ہے کہ تم لوگ بخشے ہوئے اٹھو
اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے
بدل دی گئیں۔ دوسری حدیث
میں ہے اس کے بالمقابل جو
اجتماع ایسا ہو کہ اس میں اللہ
پاک کا کوئی ذکر ہو ہی نہیں
تو یہ اجتماع قیامت کے دن
حسرت و افسوس کا سبب ہوگا
یعنی اس اجتماع کی بے برکتی
اور ضائعت پر حسرت ہوگی اور
کیا بعید ہے کہ وبال کا سبب کسی
وجہ سے بنجائے۔ ایک حدیث میں
آیا ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر
نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
پر درود نہ ہو اس مجلس والے
ایسے ہیں جیسے مرے ہوئے گدھے
پر سے اٹھے ہوں۔ ایک حدیث
میں آیا ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ
ہے کہ اس کے اختتام پر یہ دعا

السیوطی فی الجامع حدیث حسن فی الطبرانی والبیہقی فی الشعب والضیاء ورقم لہ بالحسن وفی الباب روایات ذکرھا فی مجمع الزوائد

پڑھ لے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو بھی مجلس ایسی ہو جس میں اللہ کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ ہو وہ مجلس قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہوگی۔ پھر حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے چاہے مغفرت فرمادے چاہے عذاب فرمادے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مجلسوں کا حق ادا کیا کرو اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر ان میں کثرت سے کرو۔ راہگیروں کو (بوقت ضرورت) راستہ بتاؤ اور ناجائز چیز سامنے آجائے تو (آنکھیں بند کرلو یا نیچی کرلو کہ اس پر نگاہ نہ پڑے)

(۱) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل آدمی عملاً انجی لہ من عذاب القبر من ذکر اللہ اخرجہ احمد کذا فی الدر۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے۔

(۱۲) عن ابی الدرداءؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیبعثن اللہ اقواما یوم القیمۃ فی وجوھھم النور علی منابر اللؤلؤ یغبطھم الناس لیسوا بانبیاء ولا شھداء فقال اعرابی جلھم لنا نعرفھم قال ھم المتحابون فی اللہ من قبائل شتی وبلاد شتی یجتمعون علی ذکر اللہ یذکرونہ اخرجہ الطبرانی باسناد حسن کذا فی الدر و مجمع الزوائد والمنذری وذکر ایضا لہ متابعۃ بروایۃ عمرو بن عبسۃ عند الطبرانی مرفوعا قال المنذری اسنادہ مقارب لا باس بہ وقد لحدیث عمرو بن عبسۃ فی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہ بعض قوموں کا حشر ایسی طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں میں نور چمکتا ہوا ہوگا وہ موتیوں کے ممبروں پر ہوں گے۔ لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہوں گے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کا حال بیان کر دیجئے کہ ہم ان کو پہچان لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آکر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں دوسری حدیث میں ہے کہ جنت میں یاقوت کے

الجامع الصغير بالحسن و في مجمع الزوائد رجاله موثقون وفي مجمع الزوائد يعني هذا الحديث مطولا وفيه جلهم لنا يعني صفهم لنا شكلهم لنا فسر وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم بسؤال الاعرابي

ستون ہوں گے جن پر زبرجد (زمرد) کے بالاخانے ہوں گے ان میں چاروں طرف دروازے کھلے ہوئے ہوں گے وہ ایسے چمکتے ہوں گے جیسے کہ نہایت روشن ستارہ چمکتا ہے ان بالاخانوں میں وہ لوگ رہیں گے جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے ایک جگہ اکٹھے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے آپس میں ملتے جلتے ہوں۔

(۱۳) عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قالوا وما رياض الجنة قال حلق الذكر (ترمذی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت کے باغوں پر گذرو تو خوب چرو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں ارشاد فرمایا کہ ذکر کے حلقے۔

(۱۴) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من عجز منكم عن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت کرنے سے وہ

اللیل ان یکابدہ وبخل بالمال ان ینفقہ وجبن عن العدو ان یجاھدہ فلیکثر ذکر اللہ رواہ الطبرانی والبیہقی

بخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کیا جاتا ہو یعنی نفلی صدقات اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو اس کو چاہیئے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

(۵) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اکثروا ذکر اللہ حتّٰی یقولوا مجنون رواہ احمد۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔

(۶) عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم یقول سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ الامام العادل والشاب نشأ فی عبادۃ اللہ ورجل قلبہ معلق بالمساجد ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علی ذلک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سات آدمی ہیں جن کو اللہ جل شانہٗ اپنی (رحمت کے) سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک عادل بادشاہ دوسرے وہ جوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو تیسرے وہ شخص

وتفرقا عليه ورجل
دعته امرأة ذات منصب
وجمال فقال إني أخاف
الله ورجل تصدق
بصدقة فأخفاها حتى
لا تعلم شماله ما تنفق
يمينه ورجل ذكر الله
خاليا ففاضت عيناه. رواه
البخاري ومسلم وغيرهما
كذا في الترغيب والمشكوة
وفي الجامع الصغير برواية
مسلم عن أبي هريرة و
أبي سعيد معا وذكره
في رقم أخرى۔

جس کا دل مسجد میں لٹکا رہتا
ہو۔ تیسرے وہ دو شخص جن
میں اللہ ہی کے واسطے محبت
ہو اسی پر ان کا اجتماع ہو اسی
پر جدائی۔ پانچویں وہ شخص جس
کو کوئی حسین شریف عورت
اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ
کہدے کہ مجھے اللہ کا ڈر مانع
ہے۔ چھٹے وہ شخص جو ایسے
مخفی طریق سے صدقہ کرے کہ
دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو
ساتویں وہ شخص جو اللہ کا
ذکر تنہائی میں کرے اور آنسو
بہنے لگیں۔

(۲) عن أبي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ينادي مناد يوم القيامة أين
أولو الألباب قالوا أي أولي الألباب
تريد قال الذين يذكرون الله

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک
آواز دینے والا آواز دیگا کہ عقلمند
لوگ کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے
کہ عقلمندوں سے کون مراد ہیں

اخرجہ احمد کذا فی الدر
میں تیری کفایت کروں گا ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر کیا کرو وہ تیری مطلب براری میں معین ہو گا۔

(۴۳) عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول الا ان الدنیا ملعونۃ وملعون مافیھا الا ذکر اللّٰہ وما والاہ وعالما او متعلما رواہ الترمذی وابن ماجۃ والبیھقی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون (اللہ کی رحمت سے دور) ہے مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔

(۴۴) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الآخر اللھم اعط ممسکا تلفا (متفق علیہ مشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک دعا کرتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما دوسرا دعا کرتا ہے اے اللہ روک کر رکھنے والے کا مال برباد کر۔

(۲۲) عن ابی امامة قال
قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یا ابن آدم
ان تبذل الفضل خیر
لک وان تمسکہ شر
لک ولا تلام علی کفاف
وابدأ بمن تعول رواہ
مسلم (مشکوۃ)۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد ہے کہ اے آدم کے بیٹے تو
ضرورت سے زائد مال کو خرچ کر دے
یہ تیرے لئے بہتر ہے اور تو روک
کر رکھے تو یہ تیرے لئے برا ہے
اور بقدر کفایت روکنے پر ملامت
نہیں اور خرچ کرنے میں جن کی
روزی تیرے ذمہ ہے ان سے
ابتدا کر کہ ان پر خرچ کرنا دوسروں سے مقدم ہے۔

(۲۳) عن عقبة بن الحارث
قال صلیت وراء النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
بالمدینة العصر فسلم
ثم قام مسرعا فتخطی رقاب
الناس الی بعض حجر نسائه
ففزع الناس من سرعته
فخرج علیهم فرأی انهم
قد عجبوا من سرعته قال
ذكرت شيئا من تبر عندنا

عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ طیبہ
میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی
حضور نے نماز کا سلام پھیرا اور
تھوڑی دیر بعد اٹھ کر نہایت
عجلت کے ساتھ لوگوں کو پھاندتے
ہوئے گذرے ازواج مطہرات
کے گھروں میں سے ایک گھر میں
تشریف لے گئے لوگ حضور
کے اس طرح جلدی تشریف لے

جانے سے تشویش پیدا ہوئی کہ نہ معلوم کیا بات پیش آگئی حضور
مکان سے واپس تشریف لائے تو لوگوں کی حیرت کو محسوس فرمایا
اس پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سونے کا ایک ٹکڑا یاد آ
گیا تھا۔

(۲۴) عن ابی ہریرۃ قال
قال رجل یا رسول اللہ
ایّ الصدقۃ اعظم اجرًا
قال ان تصدق وانت
صحیح شحیح تخشی الفقر
وتأمل الغنی ولا تمہل حتی
اذا بلغت الحلقوم قلت
لفلان کذا ولفلان کذا
وقد کان لفلان (متفق علیہ مشکوٰۃ)

ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول
اللہ کونسا صدقہ ثواب میں
بڑھا ہوا ہے حضور نے فرمایا
یہ کہ تو صدقہ ایسی حالت میں
کرے کہ تندرست ہو مال کی حرص
دل میں ہو اپنے فقیر ہو جانے
کا ڈر ہو اپنے مالدار ہونے کی
تمنا ہو۔ اور صدقہ کرنے کو اس
وقت تک مؤخر نہ کر کہ روح
حلق تک پہنچ جائے یعنی مرنے کا وقت قریب آجائے تو تو یوں
کہے کہ اتنا مال فلاں (مسجد) کا اور اتنا مال فلاں (مدرسہ) کا حالانکہ
اب مال فلاں (وارث) کا ہو چکا۔

(۲۵) عن ابی ہریرۃ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال قال رجل

(بنی اسرائیل کے) ایک آدمی نے
اپنے دل میں کہا کہ رات کو چھپے سے
صدقہ کروں گا۔ چنانچہ رات کو

لأتصدقن بصدقة فخرج
بصدقته فوضعها في يد
سارق فأصبحوا يتحدثون
تصدق الليلة على سارق
فقال اللهم لك الحمد
على سارق لأتصدقن
بصدقة فخرج بصدقته
فوضعها في يد زانية
فأصبحوا يتحدثون تصدق
الليلة على زانية فقال
اللهم لك الحمد على
زانية لأتصدقن بصدقة
فخرج بصدقته فوضعها
في يد غني فأصبحوا يتحدثون

چھپے سے ایک آدمی کے ہاتھ میں
مال دے کر چلا آیا صبح کو لوگوں
میں آپس میں چرچا ہوا کہ رات
کوئی شخص ایک چور کو صدقہ دے
گیا۔ اس صدقہ دینے والے نے
کہا یا اللہ چور پر صدقہ کرنے
میں بھی تیرے ہی لئے تعریف
ہے کہ اس سے بھی زیادہ بدحال
کر دیتا تو بھی میں کیا کر سکتا
تھا پھر اس نے دوبارہ ٹھانی کہ
آج رات تو پھر صدقہ کروں گا
کہ پہلا تو ضائع گیا چنانچہ رات کو
صدقہ کا مال لے کر نکلا اور اس
کو ایک بدکار عورت کو دے آیا
یہ خیال کیا ہوگا کہ یہ تو چوری کیا کرے گی) صبح کو چرچا ہوا کہ رات
کوئی شخص فلاں بدکار عورت کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا یا
اللہ تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ زنا کرنے والی عورت پر صدقہ
کرنے میں بھی (کہ میرا مال واس سے بھی کم درجہ کے قابل تھا) پھر
تیسری مرتبہ ارادہ کیا کہ آج ضرور صدقہ کروں گا۔ چنانچہ رات کو

صدقہ لے کر گیا اور اس کو ایک شخص کو دے دیا جو مالدار تھا۔ صبح کو چرچا ہوا۔

(۲۷) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادروا بالصدقۃ فان البلاء لا یتخطاھا۔ (رواہ رزین مشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صدقہ کرنے میں جلدی کیا کرو اس لئے کہ بلا صدقہ کو پھاند نہیں سکتی۔

(۲۸) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نقصت صدقۃ من مالٍ وما زاد اللہ عبداً بعفوٍ الا عزا وما تواضع احد للہ الا رفعہ (رواہ مسلم مشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صدقہ کرنا مال کو کم نہیں کرتا اور کسی خطاوار کے قصور کو معاف کر دینا معاف کرنے والے کی عزت ہی کو بڑھاتا ہے اور جو شخص اللہ جل شانہ کی رضا کی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کو رفعت اور بلندی عطا فرماتا ہے۔

(۲۹) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما رجل بفلاۃ من

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص ایک جنگل میں تھا اس نے ایک بادل میں

الارض فسمع صوتاً في سحابة
اسق حديقة فلان فتنحى
ذلك السحاب فافرغ
ماءه في حرة فاذا شرجة
من تلك الشراج قد
استوعبت ذلك الماء
كله فتتبع الماء فاذا
رجل قائم في حديقته
يحول الماء بمسحاته فقال
له يا عبد الله ما اسمك
قال فلان وهو الاسم

سے یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے
باغ کو پانی دے۔ اس آواز کے
بعد فوراً وہ بادل ایک طرف
چلا اور ایک پتھریلی زمین
میں خوب برسا وہ سارا پانی
نالے میں جمع ہونے لگا یہ شخص
جس نے آواز سنی تھی اس پانی
کے پیچھے چلا اور وہ پانی ایک
جگہ پہنچی جہاں ایک شخص کھڑا ہو کر
بیلچہ سے اپنے باغ میں پانی پھیر
رہا تھا اس نے باغ والے سے
پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اس نے
کہا فلاں وہ وہی نام تھا جو بادل
میں سے سنا تھا پھر باغ والے نے

اس سے پوچھا کہ تم نے میرا نام کیوں دریافت کیا اس نے کہا کہ میں نے اس بادل سے
جس کا یہ پانی برسا ہے یہ آواز سنی تھی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے
تم اس باغ میں کیا کام کرتے ہو۔ جس کی وجہ سے بادل کو یہ حکم ہوا کہ
تمہارے باغ کو پانی دو۔ اس نے کہا جب تم نے یہ کہا تو مجھے بھی بتانا پڑا کہ جو کچھ پیدا ہوتا
ہے اس کے تین حصے کرتا ہوں ایک تہائی اللہ کے راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور تہائی اپنے
بچوں کے لئے رکھتا ہوں۔ اور تہائی باغ کی ضرورت میں لگا دیتا ہوں۔

(٢٩) عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم غفر لامرأة مومسة مرت بكلب على رأس ركي يلهث كاد يقتله العطش فنزعت خفها فأوثقته بخمارها فنزعت له من الماء فغفر لها بذلك قيل إن لنا في البهائم لأجرا قال في كل ذات كبد رطبة أجر (متفق عليه، مشكوٰة)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک فاحشہ عورت کی محض اس بات پر بخشش کر دی گئی کہ وہ چلی جا رہی تھی، جاتے ایک کنوئیں پر دیکھا کہ ایک کتا کھڑا ہوا ہے جس کی زبان پیاس کی شدت کی وجہ سے باہر نکلی پڑی ہے اور وہ مرنے کے قریب ہے اس عورت نے اپنے پاؤں کا چمڑے کا موزہ نکالا اور اس کو اپنی اوڑھنی میں باندھ کر کنوئیں سے پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کیا ہم لوگوں کو جانوروں کے بدلے میں بھی ثواب ملتا ہے؟ حضور نے فرمایا ہر جگر رکھنے والے (یعنی جاندار) پر احسان کرنے میں ثواب ہے۔ (مسلمان ہو یا کافر آدمی ہو یا جانور)

(٣٠) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن في الجنة لغرفا يرى ظهورها من بطونها وبطونها من

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جو (گویا آئینوں کے بنے ہوئے ہیں کہ ان کے اندر کی

ظاهرها قالوا لمن هي قال لمن اطاب الكلام واطعم الطعام وادام الصيام وصلى بالليل والناس نيام. اخرجه ابن ابي شيبة والترمذي وغيرهما كذا في الدر.

سب چیزیں باہر سے نظر آتی ہیں اور ان کے اندر سے باہر کی سب چیزیں نظر آتی ہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کن لوگوں کے لئے ہیں؟ حضور نے فرمایا جو اچھی طرح بات کریں (یعنی ترش روئی سے منہ چڑھا کر بات نہ کریں) اور لوگوں کو کھانا کھلائیں اور ہمیشہ روزہ رکھیں اور ایسے وقت میں رات کو تہجد پڑھیں کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

(۲۱) عن اسماء قالت قال رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم انفقي ولا تحصي فيحصي اللہ عليك ولا توعي فيوعي اللہ عليك ارضخي ما استطعت۔ متفق عليه (كذا في المشكوة)

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ خوب خرچ کیا کر اور شمار نہ کیا کر (اگر ایسا کرے گی) تو اللہ جل شانہ بھی تجھ پر شمار کریں گے اور محفوظ کر کے نہ رکھا کر (اگر ایسا کرے گی) تو اللہ جل شانہ تجھ پر محفوظ کر کے رکھے گا۔ (یعنی کم عطا کرے گا) عطا کر جتنا بھی تجھ سے ہوسکے۔

(۴۲) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما مسلم کسا مسلما ثوبا علی عری کساہ اللہ من خضر الجنۃ وایما مسلم اطعم مسلما علی جوع اطعمہ اللہ من ثمار الجنۃ وایما مسلم سقی مسلما علی ظمأ سقاہ اللہ من الرحیق المختوم۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی کذا فی المشکوۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو ننگے پن کی حالت میں کپڑا پہنائے گا حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت کے سبز لباس پہنائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کچھ کھلائے گا حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا اللہ جل شانہ اس کو ایسی شراب جنت پلائے گا جس پر مہر لگی ہوئی ہوگی۔

(۴۳) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الساعی علی الارملۃ والمسکین کالساعی فی سبیل اللہ واحسبہ قال کالقائم لا یفتر وکالصائم لا یفطر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بے خاوند والی عورت اور مسکین کی ضرورت میں کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں کوشش کرنے والا۔ اور غالباً یہ بھی فرمایا کہ ایسا ہے

متفق علیہ مشکوٰۃ

جیسا رات بھر نماز پڑھنے والا کہ ذرا بھی سستی نہ کرے، روز دن بھر روزہ رکھنے والا کہ ہمیشہ روزہ دار رہے۔

---

(۲۵) عن فاطمة بنت قيس قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان في المال لحقا سوى الزكوٰة ثم تلا ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب الآية رواه الترمذي وابن ماجة والدارمي كذا في المشكوٰة وقال الترمذي هذا حديث

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی حق ہے پھر آپ نے اس ارشاد کی تائید میں سورہ بقرہ کے ۲۲ رکوع کی یہ آیت لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ آخر تک تلاوت فرمائی۔

لیس اسنادہ بذاک و ابوحمزۃ یضعف و روی بیان و اسمعیل عن الشعبی ہذا الحدیث قولہ و ھو اصح قلت و اخرجہ ابن ماجۃ بلفظ لیس فی المال حقا سوی الزکوۃ و قال العینی فی شرح البخاری رواہ البیھقی بلفظ الترمذی ثم قال والذی یرویہ اصحابنا فی التعالیق لیس فی المال حق سوی الزکوۃ۔

(۳۴) عن بھیسۃ عن ابیھا قالت قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما الشئ الذی لا یحل منعہ قال الماء قال یا نبی اللہ ما الشئ الذی لا یحل منعہ قال الملح قال یا نبی اللہ ما الشئ الذی لا یحل منعہ قال ان تفعل الخیر خیر لک رواہ ابو داؤد کذا فی المشکوۃ

حضرت بہیسہ فرماتی ہیں کہ میرے والد صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ کیا چیز ہے جس کا کسی مانگنے والے کو دینے سے روکنا جائز نہیں حضور نے فرمایا پانی میرے والد نے پھر سوال کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نمک۔ میرے والد نے پھر یہی سوال کیا حضور نے فرمایا جو بھلائی تو (کسی کے ساتھ) کر سکے وہ تیرے لئے بہتر ہے۔

(۳۷) عن سعد بن عبادۃ قال یا رسول اللہ اِنَّ اُمَّ سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بئراً وقال ھٰذہٖ لام سعد رواہ مالک وابو داود والنسائی کذا فی المشکوٰۃ

حضرت سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا (ان کے ایصالِ ثواب کے لئے) کونسا صدقہ زیادہ افضل ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی سب سے افضل ہے اس پر حضرت سعد نے اپنی والدہ کے ثواب کے لئے ایک کنواں کھدوا دیا۔

(۳۸) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلثۃ الا من صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہٖ او ولد صالح یدعو لہٗ۔ رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ قلت وابو داؤد والنسائی وغیرھما۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے ایک صدقہ جاریہ دوسرے وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے تیسرے صالح اولاد جو اس کے لئے مرنے کے بعد دعا کرتی رہے۔

(٣٩) عن عائشة انهم
ذبحوا شاة فقال النبي صلى
الله عليه وسلم ما بقي
منها قالت ما بقي منها الا
كتفها قال بقي كلها غير كتفها
رواه ترمذی وصححه
كذا في مشكوٰة

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک
مرتبہ گھر کے آدمیوں نے (یا صحابہ
کرام نے) ایک بکری ذبح کی اور
اس میں سے تقسیم کر دیا) حضور
نے دریافت فرمایا کہ کتنا باقی رہا
حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ
صرف ایک شانہ باقی رہ گیا باقی
سب تقسیم ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب باقی
ہے۔ اس شانہ کے سوا۔

(٤٠) عن ابي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه
وسلم من كان يؤمن بالله
واليوم الاخر فليكرم ضيفه
ومن كان يؤمن بالله و
اليوم الاخر فلا يؤذ جاره
ومن كان يؤمن بالله واليوم
الاخر فليقل خيرا او ليصمت
وفي رواية بدل الجار ومن
كان يؤمن بالله واليوم الاخر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ
پر ایمان رکھتا ہے اور آخرت
کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو
چاہیئے کہ مہمان کا اکرام کرے
اور اپنے پڑوسی کو نہ ستائے
اور زبان سے کوئی بات نکالے
تو بھلائی کی بات نکالے ورنہ
چپ رہے اور دوسری روایت
میں ہے کہ صلہ رحمی کرے۔

لیصمت۔ متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ۔

(۴۱) عن ابی شریح الکعبی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ جائزتہ یوم ولیلۃ والضیافۃ ثلثۃ ایام فما بعد ذلک فہو صدقۃ ولا یحل لہ ان یثوی عندہ حتی یحرجہ (متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ جل شانہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے مہمان کا جائزہ (خصوصی اکرام) ایک دن ایک رات ہے اور مہمانی تین دن تین رات اور مہمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اتنا طویل قیام کرے جس سے میزبان مشقت میں پڑ جائے۔

(۴۲) عن ابی سعید انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تصاحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی کذا فی المشکوٰۃ وبسط فی تخریجہ فی الاتحاف

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ مسلمان کے علاوہ کسی کے ساتھ مصاحبت اور ہم نشینی نہ رکھو اور تیرا کھانا غیر متقی نہ کھائے۔

(٤٣) عن ابی ھریرۃ قال یا رسول اللہ ای الصدقۃ افضل قال جھد المقل وابدأ بمن تعول رواہ ابوداؤد وغیرہ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ سب سے افضل صدقہ کیا ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ نادار کی تنہائی کوشش اور ابتدا اس سے کرو جس کی پرورش تمہارے ذمہ ہے۔

(٤٤) عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انفقت المرأۃ من طعام بیتھا غیر مفسدۃ کان لھا اجرھا بما انفقت ولزوجھا اجرہ بما کسب وللخازن مثل ذلک لا ینقص بعضھم اجر بعض شیئاً متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے ایسی طرح صدقہ کرے کہ (اسراف وغیرہ سے) اس کو خراب نہ کرے تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ہے۔ اور خاوند کو اس کے کمانے کا اور رکھنے کا انتظام کرنے والے کو (مرد ہو یا عورت) ایسا ہی ثواب ہے۔ اور ان تینوں میں سے ایک کے ثواب کی وجہ سے دوسرے کے ثواب میں کمی نہ ہوگی۔

سوال آپ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ نبوت اور الٰہی بادشاہت موجب دفع بلا ہوتے ہیں۔ کیا اعمال صالحہ خیرات و صدقات بھی موجب دفع بلا ہو سکتے ہیں۔

جواب رب العزت کی عنایت سے حضرت انبیاء و اولیاء صفت ظاہری و باطنی ہر طرح سے نیک بندوں کی امداد فرماتے ہیں نیز دشمنوں کے شر سے بچاتے ہیں۔ مصائب کو دفع فرماتے ہیں جن کی تفصیل اس کتاب کی جلد دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔ نیز مقدمہ میں بھی چند ایک نعت جوالکتب عرض کر آئے ہیں۔ اب چند ایک آیات صدقات عرض کرتے ہیں۔ تا کہ معلوم ہو کہ مومن صالح کے خیرات و صدقات بھی دفع البلا ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

فرشتے۔ یا الٰہی کیا تو نے کوئی چیز پتھر سے بھی سخت پیدا فرمائی ہے
رب العزت۔ اے فرشتو ہم نے پتھر سے زیادہ سخت لوہا پیدا فرمایا ہے۔
فرشتے۔ یا مولیٰ کوئی چیز لوہے سے بھی سخت ہے۔
رب العزت۔ اے فرشتو لوہے سے سخت آگ پیدا کی ہے۔
فرشتے۔ یا مولیٰ کیا کوئی چیز تو نے آگ سے بھی سخت پیدا فرمائی ہے
رب العزت۔ اے فرشتو آگ سے سخت پانی اور پانی سے سخت ہوا ہے۔ اور ہوا سے سخت مومن کا صدقہ ہے۔ جو وہ چھپا کر

کسی بخیل کو دینا حرام ہے۔ یا رسول اللہ میں نے پھر ایک جام کوثر
جا کے سے بھرا ہوا کہہ ان کو وہ جام کوثر پلا دیا۔ میرے کان میں
غیب سے آواز آئی۔ یَبَّسَ اللّٰہُ یَدَکَ حَیْثُ سَقَیْتَ
الْعَاصِیَۃَ الْبَخِیْلَۃَ مِنْ حَوْضِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔
خدا تیرا ہاتھ خشک کر ڈالے کہ تو نے تو عاصیہ بخیلہ
کو آب کوثر پلا دیا۔ یا رسول اللہ جب میں خواب سے بیدار ہوا
تو میرا ہاتھ خشک تھا۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام نے اپنا عصا
مبارک اس کے ہاتھ کو لگا دیا۔ اور دعائے صحت فرمائی۔ تو اس کا
ہاتھ بالکل سلامت ہو گیا۔ (درۃ الناصحین ص۲۳)

اسی روایت پر لفظ صدقات پر غور کریں۔ جو دنیا میں حرام
کے لئے ایصال ثواب اور موتی کے ختم وغیرہ کو حرام کہہ کر بخل کیا
کرتے تھے کرتے ہیں۔ نیز اس پر مشتاقین بھی غور کریں
کہ صدقہ وہ چیز ہے۔ جو دوزخ میں سے نکلنے کو امداد کرتا ہے
اور بخیلہ دوزخ میں مبتلائے عذاب ہے۔ مگر وہ دونوں بچے
اس کے پاس موجود ہیں۔ جو دوزخ میں اس کی شرم گاہ کی حفاظت
فرماتے ہیں۔

زیارت رسول

✿ - اگر کوئی مسلمان ربیع الاول شریف کی تمام تاریخوں میں

درود ابراہیمی بعد نماز عشاء ایک ہزار ایک سو بیس بار پڑھے۔
تو اسے حضور کی ضرور زیارت ہو گی۔

● - اگر کوئی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
ہر روز میں سو اکبار پڑھے تو اسے بھی حضور کی زیارت ہوتی ہے

● - اگر کوئی مسلمان آٹھ رکعت نفل ہدیہ فاطمہ بہ سلام
سے ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے گیارہ بار قل شریف پڑھے
حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تک میں
اسے جنت میں داخل نہ کر لوں گی ہرگز ہرگز جنت میں قدم نہ رکھوں گی
یہ نماز پندرہ شعبان کی رات کو پڑھیں۔ (فضائل الشہور)

● - اگر کوئی مسلمان چار رکعت نفل یکم محرم الحرام سے لیکر دس
محرم تک پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ پندرہ پندرہ بار قل شریف
ہدیہ حضرات امامین حسنین رضی اللہ تعالےٰ عنہما پڑھے۔ کل
روز حشر یہ شہزادگان رسول اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

امامین اور شبلی کا مکالمہ

شبلی - اے شہزادگان رسول - دلبندان بتول آج فقیر سے کیا
قصور سرزد ہو گیا ہے۔ جو مجھ سے اعراض فرمایا جا رہا ہے۔ اگر آپ
حضرات مجھ سے ناراض رہے۔ تو پھر تو دین و دنیا میں کوئی
بھی ٹھکانہ نہیں ہے۔

شہزادے۔ اے شبلی اچھا تم بتاؤ کیا تم اوّل محرم سے لے کر
دس محرم تک ہمارے لئے چار نوافل پڑھ کر ہماری خدمت ہدیہ نہیں
بھیجتے ہو۔

شبلی۔ اے شہزادو واقعی یہ تو میرا ہمیشہ کا معمول ہے۔ ہر سال
اوّل محرم سے لے کر یوم عاشورہ تک چار رکعت نماز نفل ہدیہ بنام
شہزادگان رسول پڑھتا ہوں۔

شہزادے۔ اے شبلی یہی وہ ہدیہ ہے جس کی وجہ سے ہمیں
تمہارے سامنے منہ کرتے ہوئے شرم سی آتی ہے۔ جب تک ہم تجھے
اس ہدیہ کا ثواب بروز حشر خدا سے نہ دلائیں گے۔ ہم کو تم سے شرم
ہی آتی رہے گی۔ یاد رہے اس قسم کی باتیں شفقت و رحمت پر محمول
ہیں۔ ورنہ ہمارا حقیر ہدیہ وافی، وہ ہیں ان کی ذوات ستودہ
صفات۔ شعر۔ ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

لڑکے کی حفاظت

ایک بار مرزبین قوم میں سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ خوردنی اشیاء کے
حاصل کرنے میں سخت پریشان حال تھے۔ ایک دن وہاں ایک
عورت کھانا کھا رہی تھی ایک سوالی نے آکر سوال کیا تو
وہ آخری لقمہ منہ میں ڈال چکی تھی۔

سائل - اے بی بی میں ایک محتاج آدمی ہوں میرے پاس رقم نہیں جس سے کچھ کھانا لیکر کھا سکوں۔ مجھے سخت بھوک لگی ہوئی ہے۔ خدا را ایک لقمہ دے جس سے میری جان بچ جائے۔

عورت - اے مسافر یہی لقمہ تھا - جو منہ میں ابھی باقی تھا اب یہ کھا لیں اور اپنی جان بچائیں - وہ لقمہ لے کر مسافر نے کھا لیا بعد ازاں وہ عورت جنگل میں لکڑیاں لینے گئی - اپنے شیر خوار بچہ کو ایک جگہ پر رکھ دیا اور لکڑیاں جمع کرنے میں مصروف ہو گئی - کچھ دیر کے بعد ایک بھیڑیا آیا اور بچہ کو اٹھا کر لے گیا عورت جوش محبت میں بھیڑیے کے پیچھے پیچھے بھاگی -

رب العزت - اے جبرئیل تمہیں معلوم ہے کہ فرش زمین پر فلاں جنگل میں ایک عورت کتنی پریشان حال ہے - اس نے میرے نام پر اپنے منہ سے ایک لقمہ نکال کر فقیر کو دیا تھا - آج بھیڑیا اس کے بچہ کو اٹھا لے گیا ہے تم جلدی جاؤ - وہاں بچہ کو بھیڑیے کے منہ سے نکال کر اس بی بی کے حوالہ کر دو اور میری طرف سے فرمانا کہ یہ اس صدقہ کا طفیل ہے جو تو نے ایک فقیر کو ایک لقمہ دیا تھا - حضرت جبرئیل گئے اور اس بچہ کو بھیڑیے سے چھڑایا اور اس بی بی کے حوالہ فرما دیا - اور رب العزت کا ارشاد سنا کہ تو نے منہ سے ایک لقمہ نکال کر فقیر کو کھلایا ہم نے اس کے بچہ کو بھیڑیے سے بچا کر تجھے عطا فرما دیا ([illegible])

معلوم ہوا کہ صدقہ دافع البلیات ہے اس سے بڑی بڑی مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔

اس وقت گشت کر رہے ہیں۔ مطلب کہہ نا۔

سائل۔ نیک خاتون مجھے سب معلوم ہو گیا ہے۔ مگر مرتا کیا نہ کرتا بھوک سے
عاجز آ کر سوال کرتا ہوں۔ آپ خدا را کچھ دے دیں۔

لڑکی۔ جیتا رہے میاں تو یہ دو روٹیاں۔ تب لیکن وہ بہو جو یہ سب چھپ کر دیکھ لیا۔

سپاہی۔ اے بادشاہ حضور لڑکی نے میرے سامنے فقیر کو دو روٹیاں
چھپ کر دی ہیں۔ میں نے اسے چھپ کر دیکھ لیا ہے۔

بادشاہ۔ اے سپاہی تو بڑا ہوشیار وفادار آدمی ہے تجھ سے سپاہی ہوں تو
ایسے ہی ہوں۔ جاؤ اس لڑکی کو بادشاہ کے جلاد کے سپرد کر دیا جائے۔

لڑکی۔ اے بادشاہ سلامت میں ایک شریف زادی ہوں مجھے بے وقت
عدالت میں کیوں بلایا گیا ہے آخر میرا کیا قصور ہے۔

بادشاہ۔ اے لڑکی تیرا کوئی قصور ہی نہیں ہے۔ تم نے اس وقت
فقیر کو دو روٹیاں نہیں دیں۔ تب اسے جلاد اسکے جلدی ہاتھ قطع کر دو۔

خاوند۔ اے بیگم اب میں تجھے ہرگز ہرگز گھر میں آباد نہ کروں گا اپنے بچے کو ہمراہ
لے جاؤ اور میرے گھر سے نکل جاؤ۔ وہ تو ہوئی بیچاری لڑکی جنگل کی طرف چل دی۔ چلتے
چلتے اسے پیاس لگی۔ وہ بیچاری کنویں کے نزدیک داخل ہوئی۔ پانی جب سینہ تک
آگیا تو منہ لگا کر پانی پینے لگی۔ ہاتھ سے بچہ کا جھوٹ گیا وہ ہاتھ کو پکڑتی ہے
مگر پکڑا نہیں جاتا۔

سوار۔ اے لڑکی گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ تمہارا ہاتھ تو سلامت
ہو گیا ہے۔ جلدی پکڑ لو۔ جب لڑکی نے دیکھا تو ہاتھ سلامت تھے۔

بڑھیا نے خود بھی پانی پیا اور بچہ کو بھی پلا دیا۔

لڑکی۔ اے سوار آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ آپ تو میرے لئے بہت ہی نیک فرشتہ رحمت بن کر آ گئے ہیں۔ سوار بہت بہت شکریہ۔

سوار۔ میں بیٹی وہ دو روٹی کا صدقہ ہوں جو تونے فقیر کو دیا تھا۔ میں خدا کی طرف سے تیری مدد کرنے آیا ہوں۔ جاؤ ٹھہر جاؤ اب تمہاری بہت عزت ہو گی۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں مجھے یہ شعر۔

کہہ گیا کل تدبیر جو وقت تدبیر کی ہو نہ
پھنسے تیں وہاں جیتے نہیں کہ سوار کے گھوڑ

سوال وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے کیا معنے ہیں

سوال۔ بعض مولوی صاحبان یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام لیا گیا وہ چیز حرام ہو جاتی ہے کیا یہ ترجمہ صحیح ہے

جواب۔ اگر غیر اللہ کا نام لینے سے چیز حرام ہو جاتی ہے پھر تو مخالفین کی بھی کوئی دینی و دنیاوی چیز حلال نہیں رہ سکتی ہے۔ مثلاً مسجد اہلحدیث۔ صحیفہ اہلحدیث۔ اخبار اہلحدیث مدرسہ اہلحدیث۔ انجمن اہلحدیث۔ بزم اہلحدیث۔ تفسیر محمدی۔ تفسیر ستاری۔ تفسیر ثنائی۔ مدرسہ دیوبند۔ مسجد دیوبند۔ رسالہ دیوبند۔ قاسم العلوم۔ خیر المدارس۔ جامعہ رشیدیہ۔ جامعہ خلیلیہ

جامع اشرفیہ - فتاوی اشرفیہ - فتاوی رشیدیہ - تذکرہ رشیدیہ - زید کی بکری - عمر کی گائے - خالد کی بھینس - رشید احمد کی بھیڑ - محمد اشرف کا اونٹ - عبد الحمید کا کنواں - عبد المجید کی زمین - نماز جنازہ نماز عید - نماز شب قدر - نماز شب برأت - نماز شب عاشورہ - نماز شب معراج - غرضیکہ ہر چیز ہی پہ غیر اللہ کا نام آتا ہے - پھر تو ہر چیز ہی ان کے لئے حرام ہو گئی - انہیں چاہیئے کہ ہر چیز سے علیحدگی کا اعلان کرکے اہلسنت کے سپرد کر دیں ؎

ورنہ خموش کہ ایں شور و فغاں چیزے نیست

اب ہم قرآن سے تحقیقی جواب عرض کرتے ہیں ملاحظہ ہو -

(۱) وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ - ترجمہ اور وہ حلال جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا حرام ہے - ذبح میں تین چیزوں کو دیکھا جاتا ہے (۱) ذابح - یعنی ذبح کرنے والا صحیح العقیدہ مومن ہو اگر کسی حلال جانور کو کوئی مشرک یا کافر و مرتد ذبح کر دے تو وہ بھی حرام ہی ہے گرچہ یہ کافر و مرتد اس حلال جانور کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے - یاد رہے تمام مرتدین کا یہی حکم ہے - اگر کسی کافر و مرتد کے حلال جانور کو کوئی صحیح العقیدہ مومن ذبح کر دے تو وہ حلال ہے -

(۲) مذبوح یعنی وہ جانور جسے ذبح کرنا ہے حلال ہو - اگر خدانخواستہ کوئی صحیح العقیدہ مومن کسی حرام جانور کو خدا کا نام لے کر ذبح کر ڈالے تو اس کے ذبح کرنے سے وہ حرام جانور حلال نہ ہو گا - بلکہ حرام ہی رہے گا

اگر کوئی کافر و مرتد کسی حلال جانور کو خدا کا نام لے کر ذبح کر دے تو وہ حلال جانور بھی حرام ہو جائیگا۔ کیونکہ ذبح کرنیوالا غیر مومن ہے۔
(۳) ذبح کرنے سے پہلے یا بعد کسی غیر اللہ کا نام اس حلال جانور پر پکارا گیا ہو۔ تو اس پکارنے سے وہ حلال جانور حرام نہ ہو گا۔ بلکہ حلال ہی رہیگا۔ مثلاً کسی مشرک نے اپنے لات و عزیٰ یا کسی دیگر دیوی و دیوتا کے نام پر پکارا یا کسی مرتد نے اپنے کسی بزرگ کے نام پر پکارا تو اس پکارنے سے وہ حلال جانور حرام نہ ہو گا۔ بلکہ وہ حلال جانور حلال ہی رہے گا۔ اگر وہ دیوی دیوتا کی نذر کا حلال جانور کوئی صحیح العقیدہ مسلمان قربانی یا عقیقہ یا ولیمہ کے لئے خرید لے تو وہ جائز ہے ہاں ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارے۔ جس طرح مشرکین باسم اللات باسم العزیٰ کہہ کر ذبح کیا کرتے تھے تو حرام ہے۔ اس پوری آیت اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ میں یہی صورتیں بیان ہو رہی ہیں۔ رب العزت فرماتا ہے

(۴) فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ۔ پس کھاؤ تم ان سے جن پر اللہ کا نام لیا جائے۔ اگر ایمان رکھتے ہو۔ معلوم ہوا کہ حلال جانور کو ذبح کرنے والا مومن ہو۔ اگر مومن نہیں ہے تو وہ حلال جانور بھی حرام ہو جائے گا۔ اگرچہ اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔

(۳) وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ یعنی
نہیں کیا ہوا کہ اس سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ معلوم ہوا
کہ وہی حلال جانور حلال ہے جو خدا کے نام پر ذبح کیا جائے ورنہ نہیں
اگر کوئی مسلمان خدا نخواستہ کسی حلال جانور کو اپنے ماں باپ یا پیرو
مرشد یا کسی پیغمبر کے نام سے ذبح کرے تو حرام ہے۔ اگرچہ پہلے وہ قربانی
کا بکرا۔ عقیقہ کا دنبہ۔ ولیمہ کا چھترا کیوں نہ رہا ہو۔ اگر ذبح سے پہلے یا
ذبح سے بعد کسی عزیز یا کسی بزرگ کا نام لیا جائے تو یہ نام لینا مضر نہیں
ہے۔ جیساکہ حضور دعا فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ۔ اور حضرت علی حضور کی طرف سے
قربانی کیا کرتے تھے اور دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ یہ قربانی حضور کی
طرف سے قبول فرما۔ حوالہ آگے آئیگا۔

(۴) مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ
وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا
يَعْقِلُوْنَ۔ یعنی اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کوئی بحیرہ اور نہ
سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔ ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افترا
باندھتے ہیں۔ اور ان میں اکثر لوگ بے عقل ہیں۔ یہ چاروں جانور
وہ حلال جانور تھے جنہیں مشرک لوگ اپنے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا
کرتے تھے۔ اور ان کا گوشت دودھ وغیرہ حرام سمجھا کرتے تھے ان
کی تردید میں یہ آیت اتری۔ معلوم ہوا کسی حلال جانور کو کسی کی طرف

منسوب کرنے سے وہ حرام نہیں ہوتا ہے۔ حلال جانور اپنی جگہ حلال ہی رہتا ہے۔ اگر وہ حلال جانور کسی کافر یا مرتد سے خرید لیا جائے تو اس کی قربانی یا اس کی نیاز وغیرہ دینی خالصًا لوجہ اللہ جائز ہے۔

(۲) ذبح کی چار صورتیں ہیں نمبروار ملاحظہ ہوں۔

(۱) ذبح سے مقصود صرف خون بہانا ہو۔ اور گوشت تابع ہو اور یہ خون بہانا محض خدا کی رضا کے لئے ہو۔ جیسا کہ قربانی۔ عقیقہ۔ ھدی نذر کا جانور۔ یہ ذبح خالص عبادت ہے۔ مگر اس میں وقت یا جگہ کی قید ہے۔ کہ قربانی خاص تاریخوں میں جائز ہے آگے پیچھے نہیں۔ اور ھدی حرم میں جائز ہے دوسری جگہ نہیں۔

(۲) چھری کی دھار کی آزمائش کے لئے ذبح کرنا یہ نہ عبادت ہی ہے اور نہ ہی گناہ ہے۔ اگر بسم اللہ سے ہوا تو حلال ورنہ حرام ہے۔

(۳) گوشت کھانے کے لئے ذبح کرنا جیسا کہ بیاہ شادی پر یا دعوتی یا دعوت وغیرہ کرتے ہیں۔ اس میں اگرچہ ثواب بھی ہو جاتا ہے اور گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔ یہ بھی جائز ہے۔ اور جیسا کہ سالانہ جلسوں اور کانفرنسوں پر اور تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماعوں پر جو بکرے وغیرہ ذبح کرتے ہیں۔ وہ سب اسی میں داخل ہوں گے۔ کیونکہ بجز خدا عبادت کسی زندہ کی ہو یا مردے کی ہر طرح کفر و شرک ہے۔ ذاتی مقصود

(۴) چونکہ غیر اللہ کی تعظیم کے لئے ذبح کیا ہو۔ اس کی گوشت مقصود نہ ہو۔ جیسے عرب کا فر و مشرک اپنے بتوں اور ... کے سامنے

دیوتاؤں کو راضی کرنے کیلئے کرتے ہیں اس ذبح سے گوشت بالکل مقصود نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اپنے اصنام و دیوتا کی رضا مقصود ہوتی ہے۔ رب العزت فرماتا ہے۔ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ۔ یعنی حرام ہے وہ جانور جو بتوں پر ذبح کیا جائے۔ یہاں بتوں کی تعظیم کے لئے ذبح کرنا مقصود ہے یہ بھی حرام ہے۔

اگر مخالفین والا معنی کیا جائے تو پھر تمام بیاہ شادی ودیگر تقریبوں کے بکرے اور تمام تجارتی بکرے۔ دنبے۔ چھترے، اور تمام سالانہ جلسوں اور تبلیغی جماعت کے اجتماعوں کے بکرے۔ چھترے تمام ٹھہریں گے ہمیشہ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ پر فتویٰ کرنا صریح کذب اور بہتان ہے۔ آپ تو ظلم پہ ظلم کئے جاتے ہیں۔

مجھے تائید پہ تائید سے فریاد رنگ

سوال وَمَا اُهِلَّ کے معنے ہیں پکارا گیا اور آپ نے ترجمہ کیا ہے جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یہ ترجمہ غلط ہے وضاحت سے سمجھائیں۔

جواب لفظ کا ایک معنے لغوی ہوتا ہے اور ایک عرفی مثلاً صلوٰۃ کے لغوی معنے ہیں دعا اور عرفی معنے ہیں نماز۔ زکوٰۃ کے لغوی معنے ہیں پاک کرنا اور عرفی معنے ہیں زکوٰۃ ادا کرنا اہلال کے لغوی معنے ہیں پکارنا اور عرفی معنے ہیں غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔ وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ یعنی نماز پڑھتے رہو۔

ذبح کرتے رہو۔ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور وہ جو غیر اللہ کے
نام پر ذبح کیا گیا۔ اب ہم اس معنے کی تائید میں تفسیر سے عبارات
نقل کرتے ہیں۔

(۱) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ای ما ذبح لغیر اسم اللّٰه عمدًا للاصنام (تفسیر ابن عباس) یعنی جو اللہ کے نام کے بغیر عمدًا بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

(۲) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ای ما ذبح للاصنام والطواغیت (تفسیر معالم التنزیل) یعنی جو بتوں اور شیاطین کے نام ذبح کیا جائے۔

(۳) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ای رفع به الصوت عند ذبحه للصنم (تفسیر بیضاوی۔ تفسیر کشاف۔ تفسیر مدارک۔ تفسیر جامع البیان۔ تفسیر در منثور۔ تفسیر احمدی وغیرہ) یعنی جس پر وقت ذبح بت کا نام لیا جائے۔

(۴) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ای ذبح علی اسم غیرہ تعالٰی والاهلال رفع الصوت کانوا یرفعونه عند الذبح لآلهتهم (جلالین) یعنی جو اللہ کے سوا بتوں اور باطل معبودوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ اہلال میں ہے آواز بلند کرنا ہے۔ مشرکین اپنے معبودوں کے لئے ذبح کے وقت ان کے نام لے کر آواز بلند کیا کرتے تھے۔

(۵) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ای ما ذبح فذکر علیه اسم

جدا نہیں رہ سکتی ہے۔

سوال میلاد کرنا قرآن و حدیث میں کہاں لکھا ہے اور اس تقریب پہ خوشی کرنا اور خیرات کرنا اور فرش بچھانا جھنڈیاں لگانا۔ روشنی کرنا یہ سب بدعتی رسومات ہیں جن کا قرآن و حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جواب تم جو اپنے مدارس کے سالانہ جلسے کرتے ہو اور تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماعات کرتے ہو۔ کیا ان کا قرآن و حدیث پر کوئی ثبوت ہے۔ پھر تم ان سالانہ جلسوں کی تاریخیں مقرر کرتے ہو۔ اخباروں میں اعلان کرتے ہو۔ دیواروں پر اشتہار لگاتے ہو۔ سٹیج کو ہزاروں جھنڈیوں اور بلبوں سے سجاتے ہو۔ طرح طرح کے جلسہ گاہ میں ٹینٹ لگاتے ہو۔ مہمانوں اور مقامیوں کو کھانا کھلاتے ہو۔ انہیں چائے اور سموسے اور دودھ لسی پلاتے ہو کیا یہ سب حرام ہی سمجھ کر کرتے ہو۔ ہزاروں روپوں کے انعام دے کر نعرے لگاتے ہو۔ ان کے گلے میں ہار ڈالتے ہو۔ اور سٹیج پر [illegible] شب بیداری [illegible] قرآن و حدیث [illegible] سب [illegible] ثابت [illegible] قرآن و حدیث میں کوئی ثبوت ہے۔ یہ سب [illegible] جب [illegible]

مدرسے کے فارغ التحصیل طلبا کی دستار بندی حضور علیہ السلام کی ولادت با سعادت سے زیادہ باعث رحمت اور موجب برکت ہے۔ آپ ہی فرمائیں یہ حضور سے حسن عقیدت ہے یا کھلی عداوت وبغاوت۔ اعلیحضرت خوب فرماتے ہیں ؎

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

بیدا ہونے لڑکے کی ولادت پر خوشی ہوتی ہے۔ عقیقہ کیا جاتا ہے اور عزیزوں کی دعوت کی جاتی ہے۔ انہیں کھانے کھلائے جاتے ہیں۔ دودھ۔ شربت۔ ستی۔ چائے پلائے ہیں۔ پھر اسی لڑکے کی شادی پر دعوت ولیمہ کی جاتی ہے۔ بکرے۔ دنبے۔ بھیڑے ذبح کئے جاتے ہیں۔ عزیزوں کی دعوت کی جاتی ہے۔ انہیں کھانے کھلائے جاتے ہیں۔ انہیں دودھ ستی شربت چائے پلائے ہیں ان کے لئے روشنی کی جاتی ہے کیا یہ چیزیں حرام ہیں۔ رب العزت فرماتا ہے۔

(۱) وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت کا تذکرہ کرتے رہا کرو۔

(۲) وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ۔ اے میرے بندوں شکر ادا کرتے رہا کرو۔ کفران نعمت نہ کیا کرو۔

(۳) قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

اے حبیب تم فرما دو کہ سے میرے بندو اللہ کے فضل اور رحمت کے عطا ہونے پر خوشی منایا کرو۔ معلوم ہوا کہ تحدیث نعمت اور شکر نعمت کرنا اور خدا کے فضل و رحمت کے عطا ہونے پر اظہار مسرت کرنا۔ کھانے کھلانا اور دودھ لسی پلانا خیرات و صدقات کرنا جیسے کرنا۔ جلسہ پر روشنی کرنا حاضرین کو قرآن و حدیث سنانا۔ حضور علیہ السلام کے فضائل و محامد بیان کرنا۔ حضور کی ولادت کا ذکر کرنا۔ درود و سلام پڑھنا۔ اور حاضرین کو تبرک تقسیم کرنا یہ سب تحدیث نعمت۔ اور شکر نعمت اور ان پر خوشی کرنا سب اظہار مسرت ہے جو عین حکم خدا کے مطابق ہے۔ رب العزت فرماتا ہے۔

(۲) لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا۔ (خصائص کبریٰ) اور جب لدنیہ) اے محبوب اگر میں آپ کو پیدا نہ فرماتا تو تمام عالم کو پیدا نہ کرتا۔ معلوم ہوا کہ زمین و آسمان۔ عرش و کرسی۔ لوح و قلم جن و انس حور و ملک۔ شمس و قمر۔ تارے اور سیارے۔ شجر و حجر۔ جنت و نار غرضیکہ کل مخلوق حضور کے لئے ہی بنائی گئی ہے۔ حضور کے میلاد کی خوشی میں خدا نے آسمان کا شامیانہ لگایا اور زمین کا فرش بچھایا۔ پھر آسمانی شامیانہ میں روشنی کے لئے چاند۔ سورج۔ تارے۔ روشن فرما دیے۔ تاکہ قیامت تک میرے محبوب کی خلقت و ولادت کے صدقے لوگ روشنی لیتے رہیں۔ فرش زمین کو قسما قسم کے گلدستوں۔ بیلیں باغیچے

سی دیا گیا۔ اور گھاس کا سبز فرش بچھا دیا گیا جو نہایت خوش رنگ اور سکون بخش ہے۔ جو دل کو فرحت اور آنکھوں کو جلا بخشتا ہے۔ یہ سب کچھ خدا نے حضور علیہ السلام کی تشریف آوری و ولادت کی خوشی میں پیدا فرمایا ہے ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو۔
جان ہیں وہ جہان کی جان نہیں تو جہاں نہیں۔

حضور کی ولادت کی خوشی خود رب العزت نے کی اور تمام انبیاء و مرسلین نے کی۔ حضور کے میلاد کی خوشی ملائکہ نے کی۔ جنات نے کی یہود و نصاریٰ نے کی حیوانات نے کی شجر و حجر در و دیوار نے کی انبیاء و مرسلین نے حضور کی ولادت پر حضرت سیدہ کو آ کر مبارک باد دی پیش کی۔ فرشتوں اور حوروں نے سلامی دی۔ درود و سلام پڑھے۔ غرضیکہ تمام اہل جہان نے حضور کے میلاد کی خوشی کی سوائے ابلیس کے۔

معلوم ہوا کہ حضور کے میلاد پر اظہار خوشی کرنا سنت الٰہیہ اور سنت انبیاء اور سنت ملائکہ و سنت حوران بہشتی اور سنت تمام اہل جہان ہے اور میلاد شریف سے نفرت کرنا سنت ابلیس ہے۔ ہم نے اپنی کتاب میلاد سیدِ رحمانی میں حضور کی ولادت با سعادت پر یوں سلام عرض کیا ہے ؎

مصطفےٰ بزمِ وحدت پہ لاکھوں سلام	شمعِ بزمِ رسالت پہ لاکھوں سلام
نورِ جس سے پیدا ہوا سب جہاں	اس کی چشمِ عنایت پہ لاکھوں سلام

عرش پر جس کا اسم گرامی لکھا — اس کی بے مثل عظمت پہ لاکھوں سلام
جس سے نبیوں سے کلمہ پڑھایا گیا — اس کی بے مثل عزت پہ لاکھوں سلام
جس کو مختارِ کونین حق نے کیا — اس کی غالب حکومت پہ لاکھوں سلام
جس کی کھاتا ہے حق ہر ادا کی قسم — اس کی توقیر و عزت پہ لاکھوں سلام
جلوہ گر پشتِ آدم میں تھا جس کا نور — اس کی شانِ خلافت پہ لاکھوں سلام
جس کی برکت سے آدم کو سجدہ ہوا — اس کے فیضِ رسالت پہ لاکھوں سلام
جس کی رحمت سے برستا ہے نور کا — اس کی چشمِ حمایت پہ لاکھوں سلام
الغرض جس سے نبیوں کو عظمت ملی — اس کی شانِ سیادت پہ لاکھوں سلام
ابو بکر و عمر اور غنی و علی — جملہ اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام
اولیا ۔ اصفیا ۔ اتقیا ۔ اذکیا — آپ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

تم سے ہمدم ملائک کہیں ہاں پڑھو
مصطفےٰ نورِ وحدت پہ لاکھوں سلام

(۵) حضرت ابو قتادہ نے حضور علیہ السلام سے یوم اثنین یعنی پیر کے روزہ کی بابت سوال کیا ۔ فِیْهِ وُلِدْتُّ وَفِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ (مشکوٰۃ جلد اول باب صیام التطوع ص) ۔ حضور نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔

معلوم ہوا کہ یوم میلاد اور یوم قرآن منانا اس دن روزہ رکھنا سنت رسول ہے۔ حضور اپنی یادگار ہمیشہ روزہ رکھ کر مناتے رہے۔ یادگار منانے کے کئی طریقے ہیں۔ صوم میلاد شریف۔ ذکر میلاد شریف۔

جلسۂ میلاد شریف۔ ختمِ میلاد شریف۔ یعنی محفلِ میلاد میں تبرک تقسیم
کرنا۔ طعام میلاد شریف۔ یعنی مجلسِ میلاد شریف پر لوگوں کو کھانا کھلانا
ختمِ قرآن۔ میلاد شریف پر لوگوں کو جمع کر کے قرآن ختم کرنا اس کا ثواب
حضور کے لیے کرنا۔ جیسا کہ حضرت علی مرتضیٰ ہمیشہ حضور کی طرف سے
قربانی کیا کرتے تھے۔ جو کہ آگے آئے گا۔

(۲) جب دشمنِ رسول ابو لہب مر گیا اسے حضرت عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا اس سے پوچھا کہ ابو لہب تیرا
کیا حال ہے وہ بولا اے عباس میرا حال تو بہت برا ہے۔ اِلّا سُقِیتُ
فِی ھٰذِہٖ بِعِتَاقَتِی ثُوَیْبَۃَ۔ (بخاری شریف جلد دوم کتاب النکاح
باب وَ اُمَّھٰتُکُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَکُمْ)۔ بے شک میں اس انگلی سے پانی پلایا جاتا
ہوں۔ اس سبب سے کہ میں نے اس سے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا
تھا۔ معلوم ہوا کہ اگر حضور کے میلاد شریف کی خوشی کوئی کافر و مشرک بھی کرے
تو خدا اسے بھی میلاد شریف کی دنیوی و اخروی برکتوں سے محروم
نہیں رکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عباس فرماتے ہیں۔ ابو لہب خود بھی اعتراف
کرتا ہے۔

یاد رہے۔ یہ خوشی صرف بھتیجا سمجھ کر کی تھی جو قوم کیا کرتے ہیں۔
مسلمان تو حضور کو خدا کا محبوب مکرم اور رسولِ معظم سمجھ کر خیرات و
صدقات کرتے ہیں۔ اور میلاد مبارک پر تبرکات تقسیم کرتے ہیں یہ حضور کے
میلاد کی برکات سے کس طرح محروم رہ سکتے ہیں۔

مصطفٰے تیری رحمت پہ لاکھوں سلام

(۷) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد ماجد شاہ عبد الرحیم صاحب محدث دہلوی نے خبر دی کہ میں ربیع الاول شریف میں حضور علیہ السلام کے لئے کھانا پکایا کرتا تھا۔ ایک سال میلاد شریف کے دنوں میں مجھے کوئی چیز میسر نہ آئی۔ سوائے بھنے ہوئے چنوں کے پس وہ چنے ہی میں نے لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِ السَّلَام وَبَيْنَ يَدَيْهِ هٰذِهِ الْحِمَّصُ مُتَبَهِّجًا بَشَّاشًا۔ (در ثمین مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ) یعنی میں نے حضور کی زیارت کی اور وہی میرے چنے حضور کے آگے رکھے ہوئے تھے اور حضور بہت ہی خوش نظر آتے تھے۔

معلوم ہوا کہ یہ عمل میلاد شریف کا بڑے بڑے محدثین کرتے آئے ہیں۔ اسے بدعتی رسومات کہنا قرآن وحدیث و ارشادات مصطفٰے سے جاہل ہونا اور محروم القسمت ہونا ہے۔ کیا اپنے بچوں کی ولادت کی خوشی سے حضور کی ولادت کی خوشی کم ہے ہرگز ہرگز نہیں ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

(۸) بعض مشائخ کرام نے حضور علیہ السلام کی خواب میں زیارت کی اور حضور سے عرض کی۔ حضور یہ جو حضور کے میلاد شریف کی خوشی میں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے یہ عمل حضور کے نزدیک کیسا ہے۔ یہ سن کر حضور نے ان بزرگوں کو فرمایا۔ مَنْ فَرِحَ بِنَا فَرِحْنَا بِهٖ

جو ہمارے ذکر سے خوش ہوتا ہے۔ ہم اس سے خوش ہوتے ہیں۔

انّ ب فضل اللہ فی مولد خلق اللہ

معلوم ہوا کہ حضور ان لوگوں سے بہت خوش ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف
پر خیرات کرتے ہیں۔ قرآن پڑھاتے ہیں۔ وعظ و کلام سنتے اور سناتے
ہیں نعت خوانی کرتے اور کراتے ہیں۔ سلام و قیام کرتے ہیں ؎

مصطفٰے کی ولادت پہ لاکھوں سلام

خیرات وصدقات کا قرآن و حدیث و تفاسیر سے ثبوت

سوال۔ کیا خدا نے انبیاء مرسلین کی یادگاریں منانے کا حکم دیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ جب قرآن میں انبیاء و مرسلین کی یادگاریں منانے اور ان کے حالات زندگی اور فضائل بیان فرمانے کا حکم نہیں فرمایا تو صحابہ و اہلبیت کرام اور اولیائے عظام کے اعراس کرنے اور ان کے حالات زندگی بیان کرنے اور سننے کیسے جائز ہو سکتے ہیں۔ قرآن سے ثبوت دیں۔

جواب۔ حضرات انبیاء و مرسلین کے حالات ولادت یعنی ان کے میلاد شریف اور ان کے حالات وفات یعنی اعراس مبارکہ کا خود ذکر رب نے فرمایا ہے۔ اور ان کے حالات ولادت اور حالات زندگی اور حالات وفات کو بیان فرمانا اور سننا سنانا باعث رحمت موجب برکت اور مغفرت کا سبب ہے۔ آیات ملاحظہ ہوں۔ رب عزت

ارشادِ فرقہ ثلثہ

(۱) اللہ نے یحییٰ علیہ السلام کی شان میں فرمایا۔ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ اور اس پر سلام ہے۔ خدا تعالےٰ کا جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ فوت ہوا اور جس دن وہ زندہ ہو کر اٹھے گا۔

معلوم ہوا کہ انبیاء و مرسلین کے ایام ولادت اور ایام وفات اور ایام بعث رحمت والے اور برکت والے ہیں۔ جب یہ ایام قرآنی حکم سے سلامتی اور برکت والے ہوئے جو اعمال صالحہ اور خیرات و صدقہ ان ایام میں کیے جائیں گے رب العزت خوش ہو گا اور عاملین کو زیادہ ثواب عطا فرمائے گا

(۲) اللہ تعالےٰ اس جگہ سورۂ مریم میں حضرت عیسیٰ کا قول نقل فرماتا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا۔ سلام ہو اوپر میرے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں وفات پاؤنگا اور جس دن میں زندہ ہو کر اٹھوں گا (مریم)

معلوم ہوا کہ انبیاء و مرسلین کے ایام ولادت اور ایام وفات اور ایام بعث سلامتی اور برکت والے ہیں۔ ان کے مقدس وجود بھی برکت والے ہیں۔ اور ان کے مقدس مکانات جہاں وہ پیدا ہوئے اور جہاں فوت ہوئے اور جہاں وہ دفن ہوئے۔ یعنی ان کے مزارات بھی برکت اور عظمت والے ہیں۔ ان کا میلاد پڑھنا۔ ان کا عرس

کرنا یعنی ان کے یوم وفات کے دن ان کے حالاتِ زندگی بیان کرنا
کھانا کھلانا یہ سب امورِ برکت ہیں۔

معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء کے ایام ولادت اور ایام وفات
برکت و عظمت والے ہوتے ہیں جو اعمالِ صالحہ ان ایام میں کیے
جاتے ہیں وہ عند اللہ قابل قبول اور باعث رحمت و برکت ہونگے
تب ہی ہم خود عرض کرتے ہیں۔ کہ رب العزت نے انبیاء و مرسلین کے
قرآن کریم میں خود حالات زندگی بیان فرمائے۔ حضور علیہ السلام
اور حضور کی امت کو حکم دیا۔ تم بھی ان کے حالات ہمیشہ قرآن پڑھ
کر سنتے رہو۔ وہ آیات ملاحظہ ہوں۔

(۴) وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً

اے حبیب یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں کو فرمایا
کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ آگے ترجمہ شاہ
عبد القادر ملاحظہ ہو۔ اور یاد کیجئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لوگوں
کے آگے بیان کرو جب کہا پروردگار تیرے نے فرشتوں کو زمین میں
میں بنانا نائب بنانے والا ہوں۔

معلوم ہوا کہ انبیاء و مرسلین کے فضائل و خصائص اور حالات
و واقعات بیان فرمانا سنت الٰہیہ اور سنتِ مصطفےٰ ہے۔ جب
رب العزت نے اپنی ربوبیت کو اولاد آدم سے منوایا وہ واقعہ
یوں ارشاد فرمایا گیا۔ اور اس واقعہ الست کا اعلان بھی حضور علیہ

السلام کی ہی زبان سے کرایا گیا کہ اے محبوب فرما دو میرے اور
زبان تمہاری ہو۔ ارشاد ہوتا ہے۔

(۴) وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ
وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا

اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت
سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا۔ کیا میں تمہارا
رب نہیں۔ سب بولے کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہوئے۔ یہ عہد میثاق
تمام اولاد آدم یعنی انبیاء و مرسلین و اولیاء و مومنین و منافقین و کافرین
سب سے ہی لیا گیا تھا۔ اقرار بھی ہمارے حضور علیہ السلام نے کہا
پھر حضور سے سنکر انبیاء و مرسلین نے کہا پھر انبیاء و مرسلین سے سنکر
دوسرے لوگوں نے کہا مومنین نے خوشی سے اور منافقین نے مجبوراً
کہا۔ معلوم ہوا کہ عہد میثاق کا پورا واقعہ حضور کو یاد تھا۔ جبھی تو
یاد دلایا جا رہا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو تمام انبیاء و مرسلین
کا تفصیلی علم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو تمام اولیاء و مومنین
و منافقین و کافرین کا پورا پورا علم ہے ورنہ اذکر نہ فرمایا جاتا

(۵) آگے ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ
اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ
اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا

أَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۝ فَمَن تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ - اے حبیب یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب و حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا - سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا - فرمایا تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں - پس جو کوئی اس کے بعد پھرے وہی فاسق ہے -

معلوم ہوا کہ یہ عہد حضور کے لئے لیا گیا تھا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور نبی الانبیاء ہیں - آپ ہی تمام کے رسول ہیں جبھی تو شب معراج تمام انبیاء و مرسلین کو حضور نے نماز پڑھائی اور حضور سے فیوضات و برکات حاصل کئے - حضور کا جلسہ شب معراج منایا - خطبات پڑھے - حضور کی تعریف کی - دیکھو ہماری کتاب معراج سلیمانی - معلوم ہوا کہ عہد میثاق الست اور عہد میثاق نبی کو بیان کرنا سنت خدا اور سنت مصطفیٰ ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ [illegible] بھی سنت خدا اور سنت مصطفیٰ ہے - عہد میثاق میں انبیاء و اولیاء اور مومنین کی تعریف ہو رہی ہے اور کفار و منافقین کی تردید

ہو رہی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام خدا کے نائب اعظم خلیفہ اکرم ہیں اور تمام انبیا و مرسلین حضور کے نائبین ہیں اور حضور کے واسطے سے نائبین خدا ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام امام الانبیا نبی الانبیا ہیں۔ آگے حضرت آدم علیہ السلام اور قابیل و ہابیل کا واقعہ یاد دلایا جاتا ہے بغور ملاحظہ ہو۔

(۶) وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ۔ اے حبیب انہیں آدم کے دو بیٹوں کا حال پڑھ کر سناؤ۔ جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی۔ معلوم ہوا کہ قربانی بڑی پرانی یادگار ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی کو بانٹ کرنا سنت رسول ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز کام کے لیے نیاز جائز ہے وہ عند اللہ قبول ہے اور حرام کام کے لیے نیاز حرام ہے۔ وہ عند اللہ نامقبول ہے۔ حضور خود اپنی طرف سے اور اپنی آل اور امت کی طرف سے قربانی فرمایا کرتے تھے پھر اس کا ثواب امت کے نام ایصال فرما دیا کرتے تھے دعا فرمایا کرتے۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ (بخاری)

(۷) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا

جن کو یوم عید میلاد النبی ہوتا ہے۔ حضور کا واقعہ ولادت اور
حضور کی سیرت اقدس بیان کی جاتی ہے۔ پھر جو کچھ تبرکات ہوتے ہیں
خالصاً لوجہ اللہ حضور اور دیگر انبیاء و اولیاء کے لئے ایصال کرتے ہیں
اور خیرات و صدقات کرنے والوں کے حق میں بھی دعائے خیر کر دی
جاتی ہے۔ یہی کچھ اولیاء اللہ کے عرسوں پر ہوتا ہے۔

(۱۱) وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۔ اے
محبوب ہمارے خاص عبد داؤد نعمتوں کا ذکر فرماؤ۔ بیشک وہ
بہت رجوع فرمانے والا تھا۔ آگے پورا واقعہ بیان ہو رہا ہے اور
آپ کے تمام حالات تفصیل سے بیان ہو رہے ہیں۔

(۱۲) وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ ۔ اے محبوب ہمارے بندہ ایوب کا
حال یاد فرماؤ۔ آگے پورا امتحان کا حال بیان ہو رہا ہے۔ آج اکثر
واعظین اپنے وعظوں میں آپ کا ہی حال صبر بیان فرما کر صبر کی تلقین
کرتے ہیں۔ کہ مصائب میں صبر کرنا سنت انبیاء ہے۔ قوم نے ان پر کیا
کیا ظلم ڈھائے اور آپ کو کافروں نے کسقدر ستایا مگر پھر بھی آپ
ثابت قدم رہے۔ معلوم ہوا کہ حالات انبیاء بیان کرنا ثواب۔ موجب
رحمت اور باعث برکت ہیں جیسا کہ اکثر یہ لوگ اپنے مدارس کے سالانہ
جلسوں۔ ختم نبوت۔ اور عرسوں میں کرتے رہتے ہیں۔ اور قرآنی آیات
جو خیرات و صدقات پر مشتمل ہیں اور تمام احادیث جو خیرات و صدقہ
پر مشتمل ہیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور لوگوں کو خیرات کرنے کی

اجتماعوں اور جلسوں اور کانفرنسوں میں خوب ترغیب دے کر چندہ
وصول کرتے ہیں۔ دو ہی بہت ڈیں حدیث بیدوں اور عرسوں
اور سالانہ جلسوں پر اہلسنت بڑھتے ہیں۔ تو یہ میلاد بھی ناجائز اور عرس
بھی ناجائز اور سنی مدرسے سے نفرت بھی ناجائز حسد و عناد کی بھی
انتہا ہو گئی ہے۔

(۳) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ۔ اے محبوب یاد کرو کتاب میں مریم
کو۔ یعنی حضرت جبریل کا آنا۔ حمل کا ٹھہرنا۔ حضرت عیسیٰ کی ولادت
یہودیوں کا طعن۔ حضرت عیسیٰ کا کلام فرمانا اور اپنے فضائل و
محاسن بیان فرمانا پھر یہ فرمانا کہ میرا یوم ولادت بھی سلامتی والا اور
میرا یوم وفات بھی سلامتی والا ہے۔ یعنی میرا یوم میلاد بھی برکت والا
اور یوم عرس بھی برکت والا ہے۔

اس قسم کی اور بھی بے شمار آیات ہیں۔ جن میں اللہ والوں کے
حالات اور ان کے صفات و کمالات کا ذکر فرمایا ہے جو ان کے دشمن
تھے۔ ابلیس۔ نمرود۔ شداد۔ فرعون۔ ہامان۔ قارون۔ یہود و نصاریٰ
کفار و مشرکین وغیرہ وغیرہ سب کی تردید اور مذمت فرمائی ہے۔
معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء کی تعریف کرنا اور کفار و مشرکین کی مذمت کرنا
ہی سنت خدا اور سنت مصطفےٰ اکثر آیات میں یہی ملے گا۔ جہاں پر خدا
نے اپنے محبوبوں کی تعریف بیان کی ہے۔ وہاں ساتھ ساتھ ان کے
دشمنوں کفار و منافقین کی بھی تردید فرمائی ہے۔ عز شانہ رب العزت

کے یا تو انبیاء و اولیاء کے حالات یاد دلا کر کے عذاب سے ڈرایا ہے
کہ اے ایمان والو انبیاء و اولیاء کی فرمانبرداری کرو اور کافروں اور
منافقوں کی بد صحبت سے بچو۔

معلوم ہوا کہ تمام انبیاء و اولیاء کو منانا اور ان پر خیرات و صدقات
کرنا جائز و مستحسن ہے۔ جیسا کہ سالانہ جلسوں اور عرسوں پر ہوتا
رہتا ہے۔

سوال روایات سے تو صرف اتنا ثابت ہوا کہ تمام انبیاء
و اولیاء خواہ وہ یوم ولادت ہوں یا ایام وفات
ان کے حالاتِ زندگی بیان کرنا یہ سب کچھ عین قرآن کے موافق
باعثِ برکت اور موجبِ رحمت ہے اور یہ بھی سمجھ میں آگیا کہ تمام ولادت
نبی کو میلاد شریف کہتے ہیں۔ کیونکہ میلاد و ولادت سے ہی ماخوذ ہے
مگر عرس کے معنے کا پتہ نہیں چلا کہ اللہ والوں کے یوم وفات کو
عرس کیوں کہتے ہیں۔ یوم عرس کے معنے تو ہوئے یوم مسرت مگر
اللہ والوں کے یوم وفات کو تو یوم غم کہنا چاہیئے نہ کہ یوم عرس
اسے خوب وضاحت سے دلائل کے ساتھ بیان فرمائیں۔ کیونکہ بعض
مولوی صاحبان نے عرس گیارھویں کو حرام لکھا ہے۔

جواب حرام اور حلال کے لئے دلائل شرعی کا بیان لازمی ضروری
ہے۔ حلال و حرام وہ چیز ہے۔ جسے خدا اور اس کے
رسول نے حرام فرمایا یا حلال اپنی طرف سے حلال کو حرام کہنا اور حرام

کو حلال کہنا صریح جہالت اور بے ایمانی ہے۔ ربّ العزت فرماتا ہے۔ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی اللہ پر وہ بات بتاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔

(۲) قُلْ آٰللّٰہُ اَذِنَ لَکُمْ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ۔ اے حبیب فرما دو کیا اللہ نے تمہیں اس بات کی اجازت دی ہے یا اللہ پر تم جھوٹ باندھتے ہو۔

(۳) اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰذِبُوْنَ۔ جھوٹے بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور وہی جھوٹے ہیں۔

(۴) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا برتنا ہے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(۵) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ وَ اِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَکُمْ عَفَا اللّٰہُ عَنْهَا وَ اللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ۔ اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو

جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ اگر اس وقت پوچھو گے کہ
قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی۔ اور اللہ بخشنے والا
حلیم ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں کو شریعت مطہرہ
نے حرام نہ فرمایا ہو۔ اگر اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام کہہ دے تو
وہ مفتری اور کذاب ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جن چیزوں کو
شریعت نے حرام نہیں فرمایا ہے وہ چیزیں خالص جائز اور مباح ہیں
رب العزت فرماتا ہے۔

(۲) هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔ اللہ وہ ہے
جس نے تمہارے لئے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے۔

(۳) يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا
خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ۔ اے لوگو! جو کچھ
زمین میں ہے حلال پاک اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو وہ کھلا
دشمن ہے۔

(۴) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَ
اشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔ اے ایمان والو کھاؤ
ہماری دی ہوئی پاک چیزیں۔ اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کی عبادت
کرتے ہو۔ معلوم ہوا کہ جب تک کسی چیز کے حرام ہونے کا ذکر قرآن
و حدیث میں نہ ہو وہ حلال رہے گی۔ اپنی طرف سے میلاد شریف
وغیرہ اور گیارہویں شریف کے تبرکات کو حرام کہنا بہتان ہے ع

ان سب کا کھانا باعث برکت۔ موجب رحمت ہے۔ ان چیزوں
کا حضور اور صحابہ اور اہلبیت کرام اور اولیاء عظام کے نام
پر ایصال ثواب کرنا اجر و ثواب اور موجب خیر و برکت ہے ایسی
نعمت سے ان تبرکات کو حرام کہنے والے لعنۃ اللہ علی الکذبین
کا مستحق ہے۔

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ
لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر
اللہ کا نام لیا گیا وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا
اس سے معلوم ہوا کہ جس حلال جانور پر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح
کیا جائے وہ حلال ہے۔ اس کا کھانا حلال و طیب ہے اس سے یہ
بھی معلوم ہوا کہ حلال حرام چیزیں تفصیل سے بیان ہو چکی ہیں۔
جس کی تفصیل شرع نے بیان نہیں کی وہ ہرگز حرام نہیں ہیں
اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام کہنا جہالت ہے۔

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ پڑھو تم قرآن کو جسقدر
بھی تمہیں آسان ہو۔ معلوم ہوا کہ قرآن پڑھنا بقدر آسان قرآنی
حکم ہے۔ خواہ سفر میں پڑھو یا حضر میں۔ خواہ چلتے ہوئے پڑھو
یا بیٹھے ہوئے خواہ کھانے پر پڑھو یا پہلے یا بعد ہر طرح باعث
برکت موجب رحمت ہے۔ نیاز خواہ میلاد شریف کی ہو یا نیاز
عرس کی۔ یا نیاز گیارھویں کی۔ اس پر قرآن شریف پڑھا جاتا ہے

پھر درود شریف جو اس آیت کے ماتحت ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا - اے ایمان والو درود و سلام پڑھو تم اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

(۵) وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ۔ جو کچھ بھی تم آگے بھیجتے ہو خیر سے وہ اللہ کے نزدیک تم پاؤ گے

معلوم ہوا کہ جو بھی ہم عبادت قولی۔ فعلی۔ مالی سے اپنے لئے یا اپنے بزرگوں کے لئے آگے ایصال ثواب کرتے ہیں۔ وہ عند اللہ پہنچ جاتا ہے۔ اور اس کا ثواب ایصال ثواب کرنے والوں اور جن بزرگوں کے لئے ایصال کیا جاتا ہے ہنیں بھی وہ ثواب مل جاتا ہے

لے تو آئے ہیں ہنیں رہا یہ ہم باتوں میں

اور بھی جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

شاہِ لولاک کا عرس

ذکر یازدہم حضرت غوث صمدانی علی نبینا علیہ السلام بود ارشاد شد کہ اصل یازدہم ہمیں بود کہ حضرت غوث صمدانی تاریخ یازدہم ربیع آخر فاتحہ جناب پیغمبر علیہ السلام کردہ بودند نیاز آنحضرت را مقبول و متبوع افتادہ در ہر ماہ تاریخ یازدہم فاتحہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقرر فرمودند و دیگر اتباع حضرت غوث پاک بتقلید وے علی نبینا علیہ السلام یازدہم مے کردند۔ آخر رفتہ رفتہ

یازدہم حضرت محبوب سبحانی مشہور شد الحال مردم فاتحہ حضرت ایشان
در یازدہم مے کنند و تاریخ وصال حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم
ربیع الثانی است۔ نقل از کتاب قرۃ الناظر وضمیمۃ الذخیرہ
امام یافعی ص۱۱۔

یعنی حضرت غوث پاک کی گیارہویں کا ذکر تھا۔ ارشاد ہوا کہ گیارہویں
شریف کی اصلیت یہ تھی کہ حضور غوث پاک حضور علیہ السلام کے چہلم شریف
کا ختم ہمیشہ گیارہ ربیع الثانی کو کیا کرتے تھے وہ نیاز اتنی مقبول اور
محبوب ہوئی کہ آپ نے بعد ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو حضور علیہ السلام کا
ختم شریف مقرر فرما دیا۔ پھر دوسرے لوگ بھی آپ کی اتباع میں ہر ماہ
کی گیارہ تاریخ کو ہی حضور علیہ السلام کا ختم شریف دینے لگے آخر رفتہ
رفتہ یہ نیاز غوث پاک کی گیارہویں مشہور ہو گئی۔ آج کل لوگ بھی نیاز فاتحہ
اور عرس شریف بھی گیارہ تاریخ ہی کو کرتے ہیں۔ ورنہ تاریخ وفات آپ
کی سترہ ربیع الثانی ہے۔

معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف یا عرس شریف درحقیقت حضور علیہ
السلام کی طرف منسوب ہیں یہ ختم در اصل حضور علیہ السلام کا ہی ہے پھر
حضور کے توسل سے تمام انبیاء و اولیاء و صلحاء و شہداء کو ایصال ثواب کیا
جاتا ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب ماثبت من السنہ
صفحہ ۱۲۳ پر فرماتے ہیں۔ ہمارے ملک میں آج کل آپ کی تاریخ وصال
گیارہویں تاریخ ہی کو مشہور ہو گئی ہے۔ ہمارے ہندوستان کے

مشائخ اور ان کی اولاد کے نزدیک بھی متعارف ہے اور سنتِ بزرگان دین متین سے ظاہر ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ گیارہویں شریف حضور علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ اور سے عرسِ غوث اعظم بھی کہہ دیتے ہیں۔ یعنی یہ عرس رسولِ پاک۔ صاحب لولاک ہے۔ جس کا دوسرا نام گیارہویں شریف بھی رکھا گیا ہے۔ یہ تاریخ بہت ہی بابرکت ہے۔

- جس روز عرش و کرسی و لوح و قلم کو پیدا فرمایا۔ دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز جنت فرش اور پہاڑوں کو پیدا فرمایا۔ دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی اور جنت ملی۔ دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت آدم کی پیدائش ہوئی — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت آدم جنت میں گئے — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت ادریس جنت میں گئے — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت ابراہیم کی ولادت ہوئی — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت اسماعیل کی قربانی ہوئی — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت ابراہیم پر آگ گلزار ہوئی — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت یونس شکم ماہی سے نکلے — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز قوم یونس سے عذاب دور ہوا — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت یعقوب کو بینائی ملی — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز یعقوب اور یوسف کا میل ہوا — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
- جس روز حضرت موسیٰ پیدا ہوئے — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی

• جس روز حضرت موسیٰ نے دریا عبور کیا — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
• جس روز حضرت داؤد پر انعام ہوا — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
• جس روز یوسف نے قید سے رہائی پائی — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
• جس روز حضرت موسیٰ نے جادوگروں پر فتح پائی — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
• جس روز حضرت ایوب کو شفا ہوئی — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
• جس روز حضرت عیسیٰ کی ولادت ہوئی — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
• جس روز حضرت امام حسین شہید ہوئے — دن دسواں اور رات گیارہویں تھی
• جس روز قیامت آئے گی۔ — یہی مبارک تاریخ ہوگی۔

معلوم ہوا کہ گیارہویں رسول اکرم اور عرس نبی معظم کا دن بہت ہی مبارک دن ہے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے عرس کے لئے اسے حضور غوث اعظم نے پسند فرمایا اور اس گیارہ تاریخ کو حضور غوث اعظم کا وصال شریف ہوا تھا۔ اب ہم عرس کے معنے بیان کرتے ہیں۔ بغور ملاحظہ ہوں۔

۰ - ہر مسلمان کے لئے عموماً اور اولیاء و صلحاء کے لئے خصوصاً یہ دنیا ایک قید خانہ ہے۔ موت کا دن ان آفات سے چھوٹ جانے کا دن اور رہا ہونے کا دن ہے اور اپنے محبوب حقیقی سے وصال کا اور ملاقات کا دن ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ الدنیا سجن المؤمن و جنة الکافر۔ یعنی دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔ نیز حضور مومن کی موت کے بارے میں فرماتے ہیں تحفة المؤمن

اَلْمَوْتُ یعنی مومن کے لئے موت ایک تحفہ ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن اور خصوصًا ولی کا یوم انتقال حقیقت میں یوم عرس یعنی یوم شادی ہے۔ اس لئے اسے عُرس کہتے ہیں ؎

تجھے کیا بتائیں اے ہمنشیں ہمیں موت میں جو مزہ ملا
نہ ملا مسیح و خضر کو وہ حیاتِ عمرِ دراز میں!

۵۔ جب اللہ والے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو منکر و نکیر آکر یہ سوال کرتے ہیں۔ مَنْ رَّبُّکَ۔ مَا دِیْنُکَ۔ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ۔ اے قبر والے تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے میرا ربّ اللہ ہے۔ اے قبر والے تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ اے قبر والے تیرا نبی کون ہے۔ اور تو اس محبوب قدس کی شان میں کیا کہتا ہے۔ وہ حضور کو دیکھ کر عرض کرتا ہے ھُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اے فرشتو یہ تو محمد اللہ کے رسول ہیں۔ جب وہ تمام امتحانات میں پاس ہو جاتا ہے۔ تو ارشاد ربانی ہوتا ہے صَدَقَ عَبْدِیْ۔ میرے بندہ نے سچ کہا ہے۔ اس کے لئے جنتی فرش بچھا دو اور اس کو جنتی لباس پہنا دو۔ اور اس کے لئے جنتی دروازہ کھول دو پھر اس کو خوشبو دار ہوا آتی ہے اور اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے کھل جاتی ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر اس کے پاس نہایت خوبصورت اور خوشبودار ایک شخص آتا ہے اور بندہ مومن کو یوں مبارک باد

دیتا ہے۔ خوش ہو تو تیرے سے یہ وہ دن ہے۔ جس کا تجھے دنیا میں
وعدہ دیا جاتا تھا پھر مومن اسے کہتا ہے تو کون ہے کہ تو خوش رہ اور
مبارک باد دینے والا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں۔ جو تو نے
دنیا میں کیا تھا (رواہ احمد)

پھر بندہ خواہش ظاہر کرتا ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر میں اپنے گھر
جا کر اپنے بیوی بچوں اور عزیزوں کو خدا کی اس بندہ نوازی کی خبر
دے آتا یہ سن کر فرشتے اسے فرماتے ہیں۔ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ
الَّذِي لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ۔ اب آپ دلہن کی طرح سو
جائیں کہ اسے اس کے محبوب کے سوا کوئی نہیں جگاتا ہے۔ (رواہ ترمذی)

معلوم ہوا کہ یہ دن ان کے لئے یوم شادی ہے اس دن انہیں
دیدار یار ہوتا ہے اور ملائکہ انہیں نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ کے معزز لقب
سے یاد فرماتے ہیں اس لئے یوم وصال کو یوم عرس کہا گیا ہے۔

یارب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

سالانہ اعراس، دنیا یہ ایک قسم کی یادگاریں ہیں

سوال: جو ہر سال منایا جاتا ہے کسی کی یاد کا منانا شرعاً جائز
نہیں ہے۔

جواب: اگر کسی کی یاد کا منانا منع ہوگی پھر تو کوئی بھی عبادت
جائز نہ ہوگی۔ نماز فجر حضرت آدم کی یادگار ہے۔ نماز ظہر حضرت ابراہیم

کی یادگار ہے۔ نماز عصر حضرت یونس کی یادگار ہے۔ نماز مغرب حضرت
عیسیٰ کی یادگار ہے۔ نماز عشا حضرت موسیٰ کی یادگار ہے۔ حج
حضرت آدم اور حضرت موسیٰ اور حضرت اسمٰعیل کی یادگار ہے۔
بیت اللہ۔ اور مقام ابراہیم اور سنگِ اسود حضرت آدم کی یادگار
ہیں۔ میدانِ عرفات میں ٹھہرنا اور مزدلفہ میں ٹھہرنا۔ حضرت آدم اور
حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کی یادگار ہے۔ صفا و مروہ کا طواف
کرنا حضرت ہاجرہ کی یادگار ہے۔ آبِ زمزم حضرت اسمٰعیل کی یادگار
ہے۔ منیٰ میں قربانی کرنا حضرت ابراہیم کی یادگار ہے۔ روزے
رکھنا تمام انبیا کی یادگار ہے۔ زکوٰۃ بھی دینا انبیا و مرسلین کی یادگار
ہے۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنا تمام انبیا کی یادگار ہے۔ لا الٰہ
الا اللہ کے بعد صفی اللہ۔ خلیل اللہ۔ خلیفۃ اللہ۔ کلیم اللہ۔ روح
اللہ۔ پڑھنا سابقہ امتوں کی یادگار ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول
اللہ پڑھنا تمام انبیا و ملائکہ جن و انس مومنین کی یادگار ہے۔ قرآن
حضور کی یادگار ہے۔ دین اسلام حضور کی یادگار ہے۔ کلمہ طیبہ حضور
کی یادگار ہے۔ نماز پڑھنا۔ روزہ رکھنا۔ حج کرنا حضور کی یادگار
ہے۔ حدیث حضور کی یادگار ہے۔ کتب تفسیر مفسرین کی یادگار
ہیں۔ کتب حدیث محدثین کی یادگار ہیں۔ تواریخ مورخین کی یادگار
ہیں۔ مسجد نبوی حضور کی یادگار ہے۔ مسجد حرام حضور کی یادگار ہے
کیونکہ حضور ہی نے اسے صنم خانے سے بیت اللہ بنایا۔ مسجد عالمگیری

آپ تو تمام پہ ختم کئے جاتے ہیں
تم سے تاکید پہ تاکید ہے فریاد نہ کر

۹۔ سفر کا حکم سفر کے مقصد کے متعلق ہوتا ہے فرض کے لئے
سفر کرنا فرض۔ واجب کے لئے سفر کرنا واجب۔ سنت کے لئے سفر
کرنا سنت۔ مستحب کے لئے سفر کرنا مستحب۔ مباح کے لئے سفر کرنا مباح
حرام کے لئے سفر کرنا حرام۔ مکروہ کے لئے سفر کرنا مکروہ ہے جائز کے
لئے سفر کرنا جائز۔ اور ناجائز کام کے لئے سفر کرنا بھی ناجائز ہی ہوگا
مثلاً حج کرنا فرض ہے اس کے لئے سفر کرنا بھی فرض ہی ہوا۔ تجارت
کے لئے سفر کرنا سنت ہے۔ کیونکہ تجارت کرنا سنت ہے۔ زیارت
قبور کرنا سنت ہے۔ اس کے لئے سفر کرنا بھی سنت ہے موتیٰ کے
لئے خیرات و صدقات کرنا۔ انہیں قرآن کریم و کلام پڑھ کر بخشنا بھی
سنت ہے۔ ان کی مغفرت کے لئے دعا ہیں کرنا بھی سنت رسول
و سنت صحابہ کرام ہے۔ معلوم ہوا کہ زیارت قبور کے لئے جانا
جیسا کہ مسلمان اولیاء اللہ کے عرسوں پر جاتے ہیں (اور) ان کے خیرات و
صدقات کرنا اور انہیں قرآن شریف درود شریف کلمہ و کلام پڑھ کر
بخشنا (جیسا کہ اولیاء کرام کے عرسوں پر ہوتا ہے) یہ بھی سنت رسول و
سنت صحابہ کرام و سنت ہیئت عظیم ہے اور ان کے لئے دعائے
مغفرت کرنا اور مسلمانوں کے لئے خیر و برکت کی دعا ہیں کرنا یہ سنت
رسول و سنت صحابہ کرام اور بالعموم عام ہے۔ جیسا کہ عموماً

رسول اور صالحین کے مزارات پر جانا سنت ہے۔

حضور علیہ السلام و حضرات خلفائے راشدین شہدائے احد کی قبروں پر سال بسال تشریف لے جایا کرتے تھے۔ نبی کریم ان کو سلام فرمایا کرتے تھے اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمایا کرتے تھے۔ دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) شامی جلد اول باب زیارت قبور میں ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی قبور الشہداء باحد علی راس کل حول۔ یعنی حضور علیہ السلام ہر سال شہداء احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔

(۲) تفسیر کبیر۔ تفسیر درمنثور میں ہے۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ہکذا یفعلون۔ یعنی حضور علیہ السلام قبور شہداء پر ہر سال یوم شہادت کے حساب سے تشریف لے جاتے اور ان کے لئے استغفار فرماتے اور ارشاد فرماتے تم لوگوں کے لئے سلامتی ہے۔ تم لوگوں کے لئے صبر کرنے کے اجر ہیں کیا اچھا ہوا انجام آخرت کا اور حضور کے بعد خلفاء اربعہ ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر حضرت عثمان۔ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہم ایسا ہی کرتے رہے۔

ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

کسی ولی کے یوم وفات پر اس کی قبر پر جانا اور اس کے لئے دعاء مغفرت کرنا۔ فرداً فرداً جانا یا جماعتی صورت میں جانا اور اس کے لئے خیرات و صدقات اور تحمید و کلام اللہ کا ایصال ثواب کرنا۔ یہ سب کچھ سنت رسول اور سنت خلفاء راشدین سے ثابت ہے اور یہی حقیقت عرس ہے۔

فرائض دو قسم پر ہیں۔ (۱) فرائض موقت (۲) فرائض غیر موقت واجبات بھی دو قسم پر ہیں۔ (۱) واجب موقت (۲) واجب غیر موقت نماز پنجگانہ روزہ رمضان اور مناسک حج یہ سب فرائض موقت ہیں۔ یعنی ان کے لئے وقت دن۔ وغیرہ سب کچھ مقرر ہے۔ صدقہ فطرہ قربانی وغیرہ یہ فرائض غیر موقت ہیں۔ یعنی ان کے لئے دن وقت۔ مہینہ مقرر نہیں ہے۔ جب چاہے ادا کرے ادا ہو جائے گے۔ قربانی۔ نماز عید الفطر۔ نماز عید قربان۔ ان کے لئے دن مقرر ہیں۔ آگے پیچھے قربانی نہ ہو سکے۔ نماز عیدین کے لئے بھی دن و وقت مقرر ہے۔ آگے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ یہ واجب موقت ہے۔ صدقہ فطر واجب غیر موقت ہے۔ اگر آگے پیچھے بھی ادا کر دیا جائے تو ادا ہو جائے۔ اسی طرح سنت موقت۔ سنت غیر موقت ہے۔ سنت موقت اپنے وقت میں ادا ہوں۔ مثلاً فجر کی سنتیں فجر کے وقت ادا نہ ہوں تو

اور فجر کی سنتیں ظہر کے وقت میں نہ پڑھی جائیں۔ کیونکہ یہ سنتِ مؤقّت ہیں
باقی رہا سنتِ غیر مؤقّت جب بھی اسے ادا کیا جائیگا تو وہ ادا ہو
جائے گی۔ زیارتِ قبور سنتِ غیر مؤقّت ہے۔ جب بھی زائر نے زیارت
قبر کرلی تو سنت ادا ہوجائے گی۔ بعض سنت مؤقّت اور غیر مؤقّت
دونوں ہی ہیں۔ جیسے عرس شریف۔ عرس [illegible]۔ عرس دنیا یہ مقرّرہ
تاریخ پر بھی ہوتے ہیں اور آگے پیچھے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ میلاد شریف
اور گیارہویں ہمیشہ ہی جائز ہے۔ جب چاہیں کریں خواہ دن مقرّر کرکے
کریں۔ خواہ بغیر دن مقرّر کئے کریں ہر طرح جائز و مستحسن ہے۔ جلسہ
میلاد بھی۔ جلسہ گیارہویں۔ عرس سب کی تاریخ عرف و رواج کی
سہولت سے مقرّر ہوتی ہیں تاکہ لوگ اس وقت پر حاضر ہو کر ایصالِ ثواب
میں شامل ہو جایا کریں جیسے کہ مدارس کے جلسے اور تبلیغی جماعت کے جلسے
یہ سب لوگوں کی سہولت کے لئے ہیں۔ تاکہ ہر وقت پہنچ کر ان جلسوں
اور تبلیغ میں شامل ہو کر فائدہ حاصل کریں اور مدارس کے لئے
خیرات و صدقات بھی وصول ہو جاتی ہیں۔ ان تمام جلسوں کو جائز اور
سنّت کہو عرسوں اور گیارہویں کو ناجائز بتلاؤ یہ انصاف کا خون
اور خدا [illegible] ہے ؎

ہم اگر آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ اگر قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(۴) حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم

المرسلین - رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین - کے وصال شریف کے بارہ روز بعد بہت سا کھانا پکوایا - اور مسلمانانِ مدینہ کو بلوایا پھر اس کھانے کا ثواب حضور علیہ السلام کی روحِ پاک کو پہنچایا پھر وہ کھانا تمام مسلمانوں کو کھلایا گیا - چونکہ یہ حضرت اس زمانے کے وقت خلیفہ تھے ان سے لوگ پوچھتے یہ کیا سبب تھا اور یہ آج کا دن کیسا تھا تو وہ جواب دیتے - اَلْیَوْمَ عُرْسُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ -
یعنی آج کا دن حضور علیہ السلام کے عرس کا دن ہے -

(ملفوظات سید شرف الدین یحییٰ منیری)

۵ - معلوم ہوا کہ عرس مصطفےٰ کرنا سنتِ صدیقی ہے - یہ بھی معلوم ہوا کہ عرس مصطفےٰ پر لوگوں کو کھانا کھلانا یہ بھی سنتِ صدیقی ہے - حضور فرماتے ہیں - عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ لازم پکڑو تم میری سنت کو اور لازم پکڑو تم میرے خلفاء راشدین کی سنت کو -

۵ - یہ درست نفلی عبادت کرنے کے لئے کسی وقت یا کسی دن یا کسی تاریخ کی قید نہیں ہے - جب چاہے عابد عبادت کر سکتا ہے - اگر کوئی عابد نفلی عبادت کے لئے کوئی وقت یا دن یا تاریخ مقرر کرنا چاہے تو پھر بھی حق ہے - بہرصورت نفلی عبادت میں عابد ہر طرح سے مختار ہے - بلکہ وقت یا دن یا تاریخ مقرر کرنا محبوب و مستحسن ہے - حضور فرماتے ہیں - خَیْرُ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُھَا (بخاری) یعنی جس نفلی عبادت کو کوئی

مداومت کرے۔ ہمیشہ نہ سہی مگر کبھی کبھی ضرور

(۵) حضرت بلال نے تحیۃ الوضو کے نفل پڑھنے کی عادت رکھی

تھی جس کی وجہ سے حضور نے شب معراج ان کی جوتیوں کی آواز جنت

میں سنی تھی۔ پھر حضور نے مراجعت فرما کر حضرت بلال سے پوچھا

تم کونسی بڑی عبادت کیا کرتے ہو۔ تمہیں خدا نے یہ بزرگی

عطا فرمادی۔ عرض کیا حضور جب میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو میں تازہ

وضو کرکے دو نفل تحیۃ الوضو ادا کرلیا کرتا ہوں۔ مشکوۃ جس سے صاف

معلوم ہوا کہ جب نفل کو ہمیشہ ادا کیا کرتے تھے تو یہ مداومت

مستحسن ہے۔ اور یہ عمل حضور کو محبوب تھا ورنہ حضور حضرت بلال

کو منع فرماتے۔

(۶) ایک صحابی ہر رکعت میں بعد الحمد شریف قل ہو اللہ احد

کو پڑھا کرتے تھے جب یہ حال حضور علیہ السلام کی خدمت

میں عرض کیا گیا تو حضور نے وجہ معلوم کی۔ صحابی نے عرض کیا۔ حضور

اس سورۃ سے مجھے بہت ہی محبت ہے۔ یہ سن کر حضور

نے فرمایا۔ حُبُّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ۔ اے صحابی تجھے یہ

تیری محبت جنت میں لے جائے گی (بخاری شریف)

(۷) حضور علیہ السلام حضرت خدیجہ کبریٰ کا اکثر ذکر خیر فرماتے رہتے

تھے۔ وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا

فِي صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ۔ یعنی حضور اکثر بکری ذبح فرماتے اور

وہ صدقہ دیتی یا مجھے وصیت کرتی اگر میں اس کی طرف سے کچھ صدقہ کر دوں تو اس کو مرکر کیا اس کا اجر ملے گا۔ حضور نے فرمایا ہاں ضرور اجر ملے گا (بخاری و مسلم)

(۸) حضور اپنی اور امت کی طرف سے قربانی دیا کرتے اور وقت ذبح فرماتے۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ۔ (مشکوٰۃ۔ مسلم۔ بخاری۔ ترمذی۔ ابن ماجہ) اے اللہ یہ قربانی میری اور میری اور امت کی طرف سے تو قبول فرما لے جو قربانی نہیں دے سکتے ہیں ؎

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

(۹) حضرت علی دو دنبے ایک اپنی طرف سے اور ایک حضور کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ (ابو داؤد۔ ترمذی۔) یعنی حضور نے خود مجھے وصیت فرمائی تھی۔ کہ میں حضور کے وصال کے بعد حضور کی طرف سے قربانی کیا کروں۔

(۱۰) حضور نے قربانی کے دن خود مینڈھا ذبح کیا اور دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ (ابو داؤد جلد ۲ ص ۳) یعنی اے اللہ یہ قربانی میری اور میری آل اور میری امت کی طرف سے قبول کر۔ معلوم ہوا کہ دسویں تاریخ کو حضور نے اپنی طرف

سے اپنی آل اور اپنی امت کے لئے قربانی فرمائی اور اس کا ثواب بھی حضور نے اپنی امت اور آل کو بخشدیا۔ جب یہ جائز ہے تو حضور کی آل کے لئے یوم عاشورا۔ یوم امام زین العابدین۔ یوم امام باقر۔ یوم امام جعفر صادق۔ یوم غوث اعظم پہ کیوں ایصال ثواب منع ہے۔

شعر۔ ہم سے جو کہتے ہیں پردہ ہی نہ سنتے ہی نہیں
ہم کو کہنے کی نہیں سننے کی عادت ہوگئی

(۱) حضرت علی سے روایت ہے۔ مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ إِحْدَى عَشَرَةَ مَرَّاتٍ ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهُ لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بِعَدَدِ الْأَمْوَاتِ (رواہ دار قطنی) جو شخص کسی قبرستان پر گذرے اور گیارہ بار قل شریف پڑھ کر مردوں کو ایصال ثواب کرے۔ جتنا ثواب اہل قبور کو عطا ہوگا اتنا ہی پڑھنے والے کو عطا ہوگا۔ یہی ختم اہل القبور ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ جنت میں جب کسی نیک آدمی کا کوئی درجہ بلند کرتا ہے تو وہ یوں عرض کرتا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ یہ درجہ میرا کیونکر بلند ہوا۔ ارشاد باری ہوتا ہے۔ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ (مشکوٰۃ بحوالہ احمد) یعنی یہ درجہ تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے بلند کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اولاد کی عبادت کا ثواب باپ کو پہنچتا رہتا ہے۔ خواہ اولاد روحانی ہو یا جسمانی یعنی بیٹا ہو یا مرید۔

(۳) حضور فرماتے ہیں کہ مردہ قبر میں ڈوبنے والے فریاد کرنیوالے

کی طرح سے ہوتا ہے۔ تاکہ کوئی اس کو ہاتھ پکڑے۔ اور وہ اپنے
ماں باپ بھائیوں۔ دوست کی طرف سے دعائے خیر کا طالب ہوتا
ہے۔ جب اسے ان کی طرف سے کوئی خیر پہنچتی ہے تو وہ دعا اسے
دنیا و ما فیہا سے بھی زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل دنیا کی
دعا کو ثواب اہل قبور کو بخشش اور رحمت میں پہاڑوں کی مانند پہنچاتا
ہے۔ اِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ اَلْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ (مشکوٰۃ
بروایت بیہقی فی شعب الایمان) بیشک زندوں کا تحفہ مردوں کے حق میں
دعائے مغفرت استغفار ہے۔ یہ حدیث ہر طرح کے ایصال ثواب پر دال
ہے۔ عرس۔ گیارھویں۔ تیجہ۔ ساتواں۔ دسواں۔ بیسواں۔ ششماہی
برسی وغیرہ۔ یعنی ثواب ہونے کے لئے کافی ہے۔

(۲) حضرت سعد کی ماں فوت ہوگئی انہوں نے حضور سے آکر عرض
کیا کہ حضور میری ماں فوت ہوگئی ہے۔ ان کے لئے کون سا صدقہ کرنا
افضل ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پانی پس حضرت سعد نے ایک کنواں کھودا
وَقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یہ کنواں ام سعد کا ہے۔ (مشکوٰۃ۔ ابوداؤد
نسائی) معلوم ہوا کہ اگر میت کے لئے کسی مسجد یا مدرسہ یا کتاب۔ یا
بکرے۔ تعزیے کو (جیسا کہ یہ عرس کا بکرا یہ گیارھویں کا بکرا) منسوب
کر دیا جائے۔ تو یہ جائز ہے۔ جب کہ صحابی نے کنواں اپنی ماں کی
طرف منسوب کر دیا تھا۔ معلوم ہوا کہ موتی کی طرف نسبت کرنا جائز
ہے۔

(۱۵) حضرتِ عبد اللہ بن رواحہ نے ایک بکری حضور کی نذر کر رکھی تھی جو ریوڑ میں چرا کرتی تھی ایک روز وہ بکری ان کی خادمہ سے گم ہو گئی۔ جو ان کا ریوڑ چرایا کرتی تھی تو وہ اس خادمہ سے ناراض ہوئے۔ اور اس بکری کا قصہ حضور سے عرض کیا گیا۔ یہ سن کر حضور نے اس خادمہ کو بلا کر اس کے ایماندار ہونے کی تصدیق فرمائی۔ حضرتِ عبد اللہ نے اس کنیز کو آزاد کر دیا (کتاب الآثار امام محمد بن حسن شیبانی)

معلوم ہوا کہ اگر کسی حلال چیز کو حضور یا صحابہ و اہلبیت کرام یا اولیاء عظام کی نذر کر دیا جائے یہ جائز ہے کیونکہ یہ نذر شرعی نہیں ہے بلکہ لغوی ہے۔ یعنی نذر بمعنی نیاز و ہدیہ ہے۔ اگر یہ منع ہوتی تو حضور حضرتِ سعد۔ اور عبد اللہ بن رواحہ کو منع فرما دیتے اور توبہ کرنے کا حکم فرماتے۔ بلکہ حضور نے اس پر اظہارِ مسرت فرمایا ہے

شعر۔ آپ ہی اپنی ذرا باتوں پہ کچھ غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

سیدِ مصطفےٰ۔ عرسِ مصطفےٰ۔ عرسِ اولیاء کے

سوال لئے دن نہیں مقرر کرنا چاہیئے۔ دن یا تاریخ مقرر کرنا شرعاً منع ہے۔ کیا حضور اور صحابہ کرام اور اہلبیت عظام نے مواعظ و مذاکرہ اذکار و وظائف اور خیرات و صدقات کے لئے کوئی دن یا کوئی وقت یا کوئی تاریخ مقرر کی ہے۔ اگر ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ تو احادیث سے ثبوت دیں ہم مان لیں گے بلا ثبوت ہم کیسے

حیدری ۔ یا نعرۂ غوثِ اعظم لگا وے تو اس کی بری طرح تذلیل کرتے
ہیں۔ اہلِ حسبہ تین ہیں معاودہ ناظم ۔ سیکرٹری ۔ خزانچی ۔ اور ممبروں
کے ناموں و تجویز کرکے ان کے ناموں کا اعلان کرتا ۔ وہ ان کے دستور
العمل بنانا۔ جب یہ لوگ انجمن اہلحدیث ۔ جماعت اسلامی ۔ تبلیغی جماعت
کے نیچے بنے ہوئے ہیں۔ اور انہیں قرآن و حدیث سے پابند کرنا چاہتے ہیں
جب یہ جشن بناتے ہیں و جلسہ عید میلاد النبی ۔ عرسِ مصطفٰے ۔ یوم صدیق
یوم فاروق ۔ یوم عثمان ۔ یوم علی ۔ یوم حسن ۔ یوم عاشورا ۔ یوم امام
زین العابدین ۔ یوم امام باقر ۔ یوم امام جعفر صادق ۔ یوم غوث
اعظم بھی جشن بناتے ہیں ؎ ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

یاد رہے مومن کی زندگی تمام شعبوں پر حاوی ہے ۔ مومن کا ہر کام
دینی اور مذہبی ہے ۔ اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے ۔ اس کا
کوئی عمل دنیاوی نہیں ہے ۔ دنیاوی وہی کام ہے جو خدا و رسول
کے خلاف ہو ۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ۔ الدنیا ملعون
الدنیا جیفۃ و طالبہا کلاب ۔ دنیا مردار ہے ، اور اس کے
چاہنے والے کتے ہیں ۔ حضرت مولانا رومی دنیا اور دنیا والوں کے لئے
فرماتے ہیں ؎ اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند

روز و شب در زق زق و در بق بق اند

اہلِ دنیا چہ کہین و چہ مہین

لعنۃ اللہ علیہم اجمعین!

اگر کوئی مخالف کہے کہ یہ انجمنیں اور کانفرنسیں - یہ مدارس
اور یہ تمام جلسے دنیاوی ہیں یہ صرف بہتان ہے آج تک کسی
وہابی - دیوبندی نے ان مدرسوں اور انجمنوں - اور جمعیتوں اور
جلسوں کو دنیاوی نہیں کہا ہے - یہ تمام چیزیں مذہبی اور اسلامی
ہیں ۔ جیسے انجمن اسلامیہ ۔ تاج کمیٹی ۔ خواجہ کمیٹی ۔ ان کو اگر دنیاوی
کہہ دیا جائے تو یہ بالکل صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تمام جماعتیں سیاسی ہوتی
ہیں ۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ
کَافَّةً ۔ اے ایمان والو مکمل مسلمان بن جاؤ یعنی تمہارا ہر عمل اسلامی ہو

اب ہم ان پر دلائل عرض کرتے ہیں ملاحظہ ہوں ۔

(۱) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں ۔ کہ حضور علیہ السلام نے ہمارے
پریشان ہونے کی وجہ سے وعظ و نصیحت کے لئے چند دن مقرر فرمائے
ہوئے تھے یعنی پیر اور جمعرات (بخاری کتاب العلم) پھر حضرت عبداللہ
ابن مسعود ہر جمعرات کو وعظ فرمایا کرتے تھے (بخاری و مسلم) معلوم ہوا کہ
وعظ و نصیحت کے لئے پیر اور جمعرات کا دن مقرر کرنا سنت رسول اور
سنت صحابہ ہے ۔

(۲) ایک روز حضور علیہ السلام سے لوگوں نے بارش نہ ہونے کا شکوہ کیا
حضور نے عیدگاہ میں منبر رکھنے کا حکم فرمایا وَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُوْنَ
فِيهِ ۔ یعنی ایک دن مقرر فرمایا کہ لوگ اس دن عیدگاہ میں چلیں ۔ حضور
خود بھی اسی دن طلوع آفتاب کے وقت تشریف لے گئے ۔ اور باران رحمت

کی دعا کی گئی (مشکوٰۃ باب الاستسقاء) معلوم ہوا کہ کسی مصیبت میں کسی
بزرگ سے دعا کرانا سنتِ صحابہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا
یہ عقیدہ تھا کہ حضور کی دعا سے مصیبت دور ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم
ہوا کہ صحابہ کرام ہر طرح حضور کو مشکل کشا، حاجت روا سمجھتے تھے۔ اگر
اپنے جیسا بشر سمجھتے تو خود ہی دعا کرتے حضور سے دعا کرانے کی ضرورت
نہ تھی۔

(۳) حضور علیہ السلام مسجد قبا میں کبھی پیدل کبھی سواری پر دو رکعت
نماز تحیۃ الوضو پڑھا کرتے تھے۔ فیصلی فیہ رکعتین۔ (بخاری و مسلم)
معلوم ہوا کہ کسی مسجد کو نوافل کے لئے مقرر کرنا سنتِ رسول ہے۔ یہ
دن ہفتہ کا ہوا کرتا تھا۔ نوافل کے لئے ہر ہفتہ جایا کرتے تھے۔ اس سے
یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بزرگ کی مسجد میں جیسے مسجد داتا صاحب، مسجد
شاہ محمد غوث، مسجد میاں میر، مسجد نو غلام مرتضیٰ قاضی الہ سونی
میں جا کر نوافل ادا کرنے باعثِ ثواب اور باعثِ برکت ہیں۔

(۴) حضور اکثر سفر جمعرات کے دن فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری) معلوم
ہوا کہ سفرِ تجارت، سفرِ عرس، سفرِ علمِ دین، سفرِ غزوہ کے لئے جمعرات
کا دن مقرر کرنا مستحب ہے اور یہ سنتِ رسول ہے۔

(۵) حضور کی دعا اللھم بارک لامتی فی بکورھا یوم
خمیسھا۔ اے اللہ میری امت کو برکت عطا فرما جمعرات کے دن عبادت
میں حاضری دینے والے ہوں (کنز العمال جلد [illegible])۔

معلوم ہوا کہ جمعرات کا دن برکت والا ہے۔ اسی لیے عموماً بعض
جمعرات کو عمدہ کھانا پکا کر کے فاتحہ دلاتے ہیں اور غرباء کو کھلاتے ہیں
یہ عمل اس حدیث سے لیا گیا ہے۔

(۲) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْہِ اَوْ اَحَدِ
ھِمَا فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ غُفِرَ لَہٗ وَکُتِبَ بَرًّا (مشکوٰۃ کتاب الجنائز)
جو آدمی اپنے ماں باپ یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت
کرتا ہے۔ ہر جمعہ کے دن تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اسے
والدین کے ساتھ احسان کرنے والا لکھا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ ماں باپ
دو قسم کے ہیں۔ جسمانی اور روحانی۔ جسمانی ماں باپ تو وہی ہیں جن سے
نطفہ و ہڈی جسم بنتا ہے۔ اور روحانی ماں باپ پھر دو قسم کے
ہیں۔ ایک استاذ جس نے نماز روزہ قرآن و حدیث سکھایا۔ دوسرا
پیر جس نے حقیقت اور معرفت کی تعلیم فرمائی۔ مولانا فرماتے ہیں

شعر مولوی ہرگز نشد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

جب جسمانی ماں باپ کی قبروں کی زیارت سے بخشش ہو جاتی ہے
تو پھر روحانی ماں باپ استاذ اور پیر کی قبر کی زیارت سے کیا درجہ ملے گا
پھر ان سے بھی جو روحانی باپ ہیں [illegible] ان کے مزارات
زیارت سے کیا مراتب و درجات [illegible] روحانی
[illegible] زیارت [illegible]

نصیب ہوتا ہے۔ جو کہ سب روحانی پیشوا و مقتدی ہیں۔ حضور خاتم النبیین
محمد مجتبٰے کے روضۂ انور کی زیارت سے کتنے بے بہا درجات بلند ہوتے
حضور خود فرماتے ہیں۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ
الْقِیٰمَۃِ۔ جس نے میرے روضے کی زیارت کی اس کی شفاعت روزِ
قیامت میرے ذمہ ہے۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّ شَہِیْدًا۔ یعنی
جس نے میرے روضے کی زیارت کی۔ میں بروزِ حشر شفیع و شہید ہوں گا
اب وہ لوگ غور کریں جو اپنی کتب میں حضور کے روضۂ انور کی زیارت
کرنے کو حرام و بدعت لکھتے ہیں۔ اور سفرِ زیارتِ روضۂ رسول کو حرام
قرار دیتے ہیں ؎

خاص دین بنتا ہے — عقل بھی جھوٹ بنتا ہے۔

(۷) حضور نے عورتوں کی درخواست کرنے پر ان کے لئے ایک دن
مقرر فرما کر انہیں وعظ و نصیحت فرمائی۔ (بخاری) معلوم ہوا کہ
کارِ خیر کے لئے دن مقرر کرنا جائز۔ اور سنتِ رسول ہے۔ جیسا کہ جلسوں
اور عرسوں کے دن مقرر ہیں۔

(۸) حضور علیہ السلام پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے حضور سے پوچھا
گیا کہ حضور پیر کے دن کیوں روزہ رکھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا فِیْہِ
وُلِدْتُ وَ فِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ۔ یعنی اس دن میں پیدا ہوا۔ اور اسی دن
مجھ پر قرآن اترا ہے (مسلم شریف) معلوم ہوا کہ یوم میلاد النبی
نہایت مسرت کا دن ہے۔ کہ حضور نے روزہ رکھ کر اظہارِ فرحت فرمایا۔

ہم انوار المصابیح میں عرض کر آئے ہیں وہاں دیکھو۔
(۴۴) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اِنَّ عَاشُوْرَاءَ عِیْدُ نَبِیٍّ مِنْ اَنْبِیَاءِ
اللّٰہِ (کنز العمال جلد چہارم) یعنی عاشورہ کا دن اللہ کے دنوں سے ہے
اسدن اللہ نے حضرت آدم کی توبہ قبول فرمائی۔ اسدن حضرت موسیٰ
کے لئے دریا کو چیرا گیا اور آپ کی قوم کو فرعون سے نجات دی گئی
اسدن حضرت نوح کی کشتی پہاڑ جودی پہ لگی۔ غرضکہ یہ دن انبیاء پر
انعامات و اکرامات کا دن ہے اس دن ان پر انعامات ہوئے
(۴۵) رب العزت قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ
یعنی اے محبوب آپ ان کو اللہ کے دن یاد دلائیے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء
و اولیاء کے ایام ولادت۔ ایام وفات۔ ایام انعامات و اکرامات ایام
فتوحات سب ایام اللہ میں داخل ہیں خدا خود ان ایام متبرکہ کے یاد
دلانے کا اپنے محبوب مکرم کو حکم دے رہا ہے۔ اور ہفتہ میں صرف
سات دن ہیں۔ سات ہی دنوں کے مختلف فضائل حدیث میں مذکور ہیں
سال کے بارہ ماہ ہیں اور بارہ مہینوں کے فضائل بھی کتب احادیث
میں مذکور ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ عرسوں اور میلاد اور بزرگوں کے
ختموں کو حرام جاننا کس دلیل کے ماتحت ہے۔ مخالفین آج تک ان کی
حرمت پہ کوئی صحیح دلیل پیش نہیں کر سکے۔ باقی کسی طرح بھی نہ مانوں
میں نہ مانوں کا وظیفہ پڑھتے رہیں تو یہ ایک علیحدہ بات ہے
بخوشی کرتے رہیں۔

پہ خدا کو کبھی ان حیلوں سے کام نہیں
جب تک نہ کرو ان تو دل نام نہیں

سوال کیا حضور علیہ السلام نے کھانا یا پھل وغیرہ آگے رکھ کر ختم شریف پڑھا ہے۔ اگر قرآن و حدیث میں کھانے پر قرآن پڑھنے والے کو ثواب رسانی و دعا خیر کرنے کا کوئی ثبوت ہے تو بحوالہ کتب بیان فرمائیں۔

جواب رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ قرآن شریف سے جس قدر آسان ہو پڑھو۔ رب العزت نے قرآن خوانی کا مطلق حکم فرمایا ہے۔ سفر میں پڑھو۔ یا حضر میں بیٹھ کر پڑھو۔ یا کھڑے ہو کر چلتے پھرتے پڑھو یا لیٹے لیٹے کھانے پر پڑھو۔ یا کھانے کے اول و آخر ہر حال قرآن ہر حال میں پڑھنا برکت ہی برکت ہے۔ معلوم ہوا کہ کھانے پر یا دیگر تبرکات پر قرآن پڑھنا اس حکم الٰہی پر عمل کرنا ہے۔ خدا ہر مسلمان کو تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(۲) فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ
پس تم کھاؤ ان سے جن پر اللہ کا نام لیا جائے۔ اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔ مشرک لوگ کہا کرتے تھے کہ مسلمان جو خود مارا تو حلال کہتے ہیں جو خدا کا مارا ہو حرام کہتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی فرمایا کھاؤ ان حلال جانوروں کو جن پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اگر تم اس کی

آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔ معلوم ہوا کہ جو حلال جانور خدا کے نام پر
ذبح کئے جاتے ہیں وہ حلال ہیں۔ خواہ وہ صدقہ اور قربانی کے ہوں
یا ولیمہ اور عقیقہ کے ہوں۔ خواہ وہ عید میلاد یعنی۔ معراج یعنی
عرس اولیاء تیجے دسویں۔ بیسویں۔ چالیسویں پر ہیں۔ سب حلال
ہیں۔ ان پر اور دیگر تبرکات پر قرآن پڑھنا۔ درود شریف پڑھنا کلمہ
وکلام پڑھنا اور انہیں رضائے الہی کے لئے بزرگوں کے نام ایصال ثواب
کرنا باعث برکت۔ موجب رحمت ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

(۳) وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۔ اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری
پیروی کرو۔ اور پرہیزگاری کرو۔ کہ تم پر رحم ہو۔ جس نے یہ کتاب
اتاری وہ بھی برکت والا۔ جو لے کر آئے وہ بھی برکت والے۔ جن پر
یہ کتاب اتری وہ بھی برکت والے ہیں۔ اور یہ کتاب بھی برکت
والی ہے۔ جس جگہ پر جس مہینے یا جس دن یا جس رات میں اتری
یہ کتاب پڑھی جائے برکت ہی برکت ہے۔ معلوم ہوا کہ کھانے اور
پانی پر قرآن پڑھنا اور سننا باعث برکت اور موجب رحمت ہے اس کے
پڑھنے سے ظاہری و باطنی مرض دفع ہوتی ہے۔ مُردوں پہ بہت
ہوتی ہے۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام باذن اللہ شافی امراض ہوئے
حضور سے ہزاروں مریضوں کو شفا ہوئی۔ حضرت عیسی علیہ السلام سے
بے شمار اندھوں کوڑھیوں نابینوں کو شفا ہوئی۔ یہ قرآن بھی تمام بیماری

کہ حضور کی دعا مسلمانوں کے لئے باعثِ رحمت۔ موجبِ برکت باعث
سکونِ قلبی ہے۔ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام
کو ربّ العزت نے صحابہ کرام کے لئے دعا فرمانے کا حکم دیا۔ حضور
ان کے لئے دعائیں فرماتے رہتے۔ جب حضور پیدا ہوئے تو امت
کے لئے دعائے بخشش فرمائی تمام عمر دعائے بخشش فرماتے رہے قبر میں
جب رونق افروز ہوئے تو وہاں بھی دعا فرماتے رہے۔ اور قیامت
تک حضور دعا فرماتے رہیں گے۔ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اس
پر دال ہے۔ حضور علیہ السلام کی یہ عادتِ کریمہ تھی۔ صحابہ کرام حضور
کی خدمت میں تحائف و صدقات۔ نذر و نیاز پیش کرتے حضور ان کے
حق میں دعائے خیر فرماتے۔ جلسوں۔ عرسوں۔ ختموں میں دعا کرنا اسی سے
سنت ہے۔ کھانے اور پانی اور دیگر تبرکات پر کچھ قرآن یا دیگر
کلمہ و کلام پڑھنا اور دعا مانگنا سنتِ رسول اور سنتِ صحابہ کرام
اور اہلبیتِ عظام اور اولیائے کرام ہے احادیث و آثار ملاحظہ ہوں۔

(۵) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ جب حضور کی خدمت
میں کسی قوم کا صدقہ آتا تھا۔ تو حضور اس کے لئے دعا فرماتے۔ جب
میرا باپ صدقہ لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو
حضور نے فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِىْ اَوْفٰى۔ اے اللہ رحمت فرما
اولاد ابی اوفیٰ پر (بخاری جلد دوم ص۹۳ کتاب الدعوات صلّ علی
علی الخیر النبی۔

(۶) حضور علیہ السلام ایک دعوت پر بلائے گئے۔ حضور کے سامنے کھانا پیش کیا گیا راوی کا بیان ہے۔ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْہِ عَلٰی تِلْکَ الْجَفْنَۃِ تَکَلَّمَ بِمَا شَاءَ پس میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے جو کچھ اللہ نے چاہا پڑھا پس حضور نے شروع کیا کھانا یہاں تک کہ تمام جماعت کھا گئی۔

معلوم ہوا کہ جب حضور علیہ السلام کھانا کھاتے تو کچھ کلمہ و کلام پڑھ کر اور دعا خیر فرما کر کھایا کرتے تھے۔ اہلسنت اسے ہی ختم فاتحہ کہتے ہیں۔

(۷) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں جب موسم بہار آتی تو لوگ اپنے باغوں سے لا کر حضور کی خدمت میں پھل حاضر کرتے حضور اس پھل کو اپنے ہاتھوں میں لیتے اور یوں دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثِمَارِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۹۳) یعنی اے اللہ برکت نازل فرما ہمارے پھلوں میں اور برکت نازل فرما ہمارے شہر میں۔ برکت نازل فرما ہمارے صاع اور مد میں پھر یہ خود وہ پھل مدینہ کے بچوں میں تقسیم فرما دیتے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں۔ ہذا حدیث حسن صحیح۔ معلوم ہوا کہ کھانے اور پھلوں پر دعا کرنا اور انہیں تقسیم کرنا سنت رسول ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس غلے پانی۔ پھل پر دعا کی جائے وہ تبرک بن جاتا ہے۔ اس لئے یوم عید میلاد

یعنی عرسِ مصطفیٰ۔ عرس غوث، ولی۔ عرس، اولیاء اور تیجے دسویں
بیسویں۔ چہلم، ششماہی، اور برسی کے کھانوں، اور شیرینیوں کو تبرکات
ہی کہا جاتا ہے کیونکہ ان پر کلمہ و کلام پڑھا جاتا ہے اور دعا کی جاتی
ہے۔ خدا کی شان اگر کوئی مسلمان ان کی میت پر بھی چلا جائے تو وہ
حیران ہوتا ہے کہ یہ نہ فاتحہ خوانی کرتے ہیں نہ یہ میت کیلئے دعائے
مغفرت ہی کرنے دیتے ہیں آخر یہ کہنا پڑتا ہے سہ

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

(۸) اِنَّ سَعْدًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ
اُمِّیْ تُوُفِّیَتْ اَفَیَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ اِنَّ لِیْ
فَاُشْهِدُکَ اَنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا (ترمذی)

ایک شخص نے حضور سے عرض کیا سرکار میری ماں فوت ہو گئی ہے کہ
میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے کوئی نفع پہنچے گا فرمایا ہاں وہ بولا
تو حضور گواہ رہیں میں نے اپنا باغ اپنی ماں کے لئے صدقہ کر دیا ہے
معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اسقدر سخی ہوا کرتے تھے کہ اپنے بزرگوں کے لئے باغ
بھی بخش دیا کرتے تھے آج اگر کسی ولی اللہ کی خدمت میں یا تربت پر
پھول بھی چڑھائے جائیں تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ شرک ہو جاتا ہے حالانکہ
جس طرح زندہ کو خوشبو محبوب ہے ایسے ہی مردہ کو بھی خوشبو محبوب ہے
اس لئے جب کوئی عالم یا پیر فوت ہو جاتا ہے تو لوگ پھول اس کے

جنازے پر ڈالتے ہیں تاکہ میت اور زائرین کو ثواب پہنچے اور خوشبو سے
صحابی کی ہمت تو یہ تھی کہ والدہ کے لئے باغ نذر کر دیا ہم کم از کم اچھے
بزرگوں کے مزارات پر گلدستے اور پھولوں کی چادریں ہی چڑھا دیا کریں
تاکہ کلمہ و کلام پڑھنے والوں کے دماغ معطر ہوں وہ زیادہ دیر بیٹھ کر
تلاوت قرآن اور کلمہ و کلام پڑھتے رہیں اور زیادہ دیر تک فیض حاصل
کر سکیں۔

(۵) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ
اَوْ تَصَدَّقْتُمْ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذٰلِكَ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۲)
یعنی حسب الحال ثواب کیا جا رہا ہے اگر وہ مسلمان ہے تو تم اس کی
طرف سے غلام بھی آزاد کیا کرو۔ صدقہ بھی کیا کرو۔ حج بھی کیا کرو ان
تمام عبادتوں کا ثواب اسے پہنچتا ہے۔ معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے
صدقہ دینا اور غلام آزاد کرنا اور اس کی طرف سے حج کرنا یہ تمام
ہی جائز ہے۔ جس طرح گائے۔ بکری۔ دنبہ۔ اونٹ۔ زمین۔ مکان
کنواں۔ روپے پیسے گندم۔ چنے۔ چاول مسجد اور مدرسہ کے لئے
جائز ہیں۔ تاکہ طلباء دینی تعلیم حاصل کریں یہ چیزیں اسی طرح مزارات
کے لئے بھی جائز ہیں۔ کیونکہ وہاں درس سلوک میں مشائخ کرام عرفانی
تعلیم دیتے ہیں۔ صوفیوں کو تصوف پڑھایا جاتا ہے انہیں مراقبے
مکاشفے۔ مشاہدے سکھائے جاتے ہیں۔ سالانہ عرس پر وعظ و کلام
ہوتے ہیں۔ علمائے کرام کی خدمات کی جاتی ہیں۔ سالکین کے خرچات

پورے ہوتے ہیں۔ اگر دارالعلوم میں علما کرام کو ظاہری علم کی تعلیم
دی جاتی ہے۔ تو دارالسلوک اور دارالمعرفت میں سالکین کو جو باطن
باطن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ انہیں فنا فی الرسول۔ فنا فی اللہ کے
اصول سمجھائے جاتے ہیں اور انہیں وہ اسرار معرفت سمجھائے جاتے
ہیں۔ جنہیں وہ حاصل کرکے ولی اللہ بنتا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپاہ کی تیغ بازی وہ نگاہ کی تیغ بازی

(۱) مَنْ قَرَأَ الْاِخْلَاصَ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهَا
لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ (دُرِّ مختار بحث قرأت
للمیت) جو شخص سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر موتیٰ کی ارواح کو
بخشے تو ہر ایک کو پورا پورا ثواب دیا جائیگا۔ اس حدیث میں فاتحہ
خوانی کا مختصر طریقہ بتایا گیا ہے۔ اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ فاتحہ خوانی سے
ثواب میں کوئی کمی نہ ہونے کی۔ بلکہ ہر میت کو برابر ثواب ملے گا
دوسری حدیث میں آتا ہے اگر یٰس شریف کو تین بار پڑھا جائے تو قاری
کو خدا اپنی رحمت سے پورے قرآن شریف کا ثواب عطا فرما دیتا ہے فاتحہ
کی کئی صورتیں ہیں۔ فاتحہ مطلق۔ فاتحہ علی الطعام۔ فاتحہ علی الثمار و
فاتحہ علی الاشجار۔ یعنی مطلق فاتحہ جو قبروں میں جا کر موتیٰ کے لئے کی جاتی
ہے۔ فاتحہ علی الطعام۔ جو گھروں میں کھانے اور پانی پر دی جاتی ہے
فاتحہ علی الثمار جو فاتحہ پھلوں پر دی جاتی ہے۔ فاتحہ علی الاشجار جو بوٹی

کے ایصالِ ثواب کے لئے کپڑے دیئے جاتے ہیں اور ان پر فاتحہ دی
جاتی ہے حضور نے ہر طرح کی فاتحہ خوانی فرمائی ہے۔ اور ہر طرح کی
دعاءِ خیر فرمائی ہے۔ جس طرح صدقات کرنے والوں میں فرق ہے
اسی طرح فاتحہ خوانی میں فرق ہے۔ اگر کوئی غریب آدمی ہے۔ تو وہ
اپنے موتیٰ کے لئے فاتحہ خوانی مقرر کر دیا کرے یہ بھی سنتِ رسول ہے
اگر کوئی امیر ہے وہ اپنے موتیٰ کے لئے فاتحہ علی الطعام۔ فاتحہ علی اللباس
کرایا کرے۔ اگر کوئی زیادہ امیر ہے۔ کھانا۔ لباس۔ پھل۔ دودھ۔ کھیر
چاول۔ گوشت۔ روٹی پر دیا کرے۔ حضرتِ سعد رضی اللہ تعالےٰ
عنہ نے اپنی ماں کے نام کنواں ہی نذر کر دیا تاکہ اسے ہمیشہ ثواب
ملتا رہے۔ کوئی مسجد۔ کوئی مدرسہ۔ کوئی مزار وغیرہ بنانا ہے۔ کسی ولی
اللہ کا مزار بنانا بھی بڑا ثواب ہے۔ ولی کی تھوڑی دیر کی باطنی توجہ
کی نسبت سو سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(۱) حضرتِ انس نے حضور سے عرض کیا حضور ہم اپنے موتیٰ کے لئے
صدقہ کرتے ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ کیا ان
کو بھی ثواب ملتا ہے۔ فقال نعم انہ لیصل الیہم ویفرحون بہ
کما یفرح احدکم بالطبق اذا اھدی الیہ فرمایا بیشک ان کو
پہنچتا ہے اور انہیں وہ اسی طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تم سب

دوسرے کو تحفے کے ملنے پر خوش ہوتے ہو جبکہ اسے ہدیہ دیا جائے
(مرقات شرح مشکوٰۃ [illegible])

معلوم ہوا کہ ہمارے صدقات و خیرات و دعائیں اور دعوات ثواب موتی کو اسی طرح پہنچتے ہیں۔ جس طرح زندوں کی خدمت میں حسب حیثیت امراء و غرباء نذرانے اور صدقات پیش کرتے ہیں جس طرح علماء ومشائخ اپنے شاگردوں اور مریدوں سے نذرانے لے کر خوش ہوتے ہیں۔ یا غرباء و فقراء امراء اور اغنیاء سے خیرات لے کر اسی طرح موتی بھی مسرور ہوتے ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نذرانے یا یہ صدقہ فلاں فلاں کی طرف سے آئے ہیں۔ اور یہ تمام نماز۔ روزہ۔ حج۔ دعا خیر کھانا۔ پانی۔ شربت دودھ وغیرہ خاص خاص صورتوں اور شکلوں میں علی حسب الخدم موصول ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں فاتحہ علی الصدقات۔ فاتحہ علی الحج۔ فاتحہ علی الدعوات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

(۱۲) حمید اعرج سے روایت ہے کہ جو شخص قرآن ختم کرے۔ پھر دعاء خیر مانگے۔ تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔ صبح و شام تک۔
(تفسیر روح البیان زیر آیت وھذا کتاب انزلناہ مبارک پارہ ۷)

معلوم ہوا کہ جو لوگ ختم قرآن کرتے ہیں۔ خدا ان پر اس قدر خوش ہے کہ چار ہزار فرشتوں کو ان کی دعاء مغفرت کے لئے مقرر فرما دیتا ہے اس حدیث میں ختم کے لفظ موجود ہیں۔ یعنی من قرء القرآن وختمہ

(۴) حضور علیہ السلام نے امیر حمزہ کے لئے تیسرے اور ساتویں اور چالیسویں اور چھٹے ماہ اور سال کے بعد صدقہ کیا۔ یہ تیجہ۔ ساتواں چہلم۔ ششماہی۔ برسی کی اصل ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ تمام ختمہ سنت رسول ہیں۔ (انوار ساطعہ صفحہ [illegible])

(۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ختم قرآن کے وقت اپنے گھر والوں کو جمع کرکے دعا مانگتے۔ (کتاب الاذکار باب تلاوت قرآن نووی) معلوم ہوا کہ ختم قرآن پر دعا مانگنا اور جمع کرنا مستحب عمل ہے جیسا کہ آج کل بھی عمل کیا جاتا ہے۔ اور ختم کا تبرک تقسیم کیا جاتا ہے

(۶) وَيَقْرَءُوْنَ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَاَوَّلِ الْبَقَرَةِ وَاٰيَةِ الْكُرْسِيِّ. وَاٰمَنَ الرَّسُوْلُ وَسُوْرَةِ يٰسٓ وَتَبَارَكَ الَّذِيْ. وَسُوْرَةِ التَّكَاثُرِ وَالْاِخْلَاصِ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ مَرَّةً اَوْ اِحْدٰى عَشَرَةَ اَوْ سَبْعًا اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَاهُ اِلٰى فُلَانٍ اَوْ اِلَيْهِمْ (شامی بحث قراءۃ للمیت باب الدفن)

جتنا ممکن ہو قرآن پڑھے۔ سورہ فاتحہ۔ بقرہ کی اول آیات آیۃ الکرسی۔ آمن الرسول۔ یس۔ ملک۔ تکاثر۔ اخلاص ۱۲ یا ۱۱ یا ۷ یا ۳ بار پڑھے پھر کہے یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں شخص کو پہنچا دے۔ یہاں پر یہ طریقہ ختم فاتحہ مروجہ کا ہے۔ جو احادیث ہی سے ماخوذ ہے۔ وہ احادیث اوپر کی بحث میں گذر گئی ہیں۔ اس عبارت پر دیوبندی حضرات بار بار غور کریں۔ کیونکہ وہ [illegible]

ہیں۔ کھانے سے پہلے کچھ پڑھ کر دعا مانگنا یہ بھی مسنون ہے اور کھانے کے بعد دعا مانگنا یہ بھی مسنون طریقہ ہے۔ اہلسنت دونوں طرح کی حدیث پر عمل پیرا ہیں۔

(۷) حضرت ابوہریرہ حضور کی خدمت میں کھجوریں لائے اور عرض کیا کہ آپ حضور برکت کے لئے دعا فرما دیں۔ فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَا لِي فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ آپ نے انہیں ملایا پھر دعائے برکت کی (مشکوٰۃ باب المعجزات) ایک مرتبہ غزوہ تبوک میں کھانے کی کمی ہوگئی حضور نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ جو کچھ جس کے پاس ہو وہ سب حضرت کے سامنے لے آئے۔ دسترخوان بچھا دیا گیا اس پر یہ سب کچھ رکھا گیا فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ۔ (مشکوٰۃ باب المعجزات) پھر حضور نے برکت کی دعا فرمائی پھر فرمایا اسے اپنے برتنوں میں رکھ لو۔ اس حدیث میں تمام تبرکات کا ہونا۔ دسترخوان کا بچھانا پھر دعا مانگنا۔ پھر سب کو تقسیم فرما دینا وغیرہ بیان ہوگیا۔ اب بھی تمام عرسوں اور ختموں میں یہی ہوتا ہے پہلے کھانا وغیرہ رکھا جاتا ہے۔ پھر دعائے برکت مانگی جاتی ہے پھر وہ کھانا اور تبرکات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ یہ عمل اسی حدیث سے ماخوذ ہے۔

(۸) حضرت جابر نے تھوڑا سا کھانا پکا کر حضور کی دعوت کی حضور تشریف لائے۔ حضور کی خدمت میں گندھا ہوا آٹا پیش کیا گیا فَبَصَقَ

بڑھتے۔ یا بھی مراقبات و مکاشفات اور اذکار و اشغال پہ تبادلۂ
خیالات ہو جاتے ہیں۔ یا بھی پیر بھائی ایک دوسرے سے توجہ لیتے ہیں
پیرِ طریقت کی زیارت ہو جاتی ہے۔ ان کی ہدایات سننے کا موقع مل
جاتا ہے۔ ان سے مسائل فنا فی الرسول۔ فنا فی اللہ کے سمجھنے اور حل کرانے
کا موقع مل جاتا ہے۔ نیز ان کے حلقۂ ذکر۔ حلقۂ فکر۔ حلقۂ مراقبہ میں شامل
ہونے کا وقت مل جاتا ہے۔ نیز جو لوگ پیر کامل کے متلاشی ہوتے ہیں
وہ جب کہ وہاں پر بہت سے مشائخ کی زیارت کر لیتے ہیں اور جس سے
انہیں حسنِ عقیدت ہو جاتی ہے جو زیادہ متبع شریعت اور جامع شریعت
و طریقت ہو اس سے مرید ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ عرس پر جانا ہر
طرح سے فوائد پر مشتمل ہے۔ اور بہت سی مشکلات کا حل ہے۔ صوفیا
کرام اور عرفائے عظام کی صحبت میں اثر کامل رکھتی ہیں۔ جن سے سینے منور
ہو جاتے ہیں۔ روحانی امراض اور جسمانی امراض کا خاتمہ ہوتا ہے۔

ہے کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

سوال کیا اولیاء اللہ کی قبروں کو پختہ بنانا، ان پر گنبد تعمیر کرنا اور چراغ جلانا اور ان کا بوسہ لینا جائز ہے۔ بعض
مولوی صاحبان ان کو حرام کہتے ہیں۔

جواب اولیاء کرام اور علماء و مشائخ کی قبروں کو پختہ بنانا
یا ان کی قبروں پر قبہ اور گنبد بنانا شرعاً جائز ہے نیز

اولیاء کرام اور علماء و مشائخ عظام کے ہاتھ پیر چومنا بعد وصال ان کی
قبور کو چومنا بھی شرعاً جائز ہے اور ان کی قبروں پر پھول چڑھانا اور
چراغاں کرنا بھی شرعاً جائز ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کا قصہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا
ہے۔ قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰی اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا۔
وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے کہ ہم تو اصحاب کہف پر مسجد بنائیں
گے۔ روح البیان میں بنیانا کی تفسیر میں آیا ہے۔ لِئَلَّا یَتَطَرَّقَ اَحَدٌ
تُرْبَتَهُمْ وَلٰکِنْ خَشْیَةً مِنْ غَرَقٍ. بِالنَّاسِ کَمَا حُفِظَتْ
تُرْبَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَظِیْرَةِ۔ یعنی انہوں
نے کہا اصحاب کہف پر بھی دیوار بناؤ جو ان کی قبر کو گھیر لے اور ان کے
مزارات لوگوں کے جانے سے محفوظ ہو جائیں۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام
کا روضہ شریف چہار دیواری سے گھیر دیا گیا ہے۔ مگر یہ بات جب نامنظور
ہوئی تو مسجد بنائی گئی۔ روح البیان میں مسجد کی تفسیر میں آیا ہے۔ یُصَلِّیْ
فِیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَیَتَبَرَّکُوْنَ بِمَکَانِهِمْ۔ یعنی لوگ اس میں نماز پڑھیں
اور ان سے برکت حاصل کریں۔ قرآن کریم میں دو باتوں کا مشورہ ہوا
ہے۔ ایک تو ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ان کے گرد قبہ بنا دیا جائے۔ ایک
یہ کہ مسجد تعمیر کر دی جائے۔ قرآن نے دونوں باتوں کو بلا نکیر ذکر فرمایا
ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں باتیں تب بھی جائز تھیں اور اب بھی
جائز ہیں۔ حضور علیہ السلام کی زوجہ مکرمہ حضرت عائشہ صدیقہ

کی تعمیر میں فرق ہوتا ہے، اسی طرح عام قبروں اور اولیاء کرام کے مزارات میں فرق ہوتا ہے۔ عوام لوگ ان کے محتاج ہوتے ہیں جس طرح کھیتیاں اور باغات بارشوں اور چشموں کے محتاج ہیں۔ ؎

گر تو خواہی ہم نشینی با خدا

او نشیند در حضور اولیا

(۲) قبور کو پختہ نہ بنانے کی تین صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ قبر کو اندر سے پختہ نہ کیا جاوے۔ یہ منع ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔ لا تجصصوا القبور کہ قبروں کو گچ نہ کریں۔ اسی اشعۃ نے فرمایا۔ دوسرے عام قبروں کو باہر سے پختہ نہ بنایا جاوے۔ کیونکہ یہ بے فائدہ ہے۔ یعنی ہر قبر کو پختہ نہ بنا۔ تیسرے یہ کہ قبر کو فخر وزینت اور سجاوٹ کے لئے پختہ نہ کیا جاوے یہ تینوں صورتیں منع ہیں۔ یعنی اندر سے گچ کرنا اور عام کی قبریں پختہ بنانا اور فخر و تکلف کے لئے بنانا یہ تینوں صورتیں منع ہیں۔ چوتھے قبر کے اوپر عمارت بنانا کہ قبر دیوار کے نیچے آجاوے یہ بھی منع ہے۔ باقی قول لنغیر ہے یا مسقف قبر پر عمارت بنانا یہ جائز ہے۔ پانچویں قبر کو مسجد بنانا منع ہے۔ یعنی قبر کی طرف نماز پڑھنا منع ہے۔ جیسا کہ یہود و نصاریٰ کی قبور کو تعظیماً سجدہ کیا کرتے اور ان کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ اسی سے حضور نے منع فرمایا۔ اولیاء کرام کی قبروں کو پختہ بنانے میں یہ کوئی صورت بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کا نشان قائم رکھنا اور ان کا احترام کرنا اور ان سے فیض حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ حضرت عمر نے حضرت زینب کا قبہ بنایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کا قبہ بنایا۔ حضرت محمد بن
حنیفہ نے حضرت عبداللہ بن عباس کی قبر پر قبہ بنایا۔ (منتقی شرح
مؤطا امام مالک) معلوم ہوا کہ قبور صحابہ کرام و صالحین عظام پر
قبے بنانا جائز ہیں۔ قبر پر بیٹھنے کی حدیث میں جو ممانعت آئی ہے وہ یہ
ہے کہ قبر کے اوپر نہ بیٹھے یہ معنے نہیں ہیں کہ جانشین نہ بنے۔ حضور علیہ
السلام کے روضۂ انور کی خدمت حضرت عائشہ صدیقہ کے سپرد تھی اور
اپنے پاس چابی رکھتی تھیں۔ جسے زیارت کرنی ہوتی آپ سے چابی لے
لی جاتی تھی۔ اس حدیث سے قبر کی جانشینی ثابت ہے۔ اب بھی روضۂ
انور پر مجاور رہتے ہیں کسی نے اسے ناجائز نہیں کہا ہے (مشکوٰۃ باب دفن)
جن قبروں کے گرانے کا ذکر حدیث میں آتا ہے وہ کافروں اور مشرکوں کی قبریں
تھیں۔ جنہیں حضور نے حضرت علی کو حکم دے کر گرایا تھا (فتح الباری جلد دوم
صفحہ ۲) افسوس کہ نجدی نے صحابہ کرام اور اہلبیت عظام کے مزارات
تو گرائے۔ اور اب نجدیوں کی جدید بھی نجدی قبریں تعمیر کی جا
رہی ہیں ؎ ستم گر تجھ سے امید کرم ہوگی جنہیں ہوگی

ہمیں تو دیکھنا یہ ہے کہ تو ظالم کہاں تک ہے

(۱) مزارات اولیاء کرام و مساجد عظام اور کعبۂ قدم رسول پر چراغ
جلا دینا جائز ہے۔ اور چراغاں کرنا بھی باعث ثواب اور موجب
خیر و برکت ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ مزارات آیات اللہ اور
شعائر اللہ ہیں۔ یعنی جہاں اللہ والوں کے قدم آجائیں وہ مقامات

نسبت خشک چیز کے زیادہ تسبیح کرتی ہے۔ اشعۃ اللمعات میں اسی
جگہ آیا ہے۔ اس حدیث سے ایک جماعت نے دلیل لی ہے کہ قبر پر پھول
اور سبزہ ڈالنا جائز ہے۔

مرقات شرح مشکوٰۃ میں اسی جگہ آیا ہے۔ کہ ایک صحابی نے وصیت
کی تھی کہ اس کی قبر پر دو شاخیں ڈالی جاویں۔ معلوم ہوا کہ پھول ڈالنا
اس سے بھی بہتر ہیں۔ ایک تو وہ تر ہوتے ہیں دوسرے خوشبودار۔

(۲) طحطاوی میں ہے کہ ہمارے بعض متاخرین حضرات نے فتویٰ دیا
ہے کہ پھول چڑھانے اور خوشبو ڈالنے کی جو لوگوں میں عادت ہے سُنَّۃٌ
لِھٰذَا الْحَدِیْثِ۔ اسی حدیث سے سنت ہے۔ (طحطاوی علی مراقی شرح
ص ۳۶۴) معلوم ہوا کہ ہمارے مزاروں پر پھول چڑھانے کو سنت کہا
ہے۔

(۳) وَوَضْعُ الْوَرْدِ وَالرَّیَاحِیْنِ عَلَی الْقُبُوْرِ حَسَنٌ (عالمگیری باب
الکراہیۃ جلد پنجم باب زیارت قبور) قبروں پر پھول اور خوشبو ڈالنا
عمدہ ہے۔ معلوم ہوا کہ مزارات اولیاء پر پھول ڈالنا۔ خوشبو چھڑکنا عمدہ
چیز ہے۔ تلاوت قرآن۔ درود شریف اور پھول۔ اور خوشبو ڈالنے کی دو ہی
صورتیں ہیں۔ اگر صاحب قبر گنہگار ہو تو اس کے عذاب میں تخفیف ہو
جاتی ہے۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں تر رہیں گی عذاب
قبر میں کمی رہے گی۔ دوسرے یہ کہ اگر صاحب قبر نیک ہو تو اس کے مراتب
میں ترقی ہوگی۔ علماء صالحین کی نیک دعا سے مراتب میں ترقی ہوا کرتی ہے

گنہگاروں کے گناہ معاف ہوا کرتے ہیں۔ یہی دونوں صورتیں تلاوت قرآن
اور دعا خیر اور پھول اور خوشبو ڈالنے والوں کے لئے ہیں یا تو ان کے گناہ
معاف ہوتے ہیں۔ اگر وہ خود صالحین ہیں تو ان کے مراتب میں ترقی ہوتی ہے
(۲) کعبہ معظمہ پر ہر سال غلاف ڈالا جاتا ہے۔ حضور کے روضے شریف
پر ریشمی سبز غلاف چڑھا ہوا ہے۔ اگر یہ منع ہوتا تو نجدی حکومت اسے
منع کرتی۔ قرآن و احادیث۔ اخبار و تعویذ پر یہ غلاف چڑھائے جاتے ہیں۔
آج تک کسی نے منع نہیں کیا ہے۔ یہ سب کچھ کعبہ معظمہ اور روضہ انور
اور قرآن و احادیث کی عزت و عظمت۔ تعظیم و تکریم کرنا مقصود ہے
دیکھو تفسیر روح البیان پارہ ۱۰ زیر آیت انما یعمر مساجد اللہ
(۳) تمام قبروں پر ضرورت کے لئے اور مزارات اولیاء پر اظہار عظمت
کے لئے چراغ جلانا جائز ہے۔ تاکہ زائرین کو اندھیرے سے گھبراہٹ نہ
ہو جیسا کہ اندھیرے میں مسجدوں میں لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ اور مدرسوں
اور گھروں میں گھبراہٹ ہوا کرتی ہے۔ اور مزارات پر اجالا نہ ہونے سے
[illegible] زائرین اور [illegible] کی تحقیق ہوگی۔ نہیں [illegible]
[illegible] پتہ نہ چلے گا۔ وہ دیکھ کر قرآن شریف تلاوت کر سکیں گے دیگر
وظائف نہ پڑھ سکیں [illegible] زائرین کی ضرورت سے
ہوتے ہیں۔ [illegible] سے مزارات کی اظہار عظمت ہوتی ہے۔ نیز
[illegible]
[illegible]

سے بھی معلوم ہوا کہ مسجدوں میں روشنی کرنا سنتِ انبیاء و سنتِ صحابہ
کرام اور اولیاء عظام ہے۔ اسے حرام کہنا خود جاہل ہونا ہے یا بدعقیدہ ہونا
ہے۔ اسی طرح مزارات کی روشنی پر اعتراض کرنا بیہودہ ہی ہے ؎

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

(۱) شعائر اللہ اور آیات اللہ کی تعظیم و تکریم کرنا عند اللہ و عند الرسول باعثِ برکت اور موجبِ رحمت ہے۔ قرآن کو چومنا۔ حدیث کو چومنا۔ کعبہ کے در و دیوار کو چومنا۔ حضور کے روضہ انور کو چومنا۔ استاد اور پیر کے ہاتھ پیر چومنا۔ ماں باپ کے ہاتھ پیر چومنا۔ مزاراتِ اولیاء کو چومنا۔ سنگِ اسود کو چومنا باعثِ ثواب اور موجبِ رحمت ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں۔

حضرت زارع فرماتے ہیں۔ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو اپنی سواریوں سے اترنے میں جلدی کرتے تھے۔ فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجلہ۔ ترجمہ: تب ہم حضور کے ہاتھ پیر چومتے تھے۔ معلوم ہوا کہ حضور کے ہاتھ پیر چومنا سنتِ صحابہ کرام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے ہاتھ پیر چومنا منع ہوتا تو حضور خود منع فرما دیتے۔ کیونکہ حرام کام ہوتا دیکھ کر خاموش رہنا شانِ رسالت کے خلاف ہے۔

(۲) صفوان ابن عسال سے روایت ہے فقبلا یدیہ و رجلیہ (مشکوٰۃ)

باب [illegible] انہوں نے حضور کے ہاتھ پیر چومے۔

(۳) حضرت صدیقہ فرماتی ہیں۔ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَہُوَ مَیِّتٌ (مشکوٰۃ باب ما یقال عند حضرۃ الموت) یعنی حضور نے عثمان بن مظعون کو بوسہ دیا حالانکہ ان کا وصال ہو گیا تھا۔

(۴) جس منبر پر حضور علیہ السلام خطبہ فرماتے تھے اس پر ابن عمر اپنا ہاتھ لگا کر چومتے تھے۔ ثُمَّ یَضَعُہَا عَلٰی وَجْہِہٖ (شفا شریف) معلوم ہوا کہ تبرکات نبی و ولی کو چومنا باعث ثواب و موجب برکت ہے۔

(۵) ارکانِ کعبہ کو چومنے سے بعض علماء نے انبیاء اللہ کے تبرکات کو چومنا جائز کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل سے کسی نے پوچھا کہ حضور کے منبر و قبر انور کو چومنا کیسا ہے۔ فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ (شرح بخاری ابن حجر [illegible]) معلوم ہوا کہ اکابر نے اس عمل کو مستحب فرمایا ہے۔

(۶) بنی اسرائیل پر جب کوئی حملہ کرتا تو وہ تابوت سکینہ جس میں انبیاء و مرسلین کے تبرکات تھے۔ وہ سامنے رکھتے تھے۔ جس کی برکت سے دشمن پر فتحیاب ہو جاتے۔ وَبَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ ہٰرُوْنَ تَحْمِلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ (تفسیر خزائن، مدارک وغیرہ)

معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء کے تبرکات باعث برکت و موجب رحمت

ان کے طفیل اللہ رب العزت دشمنوں کو مغلوب فرماتا ہے مصائب
کو دور فرماتا ہے۔ حاجتیں پوری فرماتا ہے۔

(۷) حضرت اسماء کے پاس حضور علیہ السلام کا جبہ شریف تھا جو مریض
آتا آپ اسے دھو کر پلا دیتیں۔ وہ مریض شفایاب ہو جاتا (مشکوٰۃ
کتاب اللباس) معلوم ہوا کہ انبیاء و مرسلین اور اولیاء کے طفیل کے تبرکات
باعث شفاء موجب رحمت ہوتے ہیں۔

(۸) حضرت خالد بن ولید جنگ میں اپنی ٹوپی میں حضور کا بال شریف
رکھا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ دشمنوں پر فتحیاب ہو جاتے تھے۔

(۹) حضور علیہ السلام نے وضو فرمایا حضرت بلال نے وہ غسالہ شریف
لے لیا دوسرے صحابہ کرام بلال کی طرف دوڑے جس کو اس غسالہ شریف
کی تری مل گئی اس نے اپنے منہ پر مل لی۔ جسے نہ ملی اس نے دوسرے کے ہاتھ
سے اپنا ہاتھ تر کر کے منہ پر پھیر لیا۔ (مشکوٰۃ باب السترہ) معلوم ہوا کہ
حضور کا غسالہ شریف بھی تبرک تھا اور صحابہ کرام اسے اپنے غسالہ پر قیاس
نہ کیا کرتے تھے۔ بلکہ اسے باعث رحمت موجب برکت سمجھ کر فیضان حاصل
کیا کرتے تھے۔ پھر ان لوگوں کا اپنے خطبوں میں مشہور کرنا اور رسالوں میں لکھنا
کہ صحابہ کرام حضور کو اپنی طرح بشر سمجھا کرتے تھے یہ کتنا بڑا بہتان ہے معاذ اللہ

(۱۰) بچے ماں باپ کی قبر کو چومتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عالمگیری
کتاب الکراہیت باب زیارت القبور) معلوم ہوا کہ اکابر علمائے کرام
نے بھی بچے ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینا جائز رکھا ہے۔ نیز استاذ اور

اگر اب بھی کوئی میں نہ مانوں میں نہ مانوں کا وظیفہ کرتا رہے
یہ اس کی مرضی ہے ؎

دکھتی ہوئی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج
بیمار زبانوں کو برا لگتا ہے پانی

سوال آپ نے عرسِ مصطفیٰ اور گیارہویں غوث الوریٰ پر بہت سے قرآن و احادیث سے دلائل پیش فرما کر ثابت فرمایا کہ یہ امور مستحسن اور باعث برکت ہیں۔ اب آپ یہ بھی بیان فرمائیں کہ کیا گیارہویں اور عرس کو علمائے دیوبندیہ و وہابیہ نے بھی جائز لکھا ہے۔

جواب - پہلے ہم اپنے اکابر علمائے کرام و مشائخ عظام کی کتب معتبرہ سے ثبوت پیش کریں گے۔ پھر ہم اکابر دیوبندیہ اور وہابیہ کی کتب سے جواز ثابت کریں گے۔ نمبروار ملاحظہ ہو۔

(۱) حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قَدِ اشْتَهَرَ فِيْ دِيَارِنَا اليَوْمَ الحَادِي عَشَرَ وَهُوَ الْمُتَعَارَفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا مِنْ اَهْلِ الْهِنْدِ مِنْ اَوْلَادِهٖ (ما ثبت من السنۃ) یعنی ہمارے شہروں میں گیارہویں شریف کا دن مشہور ہے۔ اور یہی ہمارے مشائخ جو غوث اعظم کی اولاد سے ہیں ان کے نزدیک متعارف ہے۔

آگے چل کر پھر گیارہویں شریف کی بابت فرماتے ہیں۔ ھُوَ الَّذِی

أَدْرَكْنَا عَنْهُ سَيِّدُنَا شَيْخُ الْإِمَامُ الْعَارِفُ الْكَامِلُ شَيْخُ عَبْدُ
الْوَهَّابِ الْقَادِرِيُّ الْمُتَّقِي فَإِنَّهُ يُحَافِظُ فِي يَوْمِ عُرْسِهِ هٰذَا
التَّارِيخِ - (ما ثبت من السنة ص ۱۲۸) یعنی یہ وہ تاریخ ہے جس پر ہم
نے شیخ عارف کامل عبد الوہاب قادری کو پایا - یہ امام حضرت اسی تاریخ
کو حضور غوث پاک کا عرس پاک کیا کرتے تھے - معلوم ہوا (جیسا کہ ہم
اوپر حضور غوث پاک کا معمول نقل کر آئے ہیں - کہ حضور غوث پاک ہمیشہ
گیارہ ربیع الآخر کو حضور علیہ السلام کا عرس کیا کرتے تھے) کہ غوث اعظم کی تاریخ
وصال بھی گیارہ ربیع الآخر ہی ہے - اس لئے عرس غوث الورٰی بھی
گیارہ ربیع الآخر کو ہی ہونے لگا - جیسا کہ ہر جگہ ہوتا ہے ؎

تیرے جاری ہے بارھویں غوث اعظم
لی ہے تجھے گیارھویں غوث اعظم

(۲) شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا جلال الدین
صاحب کو لکھتے ہیں - عرس پیران بر سنت پیران بسماع و صفائی جاری
دارند (مکتوبات مکتوب ۱۸۲) یعنی اے جلال الدین عرس پیروں کو ساتھ
سماع و صفائی کے جاری رکھیں - معلوم ہوا کہ عرس اولیاء بڑے بڑے
اکابر کرتے آئے ہیں - اور یہ خدا کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین
کرتے آئے ہیں -

(۳) حضرت ملا جیون صاحب [illegible]
رقم فرماتے - وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ

لَمْ یَکُنِ الرَّسْمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَیِّبٌ (تفسیراتِ احمدیہ ص۲۹)
اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کے لئے
مانی جاتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے۔ حلال وطیب ہے۔

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم
شاہ صاحب محدث دہلوی کا حال لکھتے ہیں کہ وہ قصبہ ڈاسنہ میں
حضرت مخدوم اللہ دیا علیہ الرحمۃ کے مزار پر زیارت کو تشریف لے گئے۔
جب اترنے لگے تو حضرت مخدوم اللہ دیا نے مزار شریف سے ارشاد فرمایا
اے عبدالرحیم ذرا ٹھہرو کچھ کھا کر جانا۔ یہ سن کر والد صاحب ٹھہر گئے۔
پھر ایک عورت اپنے سر پر چاول شیرینی لے کر آئی۔ اور عرض کیا۔ کہ میں نے
یہ نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا۔ میں اسی وقت کھانا پکا
کر مخدوم اللہ دیا کے دربار میں ٹھہرنے والوں کو بھیج دوں گی۔ وہ اسی
وقت آ گیا۔ اور میں نے یہ نذر پوری کر دی ہے۔ (انفاس العارفین ص۴۵)

سمجھائے کون بلبل نغمہ سرا کو
محو وداع کیا ہے چمن کی بہار کو

(۳) حضرت علامہ عبد الغنی فرماتے ہیں۔ بزرگوں کے لئے جو نذر مانی جاتی
ہے۔ اور اسے مریض کے شفا حاصل ہونے یا غائب کے آنے پر معلق کیا
جاتا ہے۔ تو وہ نذر مجاز ہے۔ اس سے اولیاء اللہ کی قبور پر خادمین کے لئے صدقہ
کرنا مراد ہوتا ہے۔ (حدیقہ ندیہ)

(۴) حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ لفظِ نذر کہ اینجا

مستعمل شود۔ نہ بمعنی شرعی است۔ چہ عرف آنست کہ پیش بزرگاں برند ونذر و نیاز گویند (رسالہ نذور) یعنی لفظ نذر جو اس جگہ مستعمل ہوا ہے۔ یہ نذر شرعی نہیں ہے۔ بلکہ نذر عرفی ہوتی ہے۔ جو بزرگوں کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ جسے نذر و نیاز کہتے ہیں۔

(۲) حضرت علامہ رافعی ردالمحتار جلد دوم ص۱۲۸ میں فرماتے ہیں وَنَذْرُ الزَّيْتِ وَالشَّمْعِ لِلْاَوْلِيَاءِ يُوْقَدُ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ تَعْظِيْمًا لَهُمْ وَمَحَبَّةً فِيْهِمْ جَائِزٌ۔ یعنی تیل و شمع کی نذر ماننا اولیاء اللہ کے لئے کہ ان کی قبروں کے نزدیک شمعیں جلائی جائیں۔ ان کی تعظیم و محبت کے لئے تو یہ جائز ہے۔ عقلمنداں نوں نکتہ کافی لوڑ نہیں دفتر دی

بے دیاں نوں تر نہ کردی پنڈ ہی تر دی

(۳) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب اشعۃ اللمعات باب زیارت قبور میں فرماتے ہیں۔ کہ روح میت مے آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کنند از وے یا نہ۔ یعنی جمعرات کو روح اپنے گھر پہ آکر نظر کرتی ہے۔ کہ لوگ اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ جمعرات کو جو لوگ ختم دلاتے ہیں اور اپنے بزرگوں و عزیزوں کے لئے صدقہ کرتے ہیں۔ ان کی ارواح خوش ہوتی ہیں۔ جو لوگ ختم نہیں دلاتے ان کے بزرگوں کے ارواح ناراض جاتے ہیں۔ آگے مزید عرض کریں گے۔

(۴) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب الانتباہ میں

فرماتے ہیں۔ پس دہ مرتبہ درود خوانند۔ ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی
فاتحہ بنام خواجگانِ چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا سوال نمایند۔ یعنی
پھر دس بار درود شریف پڑھ کر ختم پورا کریں۔ اور شیرینی پہ خواجگانِ چشت
کی فاتحہ دیں پھر خدا سے دعا کریں۔

(۱۰) حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنی کتاب زبدۃ النصائح کے
ص۱۳۲ پر فرماتے ہیں۔ "و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصالِ ثواب
بروح ایشان پزند و بخورانند مضائقہ نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ
شود اغنیا را ہم خوردن جائز است۔ یعنی دودھ چاول کسی بزرگ کی
فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے پکائیں تو کوئی حرج
نہیں ہے۔ اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو اسے غنیا بھی کھا سکتے ہیں۔

(۱۱) شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنے والد ماجد کا ہمیشہ عرس کرایا
کرتے تھے۔ مولوی عبد الحکیم پنجابی نے ان پر اعتراض کیا کہ تم نے عرس کو
فرض سمجھ لیا ہے۔ جو ہر سال کراتے ہو۔ شاہ عبد العزیز نے یہ جواب
دیا کہ طعن کرنے والا میرے حال سے ناواقف ہے۔ کہ فرائضِ شرعیہ کے
سوا کوئی شخص کسی چیز کو فرض نہیں جانتا ہے۔ البتہ زیارتِ قبور اور
صالحین کے مزارات سے فیض حاصل کرنا۔ ورنہ وقت قرآن اور دعائے خیر کرنا
شیرینی اور کھانا تقسیم کرنا مستحسن اور باتفاق علماء جائز ہے اور عرس کا روز
معین کرنا اس لئے ہے۔ کہ وہ دن روزِ وصال کے لئے یادگار ہو۔ ورنہ اگر ہر
روز بہ نسبت کارِ خیر عرس مبارک کیا جائے تو نجات کا سبب ہے۔ لیکن ہمیں

آنے والوں کے لئے لازم ہے کہ اپنے بزرگوں کے ساتھ (فاتحہ۔ درود۔ عرس وغیرہ کا احسان کرتے رہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ نیک لڑکا اپنے والدین کے لئے دعاء خیر کرتا ہے۔ (زبدۃ النصائح ص۲ لم شاہ عبدالعزیز)

(۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ طعامیکہ ثواب آن نیاز امامین نمایند بر آن قل و فاتحہ و درود خواندن متبرک میشود و خوردن آں طعام بسیار ثواب است (فتاوی عزیزیہ ص۷۵) جس کھانے پر حضرت امام حسن و حسین کی نیاز دلائیں اس پر قل شریف۔ فاتحہ۔ درود شریف پڑھنا باعثِ برکت ہے اور اس کا کھانا ثواب ہے۔

(۳) پھر آپ اسی کتاب کے ص۷۸ پر فرماتے ہیں۔ اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال بروح ایشاں پختہ بخوراند جائز است۔ مضائقہ نیست۔ اگر مالیدہ و دودھ کسی بزرگ کی روح کے لئے ایصال ثواب سمجھ کر پکا کر کھلا دے۔ تو جائز ہے۔

(۴) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے ملفوظات کے ص۸۰ پر فرماتے ہیں۔ کہ جب والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا انتقال ہوا کہ روز سوم کثرتِ ہجوم مردم آں قدر بود کہ بیرون از حساب است۔ ہشتاد و یک کلام اللہ بشمار آمدہ زیادہ ہم شدہ و کلمہ را حصر نیست۔ یعنی تیسرے دن لوگوں کا اسقدر ہجوم تھا کہ وہ ہجوم شمار سے بھی باہر تھا اکیاسی قرآن شریف ختم ہوئے۔ جو شمار میں آئے ورنہ زیادہ ہوئے ہوں گے کلمہ طیبہ کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں تھا۔

(۱۵۱) حضرت ملا علی قاری اپنے فتاویٰ ارجندی میں حدیث نقل فرماتے
ہیں۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے خود اپنے بیٹے حضرت
ابراہیم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا تیجا کیا تھا۔ قَالَ کَانَ یَوْمُ الثَّالِثِ مِنْ
وَفَاۃِ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم جَاءَ اَبُوْذَرٍّ
عِنْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَعَہٗ تَمْرَۃٌ یَابِسَۃٌ وَلَبَنُ
النَّاقَۃِ وَخُبْزُ الشَّعِیْرِ۔ فَوَضَعَھَا عِنْدَ النَّبِیِّ فَقَرَأَ النَّبِیُّ صلی
اللہ علیہ وسلم عَلَیْہِ الْفَاتِحَۃَ مَرَّۃً وَسُوْرَۃَ الْاِخْلَاصِ ثَلٰثَ
مَرَّاتٍ وَقَرَأَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ وَھُوَ لَہٗ
اَھْلٌ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ وَمَسَحَ عَلٰی وَجْھِہٖ فَاَمَرَ لِاَبِیْ ذَرٍّ اَنْ
یَقْسِمَھَا وَثَوَابُ ھٰذِہِ الْاَطْعِمَۃِ لِابْنِہٖ اِبْرَاھِیْمَ۔ یعنی حضرت
ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا تیسرا دن تھا۔ کہ حضرت
ابو ذر حضور کی خدمت میں آئے ان کے پاس کچھ سوکھے چھوہارے
اور اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی تھی۔ ان چیزوں کو
سامنے لاکر رکھدیا تو حضور نے اس پر ایک بار سورۃ الحمد
تین بار سورۃ اخلاص پڑھی اور درود پڑھا۔ پھر حضور نے دونوں ہاتھ
اٹھائے اور چہرے پر پھیرے اور ابوذر کو فرمایا۔ ان چیزوں کو
تقسیم کردیں اور ان چیزوں کا ثواب میرے فرزند ابراہیم کو پہنچے معلوم
ہوا کہ تیجا کرنا سنت رسول ہے۔ اور یہ تبرک کا باعث برکت ہے۔

لے تو آئے ہیں انہیں راہ پہ ہم باتوں میں
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

اب ہم مخالفین کے اکابر کی کتب معتبرہ سے ختم فاتحہ گیارہویں عرس۔ تیجا۔ دسواں وغیرہ ثابت کرتے ہیں۔

(۱) مولوی محمد اسماعیل دہلوی امام الوہابیہ اپنی مشہور کتاب صراط مستقیم کے صفحہ ۵۵ پر یوں لکھتے ہیں۔ ترجمہ ہر عبادت جو کہ مسلمان سے روا ہو سکے اس کا ثواب موتیٰ کو پہنچا دے اور اس کے پہنچانے کا طریقہ دربار الٰہی میں دعائے خیر کرنا ہے۔ پس جو خود بہتر اور بہت اچھا ہے۔ اگر وہ شخص اس کے حق والوں سے ہے جس کے روح کو ثواب پہنچانا ہے تو اس صورت میں بقدر اس کے حق کے ثواب پہنچانا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ پس فاتحہ و عرس اولیاء اللہ اور ان کی نذر و نیاز اس میں کوئی بھی شک وشبہ نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ فاتحہ نذر و نیاز۔ عرس اولیاء کرنا۔ اور اولیاء اللہ کی ارواح کو ایصال ثواب امام الوہابیہ کے نزدیک بھی جائز ہے۔ بلکہ بھارتی دیوبندیوں نے تو اپنے سیاسی رہنما گاندھی کا بھی عرس کیا۔ اس کے لئے قرآن پڑھا گیا پھر قرآن شریف کا ثواب اسے بخشا گیا ہے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

(۲) حافظ محمد لکھوی پیشوائے غیر مقلدین اپنی کتاب احوال الآخرت

کے صکا پہ یوں فرماتے ہیں ؎

رات جمعہ دی مغرب پچھوں اک روایت آئی
آون روح گھر اپنے اندر یا جیتے آشنائی
باہر کھڑوں تھاوے تے دیکھن کم جو دنیا کردے
آکھن کدے تے اسیں بھی تہاڈے وانگوں ہی سی پھردے
ہن اسیں ہوئے محتاج کما کر چھوڑ ودے پھیر قراں
دیوو اساں نوں راہ اللہ دے لیوو اساڈیاں خبراں
نتاں عاجزیاں کر منگن رووں کر کر زاری
جے کوئی پڑھ کر بخشے یا کجھ دیوے چیز پیاری
کرن دعائیں راضی ہو دن خوشیاں کر دے جاون
جے کوئی کجھ نہ بخشے انہاں سوندیاں تیک تکاون
نا امید عشاواں پچھوں آکھن یار خدایا!
رحمت تیری انہاں خالی رکھیں تو جیویں ودیا

حافظ محمد لکھوی کے درد انگیز اشعار کو غیر مقلدین صاحبان بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ وہ حدیث رسول کو بیان فرما کر غیر مقلدین کو ہدایات فرما رہے ہیں۔

(۳) حافظ محمد لکھوی گیارہویں شریف کی بابت اپنی کتاب زینت الاسلام حصہ اول صفحہ ۲۶ پہ لکھتے ہیں۔ بغور ملاحظہ ہو۔

اُہو حکم جو یارھویں نہ یوں کھاتا دودھ مٹھائی

جے قصد تقرب پیر ہو وے تاں خاصہ شرک الٰہی
جے شرط نہ سمجھن ایہہ اس دن دلونا جان سکھالا
یا اس دن یا دخیرات آوے منع نہ کریں کمالا

حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ گیارہویں کو نذر اللہ دربارہ غوث اعظم سمجھ کر ہو وے گا۔ تو یہ جائز ہے۔ ورنہ شرک ہے اب حافظ صاحب سے کوئی پوچھے کہ تم غیر مقلدین کو اپنی طرف سے ہدایت فرما کر قبرستان میں چل بسے اب تمہارے مریدین ہی تم پر کفر کے فتویٰ لگا رہے ہیں کہ حافظ صاحب نے مسئلہ گیارہویں شریف کو غلط لکھا۔ ورمرتے مرتے اہلسنت مذہب کی اپنے باپ کی طرح تائید کر گئے۔ معلوم ہوا کہ گیارہویں پیشوائے غیر مقلدین کے نزدیک بھی جائز ہے۔ مگر یہ کہنا چاہیے کہ نذر اللہ دربارہ بنام سرکار غوث اعظم سے کفر ہو تا خدا خدا کر کے۔

(۴) حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد اکابر علماء دیوبند اپنے رسالہ ہفت مسئلہ کے میں یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے ثابت ہوئی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو۔ اس وقت وہ یاد آ جاتا ہے۔ اور ضرور ہو رہتا ہے نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا ہے لیس اسی مصلحت کی بناء پر بھی گیارہویں اور عرس وغیرہ کے دن مقرر کیا جاتا ہے۔

(۵) مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس کے صـ ۳۲ پر لکھتے ہیں۔ جنید کے کسی مرید کا یکایک رنگ متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بذریعہ مکاشفہ اس نے کہا میں اپنی ماں کو دیکھتا ہوں کہ وہ دوزخ میں ہے۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچہتر ہزار کلمہ پڑھا ہوا تھا۔ یوں سمجھ کر کہ بعض روایات میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ آپ نے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی مگر بخشتے ہی دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے پھر آپ نے سبب پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ میں اب اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ مکاشفہ بزرگان دین حق ہے۔ انہیں جنت اور دوزخ کے حالات کا علم ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کلمات طیبات کا ثواب فوراً ہی پہنچ جاتا ہے۔ خصوصاً جنہوں پر جو کلمہ طیبہ ایک لاکھ پڑھا جاتا ہے وہ تو اسی حدیث سے ماخوذ ہے۔ تو پیچھے پیچھے پڑتے جاتے ہیں ؎

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

(۶) مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے فتاویٰ رشیدیہ کے صـ ۹۲ پر لکھتے ہیں۔ اہل عرب سے معلوم ہوا ہے۔ کہ عرب شریف کے لوگ حضرت سید احمد بدوی کا عرس بہت دھوم دھام سے کرتے ہیں خاص کر علمائے مدینہ منورہ حضرت سید حمزہ کا عرس کرتے ہیں۔ حق نام مقدس ہی حدیث پر ہیں۔ معلوم ہوا کہ اعراس اولیاء کرام منعقد کرنا

ہی میں نہیں ہوتے۔ بلکہ ہر جگہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی صاحب لکھ رہے ہیں۔

(۷) مولوی صدیق حسن خان بھوپالی امام الوہابیہ اپنی کتاب الداء والدواء کے ص۱۱۱ پر لکھتے ہیں ایک طریقہ خواجگان کا یہ ہے کہ سوائے درود شریف کے ہر چیز کو معہ تسمیہ پڑھے۔ پھر فاتحہ سات بار پھر درود ایک سو بار پھر الم نشرح انہتر بار پھر سورۃ اخلاص ایک ہزار بار۔ پھر فاتحہ سات بار اور درود ایک سو بار اور کسی قدر شیرینی پر فاتحہ حضرت مشائخ پڑھ کر تقسیم کر دے۔ معلوم ہوا کہ یہ وہابیہ اور اکابر دیوبندیہ۔ ختم فاتحہ۔ عرس وغیرہ ہر چیز کو جائز و مستحسن جانا کرتے تھے۔ اب اسقدر متعصب ہو گئے ہیں۔ کہ تمام دیوبندی اور وہابی حرام حرام کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ اور

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی

(۱) مولوی صدیق حسن خان بھوپالی امام الوہابیہ اسی کتاب کے ص۱۱ پر ختم قادریہ یوں لکھتے ہیں۔ ختم قادریہ۔ پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود شریف ایک سو گیارہ بار پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

پھر شیرینی پر فاتحہ جیلانی پڑھ کر تقسیم کرے۔ غیر مقلدین دونوں فتووں کو بار بار پڑھ کر غور فرمائیں۔ کہ کیا عرس غوث الوریٰ ہی ہے۔ یا کوئی اور ہے تمام عرس نیاز اور فتووں پر ہی کچھ ہوتا ہے

ع یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

(د) مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مدیر اخبار اہلحدیث و مصنف تفسیر ثنائی و بانی جماعت ثنائیہ حیات فنیہ کے صفحہ پر فرماتے ہیں۔ گیارھویں شریف ایک بزرگ اسلام کی یادگار کا ایک جلسہ ہے۔ اگر اسے مذہب کا جامہ نہ پہنایا جاتا بلکہ دنیاوی صورت میں اسے بطور یادگار کے سالانہ جلسہ کیا جاتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ غیر مقلدین اپنے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا فتویٰ بار بار پڑھیں کہ وہ کیا فرماتے ہیں کیا اس فتویٰ کا مقصد یہ تو نہیں ہے۔ کہ جلسہ گیارھویں پر قرآن و احادیث نہ پڑھیں اور نہ حضور کی شان بیان کریں۔ یا یہ مقصد ہوگا کہ جلسہ گیارھویں پر کسی مہمان کو کھانا نہ دیا جائے اور کوئی تبرک بھی ہرگز نہ تقسیم کیا جائے اور غوث اعظم کی روح پاک کے لئے کسی قسم کا بھی ایصال ثواب نہ کیا جائے۔ اگر یہی مقصد ہے تو آپ ہی فرمائیں یہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسن عقیدت ہے۔ یا ان سے کھلی عداوت۔ نیز فرمائیں حاضرین جلسہ گیارھویں جو دور دراز سے آکر شریک ہوں گے (جیسا کہ دور دراز

سے وہابیوں اور دیوبندیوں کے سالانہ مدرسوں کے جلسوں اور
جماعتوں میں غیر مقلدین اور دیوبندی صاحبان خوب شوق سے آتے
ہیں اور ان کے لئے کھانے اور رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ہم پیران
جماعتوں کی مہمان نوازی ہے یا ان سے عداوت کی نشانی کوئی جلسہ آج
تک ایسا نہ ہوا ہے جس میں مہمانوں اور مقتدیوں کے لئے انتظام نہ
کیا گیا ہو۔ ایسا سلوک تو وہ غریب آدمی بھی نہیں کرتا۔ جس کے یہاں کوئی
میت ہو جائے۔ اور دور سے اس کے عزیز اس کے ہاں اظہار افسوس
کو آئیں اور یہ پانی تک بھی اپنے عزیزوں کو نہ پوچھے۔ اسے کہتے ہیں۔
اولیا اللہ سے عداوت اور حسد و عناد۔ آپ صاحبان فرمائیں جب
نماز میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ درود شریف
پڑھتے ہو تو یہ درود شریف سرکار غوث اعظم پر بھی پڑھتے ہو کہ نہیں
اگر پڑھتے ہو تو تمہاری یہ نماز دین میں داخل ہے یا کہ نہیں۔ اگر نہیں تو
نماز باطل۔ اگر دین میں داخل ہے تو یہی نماز میں کرتے حضور کے بعد
بیت رسول جس میں سرکار غوث پاک بھی شامل ہیں درود شریف پڑھ
دیا گیا نماز میں۔ تو یہ درود شریف دنیاوی طور پر بھی ہو کر پڑھتے ہو۔
مولوی صاحب وقت تک دنیا کے معنے ہی معلوم نہیں ہوئے۔ جس دنیا
کو آپ نے سمجھ رکھا ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔
اِنَّمَا نَحْنُ مُعْتَرِفُوْنَ۔ اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُہَا کِلَابٌ۔ مسلمانوں کے
پاس تو دین ہی دین ہے۔ جتنا کافر کے پاس دنیا ہے۔ وہ دین سے محروم۔

تھے۔ ایمان داروں کی شان ہے۔ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ
عَنِ الْمُنْکَرِ۔ آپ ہی اپنی ذرا بات پہ کچھ غور کریں
ہم اگر آپ کو کچھ کہدیں شکایت ہوگی

(۱۰) مولوی رشید احمد گنگوہی پیشوائے فرقہ دیوبندیہ وہابیہ اپنے فتاوی رشیدیہ کے ص ۸۰ پر فرماتے ہیں۔ ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارہویں و توشہ کرنا درست ہے۔ معلوم ہوا کہ اکابر دیوبند بھی گیارہویں کے جواز کے قائل تھے۔

(۱۱) اب ہم حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور علیہ السلام سے حسنِ عقیدت میلاد النبی کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو حضور غوثِ پاک حضور علیہ السلام کا میلاد شریف ہمیشہ بڑی حسنِ عقیدت سے کیا کرتے تھے اور آپ غریبوں میں خیرات فرمایا کرتے تھے۔ یہ میلاد شریف بارہ ربیع الاول کو ہوا کرتا تھا یعنی مصطفےٰ آپ گیارہ ربیع الآخر شریف کو دھوم دھام سے کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں۔ ایک رات سرکار غوثِ اعظم کو حضور رحمۃ اللعالمین۔ خاتم المرسلین کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور نے فرمایا بیٹا عبد القادر تم نے ہمیں بارہویں سے یاد کیا۔ ہم تمہیں گیارہویں عطا فرماتے ہیں۔ جس طرح تم دھوم دھام سے ہمیں بارہویں سے یاد کرتے ہو۔ لوگ تمہیں گیارہویں سے یاد کیا کریں گے۔ کیونکہ یہ حضور علیہ السلام کی طرف سے گیارہویں شریف عطیہ اور دان ہے۔ اس لئے یہ عرس غوث اعظم کی

بہت سی دنیا میں مشہور و معروف ہوگیا۔ بلکہ مسلمانوں کے علاوہ بہت سے ہندو۔ سکھ۔ عیسائیوں کو بھی گیارھویں کی نیاز تقسیم کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ وہ کہا کرتے ہیں کہ گیارھویں شریف کی برکت سے ہماری بہت سی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ ہماری مصیبتیں رفع ہوتی ہیں۔ گھروں میں برکت ہوتی ہے۔ دیکھو کتاب یازدہ مجلس اور رجال الغیب ص ۱۲۳۔

اعلیحضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں ؎

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

اب ہم اس کتاب کو ختم کرکے دعا کرتے ہیں۔ کہ رب العزت اپنے محبوب معظم اور اہلبیت مکرم اور صحابہ معظم اور اولیائے مفخم کے طفیل نافع و مقبول فرمائے۔ آمین آمین بحرمت سید المرسلین

حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام سے پرخلوص گذارش ہے کہ وہ جب جہاں بھی کچھ کتاب میں اغلاط ملاحظہ فرمائیں۔ اصلاح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں یا احقر کو مطلع فرمائیں تاکہ بعد شکریہ اصلاح کردی جائے۔ صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ و ازواجہٖ و امتہٖ اجمعین۔

ھمدم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا مہر محمد خان صاحب ہمدم کی تصنیفات

یہ کتاب ایک

(۱) شاہنامہ اسلام جدید جلد اول

مقدمہ چہار ابواب پر شامل ہے۔ مقدمہ میں یہ مضامین ہیں۔ آنحضور کا نور و ظہور۔ آنحضرت اور جبریل کا مکالمہ۔ ارشادِ حق۔ امانت۔ نورِ مصطفیٰ کے فیضان۔ نورِ مصطفیٰ کی یکجائی۔ حضرت آدم کی بیٹے کی وصیت۔ حضرت سلیمان کا دورہ۔ شہنشہِ دین کا دورہ۔ حضرت عیسیٰ کی بشارت۔ ابرہہ کے لشکر کی تباہی۔ حضرت عبد مطلب کی کرامات۔ حضرت عبداللہ کی کرامات۔ حضرت عبداللہ کا یہودیوں سے معرکہ۔ حضرت آمنہ کی کرامات۔ آنحضرت کی ولادت باسعادت۔ آنحضرت ورجہ کا مکالمہ سبز و شاداں۔

ابوجہل کا معبود۔ حضرت عباس کی حیرت۔ حضرتِ ابوسفیان کی حیرت
حضرتِ زباب کا ایمان لانا۔ حضرتِ فضلہ اور قصی کا مکالمہ۔ حضرتِ
تمیم داری اور دجال کا مکالمہ۔ اصطلاحاتِ ضروریہ۔ اسلام
کے عورتوں پر احسانات۔

باب اول میں یہ مضامین ہیں۔ حمد۔ نعت۔ باعثِ تصنیف
عذرِ مصنف۔ مختصر رودادِ مصنف۔ احوال زمانہ ماضی۔ ابلیس
کی تقریر۔ آنحضرت کی ولادت۔ سلام۔ باب دوم میں یہ مضامین
ہیں۔ حضرتِ عبداللہ کا وصال۔ حضرتِ حلیمہ سعدیہ۔ آنحضرت اور
عباس کا مکالمہ۔ شرحِ صدر۔ مراجعت۔ سفرِ بطحا۔ حضرتِ آمنہ کی وفات
واپسی۔ حضرت عبدالمطلب کا وصال۔ سببِ عدم سایہ۔ سفرِ شام
انعدامِ قوم کی تشکیل۔ آنحضرت کی تجارت۔ آنحضرت کی شادی
تعمیرِ کعبہ۔ نزولِ قرآن۔ آفتابِ رسالت کا طلوع۔ حضرتِ
صدیق کا ایمان لانا۔ آنحضرت کی تقریر۔

باب سوم میں یہ مضامین ہیں۔ قریش مکہ کا اجتماع۔ حضرتِ امیر
حمزہ کا ایمان لانا۔ حضرت عمر کا ایمان لانا۔ قریش مکہ کی مجلس
مشاورت۔ دشمنانِ رسول پر مظالم۔ جنات کی مجلس مشورای۔ روایت
قریش کی مجلس مذمت۔ حضرت ابوذر کا قبول اسلام۔

باب چہارم میں یہ مضامین ہیں۔ قریش مکہ کا وحشیانہ اقدام
حضرتِ جعفر کی تقریر۔ قریش کی مجلس ترکِ معاملات۔ آنحضرت

کا سفرِ طائف۔ طفیل کا قبولِ اسلام۔ ابوذر غفاری کا قبولِ اسلام معراج نامہ اسلام۔ قیمت دو روپے

۱۲۔ شاہنامہ اسلام جدید جلد دوم یہ کتاب بھی چھ ابواب پر شامل

ہے۔ باب اول میں یہ مضامین ہیں۔ ہجرتِ نبیا۔ حضرتِ صہیب کی ہجرت۔ حضرت عمر کی ہجرت۔ قریشِ مکہ کا اجلاس۔ شبِ ہجرت۔ نظام کا اعلان۔ غارِ ثور سے روانگی۔ سراقہ بن مالک۔ آنحضرت کا ام معبد کے خیمہ پر قیام۔ بریدہ اسلمی کا قبولِ اسلام۔

باب دوم میں یہ مضامین ہیں۔ آنحضرت کی آمد۔ جلوس۔ اظہارِ مسرت۔ استحکامِ امن کا معاہدہ۔ قریش کا جوشِ غضب۔ آنحضرت کی تقریر۔ قریشِ مکہ کی سازش۔ ابوسفیان کی تجویز۔ ابوجہل کی تقریر۔ ابوسفیان کا پیغام۔ آنحضرت کی مجلسِ شوریٰ۔ حضرتِ مقداد کی گذارش۔ حضرتِ سعد کی گذارش۔ لشکرِ اسلام کی تیاری۔ آنحضرت کی دعا۔

باب سوم میں یہ مضامین ہیں۔ معرکۂ بدر۔ ابوجہل کی تقریر۔ ابوجہل کی موت۔ جبریل کا معرکہ۔ حضرتِ رقیہ کی وفات۔ واپسی۔ حضرتِ سیّدہ کی شادی۔ آنحضرت کی رحمت۔ حضرت زید اور خبیب کی شہادت۔ ابوسفیان کا خطاب۔ شیخِ نجد کا مکر و فریب۔

باب چہارم میں یہ مضامین ہیں۔ ایک خاتون سے مذاق۔ آنحضرت

کا خطاب - قریش کا جوشِ انتقام - قریشِ مکہ کی تیاری - دو نہتے مجاہد
لشکرِ اسلام کی آمد - لشکرِ اسلام کی ترتیب - لشکرِ اغیار کی ترتیب -
قریشی عورتیں - ابو عامر کی تقریر - طلحہ کی تقریر - قیمت دو روپے

شاہنامہ اسلام جدید جلد سوم

یہ کتاب بھی چہار ابواب پر شامل ہے

باب اول میں یہ مضامین ہیں - غزوہ احد - حضرت علی کا معرکہ
حضرت حمزہ کا معرکہ - آنحضرت کا لشکرِ اسلام کو خطاب - حضرتِ
خالد کا حملہ - حضرتِ مصعب کی شہادت - حضرت انس کی جاں نثاری
حضرت سعد کا جوشِ ایمان - خواتینِ اسلام کے خدمات - حضرت
حنظلہ کی شہادت - حضرتِ امیر حمزہ کی شہادت - آنحضرت کی
زیارت - حضرت ام عمارہ کی جانبازی - حضرت سیدہ کی آمد -
حضرتِ صفیہ کا جذبہ ایمانی - آنحضرت کا معرکہ - واپسی -
ایک خاتون کا جوشِ ایمان - یہودیوں کی شرارت -

باب دوم میں یہ مضامین ہیں - معرکہ احزاب - آنحضرت
کی بزمِ مشاورت - چوبیس ہزار کے لشکر کی آمد - حضرتِ صفیہ
کی جانبازی - لشکرِ اغیار کا دھاوا - عکرمہ کا طوفانی رسالہ - حضرت
علی کی جانبازی - افسرانِ فوج کا خفیہ اجلاس - ابو سفیان کا
فوج کو خطاب - آنحضرت کی دعا - حضرت عمیر کا ایمان لانا -
صلح حدیبیہ - سفیرِ قریش کی آمد - شرائط صلح - حضرتِ علی کا جوش

ایمان۔ باب سوم میں یہ مضامین ہیں۔ معرکۂ خیبر۔ حضرتِ علی کا معرکہ۔ ایک یہودی کی گرفتاری۔ حضرت حباب کا معرکہ۔ فتحِ مکہ قریشِ مکہ دربارِ رسالت میں۔ معرکہ حنین۔ لشکرِ اسلام کی روانگی آنحضرت کی اہلِ طائف پر نظرِ رحمت۔ دخترِ حلیمہ کی آزادی۔ جنگِ موتہ۔ سفرِ تبوک۔

باب چہارم میں یہ مضامین ہیں۔ حضرتِ عبداللہ کا ایمان لانا حضرتِ کعب انصاری کا امتحان۔ آنحضرت کا آخری حج۔ آنحضرت کا زہرا سے خطاب۔ آنحضرت کا اضطراب۔ پیغامِ وصال۔ آنحضرت کی آخری نماز۔ آنحضرت کا وصال شریف۔ قیمت دو روپے یہ کتاب بھی

۴۔ شاہنامہ اسلام جدید جلد چہارم

ایک مقدمہ اور چھ ابواب پر شامل ہے۔ مقدمہ میں یہ مضامین ہیں۔ آنحضرت کا نور و ظہور۔ تمام انبیاء حضور کے نائبین ہیں۔ آنحضرت خدا کی نعمتوں کے قاسم ہیں۔ آنحضرت کی تعظیم عینِ ایمان ہے۔ حضور جانِ جہاں ہیں۔ نائبانِ مصطفےٰ کی محبت۔ حضور کی محبت ہے۔ حضور کی توہین عینِ کفر ہے۔ تمام مخلوق حضور کی محتاج ہے۔ تمام قرآن حضور کی نعت ہے۔ حضور مالکِ کونین ہیں۔ حضور عالم ما کان و ما یکون ہیں۔ حضور حاضر و ناظر ہیں۔ حضور حیات النبی ہیں۔ حضور معصوم مطلق ہیں۔ حضور خاتم المرسلین ہیں۔ حضور نبی امی ہیں

حضور شفیع المذنبین ہیں۔ حضور مجسم معجزہ ہیں۔ حضور کا سراپائے اقدس۔ حضور کے فضلات طاہرہ۔

باب اول میں چار رسائل ہیں۔ نورِ مصطفےٰ۔ شانِ قرآن۔ شانِ اسلام۔ شانِ امتِ مصطفےٰ۔

باب دوم۔ معجزاتِ مصطفےٰ پر شامل ہے۔

باب سوم۔ معجزاتِ انبیاء پر شامل ہے۔

باب چہارم۔ ان چار رسائل پر شامل ہے۔ شانِ صدیق شانِ فاروق۔ شانِ عثمان۔ شانِ علی۔ قیمت چار روپے۔

(۵) انوار المصابیح

یہ کتاب بھی ایک مقدمہ اور چار ابواب پر شامل ہے مقدمہ میں اصولِ حدیث۔ اقسام حدیث۔ اقسام تقلید۔ حضرتِ امام اعظم کے فضائل پر دلکش بحث ہے۔ باب اول میں یہ مسائل ہیں احکام طہارت۔ غسل کرنا۔ وضو کرنا۔ مسنوناتِ وضو۔ مستحباتِ وضو۔ مکروہاتِ وضو۔ ناقضاتِ وضو۔ فضائل اذان۔ فضائل نماز۔ زبان سے نیت کرنا۔ نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھنا۔ نماز پڑھنے کا طریقہ۔ فرائض نماز۔ مسنوناتِ نماز۔ مستحبات نماز۔

باب دوم میں یہ مسائل ہیں۔ نماز مومنوں کی معراج ہے۔ اذان وتکبیر کے کلمات۔ رمضان میں سحری کی اذان منع ہے۔ امام اور مقتدی کی جگہ۔ مقتدی کہاں کھڑے ہوں۔ نماز میں عاجزی سے

قیام کرو۔ دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا۔ قرأت خلف الامام منع ہے۔ رفع یدین کرنا منع ہے۔ نماز تسبیح۔ نماز حاجت۔ نماز شب عاشورہ۔ نماز زیارت۔ نماز شب برأت۔

باب چہارم میں یہ مضامین ہیں۔ نماز عید۔ حضرت اسماعیل کی قربانی۔ نماز تمام انبیاء کی یادگار ہے۔ نماز مصطفےٰ۔ نماز صدیق نماز فاروق۔ نماز عثمان۔ نماز علی۔ نماز عبداللہ بن زبیر۔ نماز زید و حبیب۔ نماز مسلم۔ نماز عبداللہ بن عباس۔ نماز ابو طلحہ۔ نماز عبداللہ بن مبارک۔ نماز امام اعظم۔ نماز امام شافعی۔ نماز ثابت بنانی۔ نماز حسن بصری۔ بے نماز اور شیطان کا مکالمہ۔ حضور اور داؤد کا مکالمہ۔ بے نماز کی وجہ سے ایک گاؤں کی تباہی۔ بے نماز کی سزا کی صورت۔ نمازیوں اور سانپ کا مکالمہ۔ قبر میں بے نماز پر عذاب۔ شاگرد مسعد اور استاذ کا مکالمہ قیمت چار دو پیہ۔

۲ شانِ فاطمہ یہ کتاب بھی ایک مقدمہ چار ابواب پر شامل ہے۔ مقدمہ میں یہ مضامین ہیں۔ فضائل صحابہ کرام۔ فضائل اہلبیت عظام۔ فضائل سادات کرام۔

باب اول میں یہ مضامین ہیں۔ حضرت سیدہ کی ولادت۔ سلام حضرت خدیجہ بجزی کی والدہ۔ حضرت لقب فاطمہ۔ ایک سو کے قریب جمع کئے ہیں۔

باب دوم میں یہ مضامین ہیں۔ حضرتِ سیدہ کی تربیت۔
حضرت مریم کی کرامات۔ حضرتِ سیدہ کی سیرت۔ مسلمہ خواتین
کے لئے مشعلِ ہدایت ہے۔ اسلامی تعلیم سے خواتین اسلام
کی بے رغبتی۔ حضرتِ سیدہ حضور کی مظہرِ صفات ہیں۔ قریش
کے حضور پر مظالم اور حضرتِ سیدہ کی خدماتِ اسلامی حضرت
سیدہ کی اعانتِ رسول۔ حضرتِ سیدہ کی جنگِ احد میں خدمت
رسول۔ حضرتِ سیدہ کی غمخواری۔ حضرتِ سیدہ کی غمگساری
آنحضور اور حضرتِ سیدہ کی شفقت۔

باب سوم میں مضامین ہیں۔ حضرتِ سیدہ کی شادی۔ حضرتِ
سیدہ کا جہیز۔ حضرتِ سیدہ کے جہیز کی شان۔ حضرتِ سیدہ کی
ایک شادی میں شرکت۔ حضرتِ سیدہ کی شانِ رفعت۔ حضرتِ
سیدہ کی شان۔ ایک اسرائیلی کا ایمان لانا۔ حضرتِ سیدہ کی دعوت
حضرتِ سیدہ کی جنتی ناقہ۔ حضرتِ سیدہ کے لئے جنتی انار۔ خدا کا
فیصلہ۔ امام حسین کی محبت۔ جنتی طعام۔ فقرِ زینب کی۔ حضرتِ
سیدہ کی ایثار۔ آنحضور سے کنیز کی گذارش۔ آنحضرت کے ارشادات

باب چہارم میں یہ مضامین ہیں۔ حضرتِ سیدہ کی زاری۔ آنحضور
کے مزار کی زیارت۔ حضرتِ سیدہ کی دعا۔ حضرتِ سیدہ کی
دعا کے بعد خیر۔ حضرتِ سیدہ کی وفات۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے
حالات۔ حضرت زینب کے حالات۔ حضرت سودہ کے حالات

اقسامِ مصیبت ۔ مقاماتِ امتحان ۔ مقامِ شہادت ۔ یومِ عاشورہ ۔
باب دوئم میں یہ مضامین ہیں ۔ حضرت آدم اور امام حسین ۔ حضرت
شیث اور امام حسین ۔ حضرت ادریس اور امام حسین ۔ حضرت نوح
اور امام حسین ۔ حضرت ہود اور امام حسین ۔ حضرت صالح اور امام حسین
حضرت ابراہیم اور امام حسین ۔ حضرت اسمٰعیل اور امام حسین ۔ حضرت
یعقوب اور امام حسین ۔ حضرت شعیب اور امام حسین ۔ حضرت موسیٰ
اور امام حسین ۔ حضرت یوشع اور امام حسین ۔ حضرت عزیر اور امام حسین
حضرت ایوب اور امام حسین ۔ حضرت زکریا اور امام حسین ۔ حضرت یحییٰ
اور امام حسین ۔ حضرت عیسیٰ اور امام حسین ۔ خاتم المرسلین اور امام حسین
حضرت صدیق اکبر اور امام حسین ۔ حضرت فاروق اعظم اور امام حسین ۔
حضرت عثمان غنی اور امام حسین ۔ حضرت علی مرتضیٰ اور امام حسین ۔
حضرت حسن اور امام حسین سے

بدلہ انتقام بہ دشمنانِ امام ۔ قیمت پانچ روپے

۹۔ شہید کربلا

یہ کتاب ایک مقدمہ اور دو باب پر لکھی گئی ہے ۔ مقدمہ میں حضرت امام حسین کے فضائل و خصائص، کمالات و کرامات پر دلکش پیرایہ میں بحث کی گئی ہے ۔

باب اول میں حضرت امام حسین کی مدینہ منورہ سے روانگی اور
مکہ معظمہ میں قیام اور حضرت امام مسلم اور امام مسلم کے بیٹوں کی

شہادت کو بیان کیا گیا ہے۔
باب دوم میں حضرت امام حسین کی مکہ معظمہ سے کربلا کو روانگی اور میدانِ کربلا میں قیام۔
باب سوم میں حضرت امام حسین اور عزیزانِ حسین اور رفقائے حسین کی شہادت۔ باب چہارم میں خاندان سادات کی روانگی کوفہ اور دمشق کے حالات اور مدینہ میں جانا اور یزید پلید کا واصلِ جہنم ہونا بیان کیا گیا ہے۔ قیمت تین روپے۔

۱۰ تفسیر نورانی

یہ کتاب بھی ایک مقدمہ چہار ابواب پر لکھی گئی ہے۔ مقدمہ میں حضور علیہ السلام کے فضائل وخصائل اور نفحاتِ فاخرہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مراتب انوار و سائر صفات پر دلکش پیرایہ میں بحث کی گئی ہے۔ باب اول میں حضور کے نور ہونے پر قرآنی آیات سے بحث کی ہے۔ باب دوم میں حضور کے نور پر احادیث سے بحث کی گئی۔ باب سوم میں تفاسیر سے حضور کے نور ہونے کا ثبوت دیا گیا ہے۔ باب چہارم میں اقوال سے حضور کے نور پر بحث کی گئی ہے اور ہر ایک سوال کا محققانہ جواب بھی دیا گیا ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ

۱۱ معراج جسمانی

یہ کتاب بھی ایک مقدمہ اور چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں عقلی ونقلی دلائل سے حضور کے معراج جسمانی کا ثبوت دیا گیا ہے

باب اول میں قرآنی آیات سے حضور کے معراج جسمانی کو بیان کیا گیا ہے
باب دوم میں۔ حضور کے معراج جسمانی کو احادیث سے ثابت کیا گیا ہے
باب سوم۔ میں تفاسیر سے حضور کے معراج جسمانی کو بیان کیا گیا ہے
باب چہارم۔ میں اقوال سے معراج جسمانی کو ثابت کیا گیا ہے۔ اور ہر
اک سوال کا ساتھ ساتھ جواب بھی دیا گیا ہے قیمت ۱/۸ روپیہ۔

۱۲۔ میلاد رسول رحمانی یہ کتاب بھی ایک مقدمہ چہار ابواب پہ شامل ہے۔ مقدمہ میں
حضور کے میلاد شریف پہ عقلی و نقلی دلائل سے دلنواز طریقہ پہ
بحث کی گئی ہے۔ باب اول میں حضور کے میلاد شریف پہ قرآنی
آیات سے بحث کی گئی ہے۔ باب دوم میں حضور کے میلاد شریف
پہ احادیث مبارکہ سے بحث کی گئی ہے۔ باب سوم میں حضور کے میلاد
شریف پہ تفاسیر سے بحث کی گئی ہے۔ باب چہارم میں حضور کے میلاد
شریف پہ اقوال سے بحث کی گئی ہے۔ ساتھ ساتھ ہر اک سوال کا جواب
بھی محققانہ انداز میں دیا گیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ ۵۰ پیسے

منگوانے کا پتہ

بشیر احمد ناشر مکتبہ ہمدم جامع مسجد منڈی چھانگا مانگا ضلع لاہور

نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور

(حمایت اسلام پریس لاہور)